ضمیمہ اشاعۃ السنہ

متضمن مسایل مہمات اہل السنہ

نمبر ا لغایت نمبر ۶

بابت صفر لغایت رجب ۱۲۹۸ھ مطابق جنوری لغایت جون ۱۸۸۱ء

التماسات ضروریہ

اوّل خوبغایت اہم و مقدم ہے جملہ برادران اہل اسلام (اہل تقلید ہون خواہ مدعیان تحقیق) سے التجا ہے کہ اس ضمیمہ کو اوّل سے آخر تک نظر جرح و تحقیق سے ملاحظہ فرما دین اہل تقلید یہ خیال نہ کرین کہ اسمین تقلید مذاہب سابقین کے برخلاف تحقیق ہوگی اسکو کیا دیکھین؟ اور مدعیان تحقیق یہ نہ سمجھین کہ یہ مسایل ہمارے سُنے سنائے اور پاس کئے کرائے ہین انکو کیون پڑہین؟ بلکہ دونون فریق یہ جان لین کہ اسمین جانبین کی افراط و تفریط کی اصلاح ہے اور مسلک بین بین کی ایضاح۔ اسلئے دونون فریق کو اسکا دیکہنا ضروری ہے اور اسمین موافق یا مخالف رائے دینا واجب۔ پس جو صاحب فریقین سے اسکو حق و صحیح پا دین وہ بذریعہ خاص خاص تحریرات مولف کو اس سے اطلاع دین مولف انکا دل سے شکرگذار ہوگا اور جو اسمین کچہہ خطا و خلاف حق صراح دیکہین وہ اسکی غلطی سے جس سبیل چاہین مولف کو آگاہ کرین۔ انکا شکریہ دو چند ادا ہوگا۔ اور ایمان و انصاف سے انکی رای با صواب دیکہا جاویگا پس اگر حق انکے جانب نظر آیا تو اسی پرچہ مین اسکا اظہار کیا جاویگا اور اگر اسمین مولف کو کچہہ اشتباہ رہا تو اسکو بلا صورت بحث و جدال عرض کیا جاویگا

دوم۔ بالفعل اس ضمیمہ کا حجم ربع حجم رسالہ اشاعۃ السنہ تجویز ہوا ہے اور قیمت بحساب تفضیل مراتب ربع قیمت رسالہ ہے آیندہ زیادت حجم ضمیمہ مزید شوق خریداروں سے جسقدر وہ چاہین ہوسکتی ہے

سوم اس دفعہ یہہ ضمیمہ بعض حضرات کی خدمات مین بلا درخواست بہی بہیجا گیا ہے اگر وہ حضرات اسکی خریداری کو پسند کرین تو اس مجموعہ ضمیمجات ششماہی کی قیمت ارسال فرما دین ورنہ بعد ملاحظہ پرچہ واپس کرین

چہارم دوسری دفعہ اس ضمیمہ کو وہی لوگ پاوینگے جو اس مجموعہ ششماہی کی قیمت اپنے درجہ کے موافق ارسال فرماوینگے

الملتمس ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ -
خدا کا شکر ہے جس نے ہمکو اس راہ (اسلام) کی ہدایت کی اور ہم راہ نہ پاتے اگر وہ ہمکو راہ نہ بتاتا
والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ارانا ھداہ ولولاہ ما اھتدینا
اور اسکے رسول محمد پر خدا کی رحمت و سلام ہو جس نے ہمکو خدا کا راستہ دکھایا وہ نہ ہوتے تو ہم خدا کی راہ نہ پاتے
الی ھدی اللہ - اوضح سبل الھدی واقام منارھا - واعفل طرق العمی
اس نے ہدایت کی راہوں کو کھول دیا اور اسکے نشان قائم کئے اور گمراہی کی راہوں کو بے نشان کیا
وعفا آثارھا - فبابی ھو وامی لقد من علینا وابلغ فی الامتنان -
اور اس کے آثار کو مٹا دیا - میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں انہوں نے ہم پر کمال احسان کیا - اور ہمکو
واوصلنا الی ابواب الجنان وانقذنا من النیران - وعلی آلہ نجوم الھدی
جنت کے دروازوں پر پہنچا دیا اور آگ سے چھڑا لیا اور ان کی آل پر رحمت و سلام - انکی اہلبیت پر جو ہدایت کے ستارے
والائمۃ التقی - الذین مثلھم کسفینۃ نوح من رکبھا نجی - ومن
تھے اور پرہیزگاروں کے امام جنکی مثال حضرت نوح کی کشتی کی ہے کہ جو کوئی اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے رہ گیا
تخلف عنھا ھلک وطغی - وعلی صحبہ المھتدین بسنتہ المستنین
وہ ہلاک ہوا اور بہک گیا اور آپ کے اصحاب پر جو آپکی راہ پر چلے اور آپکی سنت پر عمل کرتے وہ جنکی مثال توراۃ
بسنتہ الذین مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج
میں بھی ہے اور انجیل میں بھی جیسی کھیتی جو اپنی سبزی نکالتی ہے پھر اسکو مضبوط کرتی ہے پھر وہ
شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ
اپنی ساق پر ... ہو جاتی ہے ... آپ ہی پر کھڑی ہو جاتی ہے اور کھیتی والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے انسے منکر غیظ

بهم الكفار اهل الاهواء والطغواة - وعلى من تبعهم ممن يقتدى

رکہین جو ہوا نفسانی و سرکشی والے ہین اور ان کے تابعدارون پر سلام ہو جن کا حدیث کے روایت

بهم في التحديث والرواية والانتقاد ۞ والتفقه والفهم والاجتهاد†

کرنے اور حدیث کے پرکہنے اور حدیث مین سمجھ و اجتہاد پیدا کرنے مین لوگ اقتدا کرتے

منهم اصحاب الصحاح الستة ۞ والائمة الاربعة ۞ وامثالهم من الكملاء

ہین منجملہ ان کے چھہ کتابون صحاح کے مصنف ہین اور چارون مذہب کے امام اور ایسے پورے ولی ہین -

لا يواليهم الا اهل العلم والفقه والكمال (اللهم اجعلنا منهم)

ان سے علما سمجھدار اہل کمال ہی محبت رکہتے ہین - خدا ہمکو ان مین رکہے

ولا يعاديهم الا اهل الجهل والسفه والضلال (اللهم لا تجعلنا منهم)

اور جہلا بے وقوف گمراہ دشمنی رکہتے ہین - خدا ہم کو ان سے نہ کرے

كيف قد ثبت وتقرر ان هؤلاء البررة من اهل الولاية الظاهرة

یہہ کیونکر نہ ہو جبکہ ثابت و مقرر ہو چکا ہے کہ وہ پاک لوگ خدا کے ولی ہین حالانکہ خدا نے اپنے

وقد ذب عنهم وقال فيهم عز من قائل من عادى لي وليا

ولیون کی حمایت مین کہا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے جو کوئی میرے ولی کا دشمن ہو

فقد بارز الله بالمحاربة - لولا هؤلاء لما وصل الينا الاسلام ۞ وما

وہ خدا کے سامنے لڑائی کرنے کو تیار ہوتا ہے یہہ آیۂ حدیث و فقہ نہ ہوتی تو ہمکو اسلام نہ پہنچتا - اور نہ

حصل لنا العلم بالحلال والحرام ۞ فاساءة الظن بهم والطعن فيهم

حلال اور حرام کا علم حاصل نہ ہوتا - پہر ان سے بدظن ہونا اور ان پر طعن کرنا

كفر نعمة بلا كلام ۞ عصمنا الله من ذلك وهو ولي العصمة والهداية والانعام

بلاشبہ کفران نعمت ہے خدا ہم کو اس سے بچاوے وہی بچانے اور ہدایت کرنیکا مالک ہے

---

† اجتہاد قرآن و حدیث سے قوت فکر سے مسایل نکالنے کو کہتے ہین اسکو کوئی پولیٹیکل نہ سمجھے جہاد نہ سمجھے یہہ لفظ اس رسالہ مین بہت جگہہ آویگا اسلیے یہہ امر بتایا گیا۔

تمہید لایق توجہ کامل اہل تحقیق اہل تقلید



ناظرین رسالہ اشاعۃ السنہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہہ پرچہ اوسط ۱۲۹۴ھ ہجری مطابق ۱۸۷۷ء سے جاری وشایع ہے -

اسکا اجرا پہلے متشددین اہل تقلید کے خطاب مین ہوا تھا پیچھے کر او ایل ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء مین اسکا خطاب اِن سے موقوف ہوکر حضرات نیچریہ سے شروع ہوا اور آجتک جاری رہا -

نیچریہ کے خطاب وجواب سے جو اُسکا مقصود تہا اور جو اسکا اثر ظاہر ہوا اِسکا بیان اُسی کی جلد سوم وچہارم کے پہلے نمبرون مین ہوچکا ہے -

متشددین اہل تقلید کے خطاب وبحث سے اسکا مقصود یہہ تھا کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث پر بے جا تشدّد کرنا چہوڑدین اور جن مسایل مین یہہ انکے برخلاف عمل کرتے ہین اُن مسایل کی قوّت دلایل کو ملاحظہ فرماکر اُن کے عمل وترویج مین اُنکو معذور سمجہکر معافی دین اور اِس عمل کے سبب اُنکو دین اسلام سے خارج نہ سمجہین اس خطاب وبحث کی جڑ و بنیاد اشتہار مسایل عشرہ (کی قیود سے مقصود جسکو آجتک کسی نے

+ اِس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ فلان فلان صاحبان مسایل ذیل مین کوئی آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اِس معنی مین جسکے لیئے پیش کئے جائے نص صریح و قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین ۱ رفعیدین نہ کرنا ۲ آمین آہستہ کہنا ۳ نماز مین زیر ناف ہاتھ باندہنا ۴ مقتدیون کو قرأت فاتحہ سے منع کرنا ۵ آیمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کا واجب ہونا ۶ وقت ظہر کا دو مثل تک رہنا ۷ عام مسلمانون اور پیغمبرون کا ایمان مساوی ہونا ۸ قضا کا ظاہراً وباطناً نافذ ہونا ۹ نکاح محرمات ابدیہ سے حد زنا مرتفع ہونا ۱۰ ایک پانی کا دہ دردہ سے مقید ہونا +

نہین سمجہا اور جو سمجہا اُلٹا سمجہا) نہ یہ تھا کہ جو دلایل اُن قیود سے خالی ہون وہ ہمارے نزدیک پایہ اعتبار و احتجاج سے ساقط ہین مثلاً جو آیہ قطعی الدلالۃ نہ ہو ظنی الدلالۃ ہو جیسے عام کتاب اللہ ہم اُسکو نہین مانتے یا جو حدیث اتفاقی صحیح نہ ہو حسن ہو یا اختلافی صحیح یا اپنے معنی پر صریح الدلالۃ نہ ہو ہم اُسکو لایق سند نہین سمجھتے وعلی ہذا القیاس حاشا وکلا یہ مقصود ہمارا ان قیود سے ہرگز نہ تہا چنانچہ اس بات کا اظہار اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین بہ تفصیل ہو چکا ہے **بلکہ** ان قیود سے صرف اُن اہل تشدید کا الزام **مقصود** اور اس امر کا اظہار مطلوب تہا کہ جس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنی جانب کے مسایل مین خیال کرتے ہین اُس درجہ کی قوّت اُن مسایل مین نہین ہے اور جس مرتبہ کا تشدّد وہ ان مسایل کے عمل و ترک مین مبذول فرماتے ہین اور جو احکام وجوب وحرمت وہ اِن مسایل پر لگاتے ہیں اس مرتبہ کی تشدّد کی مقتضی اور اُن احکام کے مثبت دلایل اُن کے ہاتہہ مین موجود نہین ہیں ؎

تشریح وتمثیل

(۱) **تقلید مذہب** معین کو وہ فرض بتلاتے ہیں اور ترک تقلید پر حکم حرمت لگاتے ہین اور اسکے مرتکب کا لامذہب (جو بے دین کا مرادف ہے) نام رکھتے ہین اِس حکم وتشدید پر اُن سے آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالۃ کا مطالبہ کیا گیا اور اُن کے اِس قاعدہ فقہیہ سے (اما الفرض فما ثبت بدلیل قطعی لاشبہۃ فیہ یعنی فرض وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اُسمین کچہہ اشتباہ نہ ہو) اُن کو الزام دیا گیا اور یہ سمجہا گیا تہا کہ مذہب معین پر کون سی آیہ یا حدیث قطعی کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے آپنے حکم فرضیت اِس تقلید کا نکال لیا اور اسکے ترک پر یہہ تشدد کیا ہے +

(۲ و ۳ و ۴) **رفع الیدین** اور **آمین بالجہر** اور **قرءۃ فاتحہ** خلف امام کو یہہ لوگ حرام بلکہ مفسد نماز مرتکب بلکہ مفسد نماز نہیں پہلو مرتکب رگو وہ خود اُن افعال کا مرتکب نہ ہوا

صرف آمین بالجہر و رفع یدین کرنے والے کے برابر کھڑا ہوا ہوں بتلاتے ہین اور ان افعال پر فساد نماز و عذاب جہنم کا حکم لگاتے ہین اسلیئے ان امور کی ممانعت پر اُن سے دلیل قطعی کا مطالبہ ہوا ور اُن کے اس قاعدہ سے (المحرم ما ثبت النہی فیہ بلا معارض یعنے حرام وہ فعل ہے جسمین ممانعت بلامزاحمت یعنی قطعی† طور پر ثابت ہوں) الزام دیا گیا اور یہہ جتایا گیا کہ ان امور کی ممانعت مین ایسے دلایل کہان ہین جنسے آپ لوگ یہہ حکم اور یہ تشدد نکالتے ہین —

اور یہ **مقصود** اس ڈیرہ سال کے مباحثات و جوابات سے بخوبی حاصل **ہو گیا** اور کس و ناکس پر یہہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جس مرتبہ کا تشدد وہ لوگ ان مسایل مین کرتے ہین اُس مرتبہ کا تشدد اُنمین مناسب نہین اور جس درجہ کی قوت و ثبوت وہ اپنے مسایل مین سمجھتے ہیں وہ مرتبہ اُنکو حاصل نہین ہے ✻

اس پر دلیل یہہ ہے کہ اس عرصہ تقریباً پانچ سال مین کسی نے شرط اشتہار کی مطابق ہمارے کسی سوال کا جواب نہین دیا اور ایک آیہ قطعی الدلالہ یا ایک حدیث صحیح صریح قطعی الفاظ کو کسی مسئلہ مین پیش نہین کیا بعض حضرات نے تو ہمارے سوال کا مقابلہ صرف سوال سے کیا اور یہہ کہا کہ تم ہم سے ان مسایل مین آیات قطعیہ و احادیث صحیحہ کا مطالبہ کرتے ہو ہم تم سے اِن مسایل کے خلاف پر ایسے دلایل کا مطالبہ کرتے ہیں اور بعض نے یہہ جواب دیا کہ تمہاری اِن قیود سے مفہوم ہوتا ہے کہ اِن قیود سے خالی و مجرد آیات و آحادیث تمہارے نزدیک لایق عمل نہین ہین اور اِسمین اکثر ادلہ شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے — اور بعض حضرات نے ضعیف احادیث و غیر صریح آیات کو پیش کر دیا — **الغرض** مطلوب و مقصود جواب کسی صاحب سے آجتک ادا نہ ہو سکا چنانچہ ضمیمجات اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۸۸۳ء و ۱۸۸۴ء اور جلد اول اشاعۃ السنہ مین اس امر کی تفصیل موجود ہے —

اودہر تو یہہ مقصود حاصل ہوا اور اُدہر مقصود مقابلہ بحریہ ہاتہہ مین آیا (چنانچہ نمبر ۱ جلد ۲

† مسلم الثبوت کی شرح مین ہے — قالوا (ای الحنفیہ) ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعل غیر کف فالفرض ولفعل کف فالحرام الخ —

اشاعۃ السنہ مین بیان ہوا) اسلئے اب اشاعۃ السنہ کو بحث والزام خاص خاص اشخاص سے
اعراض وانقطاع پسند آیا اور اپنے اصلی فرض اشاعۃ السنہ (جس سے اسکا نام وعنوان مشعر و
مخبر ہے) ہمہ تن مصروف ہونا مناسب وضروری معلوم ہوا و بناءً علیہ یہہ **قرار پایا ھی**
(چنانچہ نمبر ۱ جلد ۱۲) مین اسکا وعدہ بھی ہوا تہا) کہ **اصل اشاعۃ السنہ** مین اصول اسلام
وبعض فروع مہمہ خصوصًا ان اصول وفروع سے جنمین مخالفین اصول اسلام نیچریہ یا فلاسفہ
وغیرہ کو نزاع وکلام ہے بحث ہوا کرے مگر اسمین کسی خاص شخص زید وعمر واحمد ومحمود کو مخاطب
نہ کیا جاوے بلکہ بلا خطاب احدے مستقل طور پر اظہار حق عمل مین آوے اور اگر اسکی تائید
مین ابطال قول باطل منظور ہو تو اسمین بھی کسی خاص شخص کا نام نہ لیا جاوے صرف
اس قول اور اسکے ماخذ کو ذکر کرکے اسکا ابطال قلم مین آوے اور اسکے **ضمیمہ** مین معمولی
مسایل فرعیہ اسلام کو جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین وارد ہین اور محدثین اہلسنت مین
معمول ومروج ہین بیان کیا جاوے اور اسمین بھی مستقل طور پر بلا معارضہ ومقابلہ احدے بیان
مسایل صحیحہ راجحہ ہو اور اگر اسکی تائید مین کسی قول مرجوح وضعیف کا ضعف بیان کرنا منظور
ہو تو بلا ذکر نام قایل صرف اس قول اور اسکے ماخذ ومستند کا جواب قلم بند ہو ہان مقام موافقت
ومطابقت مین ائمہ سلف کے اسماء واقوال کو ادب واحترام سے ذکر کیا جاوے +

اس طرز بیان مین یہہ ضمیمہ کتب محدثین سلف (جامع ترمذی صحیح ابن حبان سنن ابی داؤد
وغیرہ) کی نظیر ہوگا جو مسایل مرجح کو مستقل طور پر ذکر کرتے ہین پہر انکے معارض ومخالف مسایل
کو بلا ذکر اسم قایل بیان کرکے ان کے ضعف پر متنبہ کر دیتے ہین - اور کثرت مسایل
مین یہہ سب سے بڑہکر ہوگا کیونکہ جملہ مسایل صحاح ستہ وموطا امام مالک وغیرہ کتب متداولہ
وموجودہ اس دیار کا جامع ہوگا جسکے پاس یہہ ضمیمہ ہوگا اسکو مسایل فرعیہ کے جاننے
کے لئے غالبًا کسی دوسری کتاب حدیث سے کام نہ پڑیگا پہر چونکہ اس جامع بیان کے لئے
یہہ حجم ضمیمہ جو فی الحال تجویز ہوا ہے کافی نہین ہے مگر جب اسکی عمدگی وبہتری نے لوگون کے

دلون مین جگہہ پکڑ لی اور اُن کی رغبت اسکی طلب و خریداری مین زیادہ ہوگئی تو اس حجم
کا دہ چند ہوجانا کچھہ مشکل نہین ہے ؛
ان مسایل کے بیان اور اِس ضمیمہ کے اعلان سے (والله ثم بالله ثم تالله) یہہ ہرگز
مقصود نہین ہے کہ ہم کسی مذہب فروعی اسلامی حنفی یا شافعی) کا مقابلہ کرین اور اس پر
نکتہ چینی و عیب بینی عمل مین لاوین اسپر ہم خدا کو شاہد ٹھراتے ہین اور جیسی کوئی چاہے
حلف اُٹھاتے ہین - بلکہ اس سے ہمارا مقصود صرف مسایل حدیثیہ کا اظہار اور مذہب
اہلحدیث (جو قدیم سے ہم پہلو مذاہب فقہا چلا آتا ہے) کا بیان و اشتہار ہے - پھر بھی اگر کوئی
ہماری تحریر کو اپنے مقابلہ مین سمجھے اور اسکو اپنے مذہب کا رد و معارضہ خیال کرکے اسکو
رد و جواب کے لئے مستعد ہو بیٹھے تو وہ جانے اور اسکا ایمان ؛
اس مقصود پر جو ہمنے بیان کیا ہے ہمکو باعث و محرک وہی امر ہوا ہے جو امام محمد بن
اسمعیل بخاری کو تالیف کتاب صحیح بخاری پر اور امام ابو عیسی ترمذی کو تالیف جامع ترمذی
پر باعث ہوا ہے (یعنی لوگون کا بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا طالب و شایق ہونا
اور ایسی کتاب کا جو اُن کو مراجعت اقوال مجتہدین سے فارغ کرے پایا نہ جانا) چنانچہ حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کتاب بستان المحدثین مین سبب تالیف صحیح بخاری یہی
بتایا اور فرمایا ہے سبب تصنیف این جامع صحیح او چنین شد کہ روزے در مجلس اسحق
بن راہویہ حاضر بود یاران اسحق بن راہویہ گفتند اگر کسی توفیق یابد مختصرے در سنن
جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان
بے دغدغہ و بے مراجعت مجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمان وقت
تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکھہ حدیث کہ نزد او بود انتخاب شروع کرد
وانچہ بسیار صحیح بود بر ہمان اکتفا نمود ؛
اس باعث کا مقتضا زمانہ امام بخاری مین تو عربی زبان مین صحیح بخاری وغیرہ کتب احادیث

کی تالیف ہو نسے پورا ہو گیا تھا مگر اس زمانہ ناواقفی وجہالت مین اوران بلاد عجم مین اُن عربی کتب کا وجود کالعدم ہے اور اس باعث کا مُقتضا بدون تصانیف ہندی زبان کے پورا ہونا ممکن نہین ہے۔

اور نیز اُس زمانہ مین تو اس باعث کا وجود و اثر محدود تھا اور بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا شوق و ولولہ خاصکر امثال اسحٰق بن راہویہ کو ہوا ہو گا اس زمانہ مین اُسکا وجود و اثر غیر محدود ہے کہ کس و ناکس کو یہ شوق و ولولہ ہے۔

مجھے پنجاب و ہندوستان بنگال و مدراس وغیرہ کے اکثر بلاد کی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا ہے مینے غالباً کوئی شہر و قریہ ایسا نپایا جسمین اکثر شائقین عمل بالحدیث کو نہ دیکھا ہو ان شائقین مین بعض تو اہل علم ہین جو کتاب و سنت مین پورے مہارت رکھتے ہین اور متون و شروح کتب حدیث کیطرف مراجعت کر سکتے ہین وہ اس شوق کے پورا کرنے مین پورے کامیاب ہین۔ وہ شب و روز درس و عمل کتاب و سنت مین مصروف ہین اور لوگون کو اتباع سنت کی دعوت کرنے مین مشغول انکے اور انکے اتباع کے حق مین آنحضرت نے یہ بشارتین فرمائین ہین۔

من دعا الی ھدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه (رواه مسلم) مثل ما بعثني الله به من الهدی والعلم كمثل الغيث الكثير اصاب ارضا فكان منها نقية قبلت الماء فانبتت الكلاء والعشب الكثير وكانت منها اجادب مسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا قال رسول الله صلی الله

جو کوئی راہ ہدایت کیطرف لوگون کی رہنمائی کرتا ہے اسکو اُن لوگون کی مثل اجر ملتا ہے جس علم اور ہدایت کے ساتھ خدا نے مجھے بھیجا ہے اسکی مثال بڑی بارش کی سی ہے جو کھری (اور ستھری) زمین کو پہنچتی ہے تو طرح طرح کی گھاس اُگاتی ہے اور بعض زمین سخت ہوتی ہے تو وہ پانی کو بند رکھتی ہے جس سے لوگ نفع اُٹھاتے ہین پانی پیتے ہین اور لوگون کو پلاتے ہین اور

علیہ وسلم فذالك مثل من فقہ فی دین اللہ فنفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلم۔ کہیتی کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا یہہ اُس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین مین سمجھہ پیدا کی اور اسکو دین سے نفع دیا اُس نے خود بھی سیکھا اور لوگون کو بھی سکھایا۔

یہہ لوگ ہماری اس تالیف جدید سے مستغنی ہین اور اپنے اتباع کو غنی کئے ہوئے ہین اونکے اوران کے اتباع کے شوق عمل بالحدیث کی پورا ہونیکے لئے وہی کتب سلف (صحیح بخاری وغیرہ) کافی ووافی ہین اور بعض اِن شایقین عمل بالحدیث سے علم قرآن وحدیث اور اسکے متعلقات سے بے علم ہین اور صحت وسقم الفاظ ومعانی نصوص سے محض بے خبر۔ عربی زبان سے انکو آشنائی نہین اور علمار حدیث تک (جنکا ذکر اوپر ہوا) انکو رسائی نہین۔ ہندی زبان مین کوئی ایسی کتاب جامع مسایل عبادات ومعاملات جو کسی محدث کی تالیف ہو اُن کے پاس موجو نہین اور تراجم ہندی وفارسی علمار منسوب بتقلید پر انکا اعتقاد واعتماد نہین اسلئے وہ اِس شوق کے صحیح طور پر پورا کرنے مین ناچار ہین اور اُسکے جذبہ مین مضطر وبیقرار۔

اِس ناچاری وبے قراری کی حالت مین جب وہ کسی مسئلہ مین کوئی سُنی سنائی حدیث نہین پاتے تو بحکم حدیث (انما شفاء العی السوال)† اپنے علمار کے آگے ہاتہہ سوال کا نہین پہیلاتے بلکہ اپنی رائے سے اجتہاد کر لیتے ہین یا اپنے جیسے بے علم

† اندھا پن یعنی جہالت کا علاج سوال ہی ہے یہہ حکم آپنے اس موقع پر فرمایا کہ ایک شخص کو سر مین پتہر لگ کر زخم ہو گیا تہا اسی احتلام ہوا تو اس نے جواز تیمم کا لوگون سے مسئلہ پوچھا لوگون نے اپنی عقل سے کہدیا کہ تجہے تیمم جایز نہین ہے پس وہ نہایا تو فوت ہوا آنحضرت کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا تو آپنے آشفتہ ہو کر فرمایا خدا انکو ہلاک کرے انہون نے اسکو ہلاک کیا انہون نے (کسی اہل علم سے) پوچہہ کیون نہ لیا جب اُن کو علم نہ تہا۔ اُسکے آگے یہہ قول فرمایا۔ دیکہو سنن ابوداؤد وغیرہ۔

مجتہدون کا اتباع کرتے ہین جو کسی علم دینی اور اسکے متعلق علوم مین مداخلت نہین رکہتے علم صرف مین اونہون نے میزان نہین پڑہی۔ علم نحو مین مایۃ عامل نہین دیکہی حدیث مین مشکوۃ بلکہ چہل حدیث بلکہ کوئی ایک حدیث اوستاذ سے نہین پڑہی قرآن کی ایک آیت بامعنی کسی عالم سے نہین سیکہی صرف اُردو عبارت† ٹوٹی پہوٹی انکو پڑہنی آتی ہے۔ پہر اس بضاعت واستطاعت پر اونہون نے بعض نیم خام عربی دان طالب علمون کی مدد سے تالیف وتصنیف کو شروع کر دیا ہے اور منصب افتا واجتہاد اختیار کر لیا ہے۔ ان ڈی ڈپہے مجتہدون اور اُن کے اتباع عوام شائقین اتباع کے حال پر مثل ضعف الطالب والمطلوب خوب صادق آرہی ہے اور ان ستبوعین کا مفتی ومصنف ومجتہد بنجانا ایک علامت **قیامت** ہے جسکی پیشگوئی آنحضرت نے اس حدیث‡ مین کی ہی جو ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ایک قوم سی باتین کر رہی تہی کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اس نے قیامت سی سوال کیا آنحضرت اپنی باتون مین لگے رہی جب فارغ ہوئی تو فرمایا کہ وہ سایل کہان گیا وہ بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضایع ہونے لگی تو قیامت کا منتظر ہو اُس نے عرض کیا امانت کا ضایع ہونا کس طرح ہی آپ نے فرمایا کہ جب کام نا اہلون کے سپرد ہو تو قیامت کا منتظر ہو یعنی حکومت سپرد ظالم ہو اور شہادت سپرد دروغگو اور

---

† اسمین شک نہین ہے کہ اُردو مین بہی بہت احادیث ومسایل اس زمانہ مین پائی جاتی مین اور اپنے عمل کے لئی یہی کافی ہی مگر اوسمدن کو فتوی دینی اور اجتہاد کرنیکے لئے ہنوز دلی دور ہی جن اصول وفروع کی تالیف واجتہاد مین ضرورت ہی اور اُنکا جاننا تصنیف واجتہاد کے لئی شرط ہی اُردو مین اُنکا نام ونشان بہی نہین ہے

‡ اس حدیث کی عبارت یہ ہے **عن** ابی هريرة بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث القوم اذ جاءه اعرابي فقال متى الساعة فمضى رسول الله في حديثه حتى اذا قضاه قال اين السائل قال ها انا يا رسول الله قال اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال وكيف اضاعتها قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة ۔ رواه البخاري۔

فتوی سے پر دو جہلا او علی ہذا القیاس) ایک اور حدیث مین آنحضرت نے فرمایا ہے علم کا قبض ہونا (جو دوسری حدیث مین ارشاد ہوا ہے) اس طرح نہ ہوگا کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیا جاویگا ولیکن قبض علم علما کی قبض (یعنی فوت ہو جانیسے) ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالی علما کو باقی نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلون کو سردار یا امام بنالینگے پہر وہ ان سے مسایل پوچہین گے تو وہ بلا علم فتوی دینگے پس خود بھی گمراہ ہون گے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔

یہہ **آفت** وعلامت قیامت مسئلہ تقلید کے غلط معنی سمجہنے اور اسکو بے محل اور برے طور پر استعمال مین لانیسے پیدا ہوئی ہے۔

مسئلہ عدم جواز تقلید (جسپر ایک ہمکو اور ہر محقق مذاہب اربعہ کو حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے) کے صحیح معنی یہہ ہین کہ اہل علم یا جنکو اہل علم سے صحیح طور پر علم پہنچے قرآن وحدیث کے مقابل مین کسی کی تقلید نہ کرین نہ یہ معنی کہ جن مسایل مین خود قرآن وحدیث کا علم نرکہین ان مین بھی کسی اہلعلم کا اتباع وسوال نہ کرین اور کس وناکس للو وکلو اپنے آپ مجتہد بن بیٹہین

---

† اس حدیث کے الفاظ یہہ ہین عن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رءوسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ رواہ الشیخان

‡ دیکھو معیار الحق چھاپہ قدیم لاہور ۶ جسمین صاف لکہا ہے کہ تقلید مجتہدون کی عالم بالحدیث وبالقرآن کو وقت جاننے مسئلہ کے قرآن یا حدیث سے اس مسئلہ معلومہ مین نہ چاہئے اور رسالہ ثبوت الحق الحقیق تالیف حضرت مولانا وشیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جسکے اخیر مین صاف فرمایا ہے واضح ہو کہ جاہل ناواقف بمقتضائے آیہ کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الآیات مسایل کا پوچہنا اور سیکہنا فرض وواجب ہے شرعا یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی عالم اہل ذکر سے خواہ ایک

اور لوگون کو اپنی رائے واجتہاد سے فتوی دین (چنانچہ آجکل ہورہا ہے اور مجتہدین
بلاعلم اسپر عمل ہے۔ کس و ناکس صاحب افتا، واجتہاد ہے و اتباع علماء سے آزاد ہے۔
یہہ حال دیکھہ کر یہی محض بنظر صیانت دین ونصیحت قسم ثانی متبعین
اس تالیف وبیان مسایل کتاب وسنت کا قصد کیا ہے اور حسبۃً اللہ اس بہاری بوجھہ
کو اپنے ذمہ لیا ہے شاید خدا تعالی اس تالیف سے اُن متبعین سنت کی راہنمائی کرے
اور اس حیرانی وسرگردانی وآزادی ومطلق العنانی سے اُنکو بچائے۔
اس امر کا خیال مجھے عرصہ پندرہ سال سے تہا مگر ساتہہ ہی اس کے اپنی قلت
استطاعت وکمی بضاعت کا خیال اس سے مانع بھی ہوتا ا
کہ یہہ منصب عالی امثال بخاری ومسلم وغیرہ ایمہ حدیث کو تہا پہر ان کے بعد علماء قرون
متوسطہ کو حاصل ہوا جنہون نے متون حدیث کی شروح مین اپنی عمر کو خرچ کیا آخر
قرون متاخرہ خصوصًا بلاد ہندوستان مین یہہ منصب امثال حضرت شاہ ولی اللہ کو تہا
اور انہی پر ختم ہوا۔ ہمارا یا ہمارے اقران وامثال علماء کا یہہ منصب کہان ہے
کہ اس میدان مین قدم رکھین اور اس مہم کو فتح کرین مگر جب دیکھا
[illegible] و توقف علماء مین اور کام بگڑنے لگا عہدہ تصنیف وافتاء

[illegible] یہہ عبارتین اسلئے نقل کی گئی ہین کہ اس غلط فہمی عوام کا قصور لوگ ہمارے
ذمہ نہ لگا دین اور یہہ ہی نہ کہنے لگین کہ پہلے خود ہی عوام کو آزادی وخود اجتہادی کا فتوی
دیا ہے اب برخلاف اسکی لوگون کو مقلد بنانا چاہتے ہین۔
عبارات معیار وثبوت الحق الحقیق صاف وصریح طور پر ناطق ہین کہ عوام کو کسی نہ کسی
عالم کا اتباع ضروری ہے آزادی وخود اجتہادی جایز نہین ہے۔ با اینہمہ
کوئی اجازت آزادی وخود اجتہادی عوام کو ہمارے ذمہ لگاوے اور ہماری تقریر حال کو
مخالف بیان سابق قرار دے تو اسکا کچھہ جواب نہین ہے۔

کو خالی دیکھکر بے علمون نے سنبھال لیا اور منصب اجتہاد کو اپنے لئے تجویز کرکے اجتہاد
شروع کردیا اور مضمون حدیث مذکور (وسد الامر الی غیر اہلہ) صادق آنے لگا اور بہ
مفہوم شعر (پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز * بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بو العجبی ست)
نے جلوہ دکہایا تو ناچار اسی بضاعت و استطاعت پر کچہہ نہ کچہہ لکہنا ضروری معلوم ہوا اور
یہ خیال آیا کہ علما کی قلت بہی ان لوگون کے نسبت کثرت ہے اور جو بضاعت و استطاعت
خدا نے علما کو دی ہے وہ ان لوگون کی بضاعت و استطاعت سے بدرجہا بڑہکر ہے لہذا
جو علما کی قلم سے نکلیگا وہ ان لوگون کے اجتہادات سے بدرجہا بہتر ہوگا *

اس خیال و امید سے ہمنے اس تالیف کا قصد کیا ہے اور حق تعالی سے امید ہے کہ وہ
اس کار خیر مین ہماری مدد کریگا اور ہماری اس تالیف مین برکت دیگا اور اسکو اپنے دین کی
حمایت اور عام متبعین کی ہدایت کا سبب بنائیگا وہ مجتہدین اس سے نہ سنبہلے نہ سہی انکے متبعین عامہ
شائقین عمل بالحدیث (**چند اعتراض اور اُن کے جوابات**) تو سنبہل جائینگے اور آزادی
شاید ہمارے معاصرین علما (جو تقلید کو تحقیق و استدلال پر ترجیح دیتے ہین) ہمارے
اس عذر و تدبیر پر یہہ **اعتراض** کرین کہ آزادی و خود اجتہادی عوام کا علاج یہ نہین ہے
جو تمنے تجویز کیا ہے بلکہ علاج اسکا یہ ہے کہ لوگون کو قطعاً عمل و استدلال قرآن و حدیث
سے روک دیا جاوے اور تقلید مذہب و کتب سابقین کی تاکید ہدایت و وصیت عمل مین آوے
اور یہ سمجہایا جاوے کہ جو مسایل کتب سابقین (ہدایہ و شرح وقایہ و منہاج) وغیرہ مین مذکور
ہین یہہ سب کے سب سراسر مطابق و موافق قرآن و حدیث ہین۔ ہماری سمجہہ مین آن کے
دلایل نہ آوین تو کیا ہے؟ اِسلئے ان کتابون کے مسایل کی تفتیش و تفحص اور اُنمین چون
و چرا جائز نہین ہے اور بلا تردد و استفسار انپر عمل کرنا واجب ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اس علاج کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو اس زمانہ آزادی
و خود اجتہادی مین یہ کارگر نہین ہے ہمارے یا آپ لوگون کے کہنے سے کبہی وہ لوگ

(حاشیہ: چند اعتراض اور انکے جوابات)

تقلید اختیار نہ کرینگے ۔ ہم کیا ہین ہمارے اور آپ کے اکابر متاخرین و متقدمین دوبارہ دُنیا مین آ دین اور اُن لوگون کو اتباع و طلب دلیل سے ہٹا دین اور بلا دلیل پیروی اُن کُتب کی تاکید فرماوین تو بہی وہ لوگ نہ مانینگے ۔ اِس زمانہ آزادی مین ایسے لوگون کا ایک یہی علاج ہے کہ جس مسئلہ مین اُنکو خطا و غلط رائے پر پاوین اور اُنکو حق پر لانا چاہین اُسکی سند و دلیل قرآن و حدیث سے نکالکر اُنکے سامنے پیش کر دین اور اُس سند کے زور سے اُنکو خود رائی سے ہٹا کر پابند سُنّت کرین ÷

(۲) اِسپر اگر وہ علماء یہ **اعتراض** کرین کہ اِس صورت مین لازم تہا کہ کسی مذہب (حنفی یا شافعی) کے کسی کتاب فقہ ہدایہ یا منہاج) کے مسایل کو اسی طرز استدلال پر قرآن و حدیث سے ثابت کیا جاتا اور اُن لوگون کو اُنہی مذاہب و کُتب کی تقلید و اتباع پر قایم کیا جاتا نیا مذہب محدثین قایم کرنا اور قرآن و حدیث کی تائید سے اُس کو رواج دینا کیا ضرور تہا ؟ ۔

اسکا **جواب** یہ ہے کہ مذہب محدثین نیا تو نہین بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے اور کتب فقہ و مذاہب میں اِسکا ذکر موجود ہے جہان اہل رائے و اجتہاد کا ذکر پاؤ گے وہان اہل ظاہر و اصحاب الحدیث کا ذکر بہی ضرور دیکہو گے ۔ اور نیز کوئی قول اُنکا ایسا نہ دیکہو گے جسمین کسی نہ کسی مجتہد کا توافق نہ پاؤ گے اور نیز تدوین و تالیف کُتب اس مذہب (صحیح بخاری جامع ترمذی وغیرہم) کی بہی آج نہین ہوئی بلکہ اکثر کتب فقہ سے پیشتر ہو چکی ہے رہا یہہ کہ ہم نے اس مذہب کی تائید و بیان کا کیون التزام کیا اور مذہب حنفی یا شافعی کی تائید و ترویج پر کیون اکتفا نکیا ۔ اِسکی **وجہ** ایک یہہ ہے کہ ہمارے اعتقاد و خیال مین (گو دوسرے اُنکے نزدیک نہو) مذہب محدثین کو اور مذہب پر ترجیح ہے اور **دوسری** یہہ کہ جن لوگون کے عمل و فہمایش کے لئے ہم نے اِس تالیف و بیان کا قصد کیا ہے اُنکے نزدیک بہی یہی مذہب مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق ہے **لہذا** ہم تائید مذہب حنفی یا شافعی سے عاجز و معذور ہین اور مذہب اہلحدیث کی تائید و ترویج مین مجبور ہین

جو لوگ اُن مذاہب کو مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق سمجھتے ہین وہ اُن مذاہب کے مسایل کو اسی طور سے مدلّل فرماوین اور لوگون کو اُن مذاہب کیطرف بلاوین۔
الغرض بے دلیل بات کہنی اور مجرد فتوی لگادینے کا اب وقت نہین رہا جس مذہب کو کوئی مرجح و مدلّل سمجھے اُسکی ترویج و بیان کے لئے اسی صورت کی ضرورت ہے جو ہمنے تجویز کی ہے۔

(۳) اسپر شاید وہ یہہ **اعتراض** کرین کہ مذہب محدثین کوئی شخصی مذہب نہین ہے بلکہ جو قول ظاہر حدیث و قرآن کے موافق ہو وہی مذہب محدثین ہے (بخاری کا ہو خواہ مسلم کا امام احمد کا ہو خواہ اسحاق یا امام شافعی کا) چنانچہ ترمذی اپنی جامع مین جابجا† اقوال امام احمد و اسحاق و شافعی کو نقل کرتا ہے اور اُن سب کو قول اصحابنا (یعنی مذہب اہلحدیث) سے تعبیر کرتا ہے۔ پس اس مذہب مرکب محدثین کی ترویج سے پابندی مذہب شخصی جاتی رہیگی اور وہی آزادی (جسکو غیر مقلدی‡ کہا جاتا ہے) پھیلیگی +

اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اس مذہب مرکب محدثین کی تعمیل و ترویج سے ازادی وغیر مقلدی تو ہرگز متصور نہین کیونکہ اسمین بھی آیہ و حدیث اور کسی نہ کسی امام کی پیروی تو ضروری کرنی پڑے گی پھر یہ آزادی و غیر مقلدی کیونکر ہوئی **ہان** اس سے شخصیت مذہب بیشک جاتی رہیگی مگر اسکی قباحت و بُرائی ہماری سمجھہ مین ابتک نہین آئی جب ہمارے احباب علماء اہل تقلید ہمکو پیروی شخصی مذہب کی ضرورت سمجھاوین گے تو ہم اسی قلم اور اسی زبان سے (جس سے مذہب محدثین کی ترویج کرتے ہین) کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کی ترویج و تائید شروع کردین گے واللّٰہ علی ما نقول وکیل وکفی باللّٰہ وکیلا وکفی باللّٰہ شہیداً۔ **ابتک** تو ہم یہی سمجھتے ہین کہ کسی مذہب شخصی (حنفی یا شافعی کی پیروی کسی پر واجب نہین ہے اور اس شخصیت سے ہر ایک کو قدرتی و شرعی آزادی

† دیکھو صفحہ ۲۴ وغیرہ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹھ ۱۲۸۲ ہجری ‡ یہہ معترض کا قول ہے ہم اپنی طرف سے

حاصل ہے۔

اول تو خدا ورسول نے قرآن وحدیث مین کسی خاص مذہب یا خاص شخص کی
پیروی کا حکم نہین فرمایا چنانچہ بیسیون علماء اصولیین[+] وفقہا حنفیہ وشافعیہ نے بہ تصریح
بیان کیا ہے پہر آنحضرت کے اصحاب وخلفا نے کسیکو شخصی اتباع کا حکم نہین دیا
اور اس زمانہ صحابہ مین کسی شخص نے کسی امام یا خلیفہ کا شخصی اتباع نہین کیا چنانچہ امام
قرافی[++] نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پہر آیمہ مجتہدین نے کسی کو اتباع اپنے مذہب یا کسی

[+] شروح تحریر ابن الہمام تالیف ابن امیر حاج وسید بادشاہ ومسلم الثبوت وشروح مسلم
ومغتنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی ورسولہ ولم یوجب اللہ ورسولہ
علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ ترجمہ واجب نہین مگر جو خدا ورسول واجب کرین
اور خدا ورسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ کسی ایک امام کا مذہب اختیار کرین اور
میزان الکبرے شعرانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۴ مین امام ابن عبد البر سے منقول
ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امر احدا من الامۃ بالتزام مذہب معین لا یری خلافہ ترجمہ ہمکو کسی
حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پونہچا کہ آنحضرت نے کسیکو حکم دیا ہو کہ وہ ایک مذہب کو لازم کرلے
جسکا خلاف صحیح نہ سمجہے۔ اور شرح عین العلم وسم القوارض تصانیف ملا علی قاری اور قول سدید
ابن الملا فروخ کی حنفی مین ہے۔ ان اللہ سبحانہ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او
شافعیا او حنبلیا او مالکیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا
علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء۔ ترجمہ خدا پاک نے
کسی ایک کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی ہونیکا حکم نہین دیا بلکہ عالم ہون تو باستدلال
کتاب وسنت عمل کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر جاہل ہون تو علماء کی پیروی کرنے کا۔

[++] مسلم ومغتنم ومیزان کبرے وناظورۃ الحق وغیرہ مین ہے قال القرافی انعقد

اور مذہب کا ارشاد نہین کیا اور نہ انکے زمانہ مین کسی نے کسی ایک امام کا خاصکر اتباع کیا ہے اس پر بہی بہت سے علماء نے اجماع‡ ہوجانیکا صراحۃً یا اشارۃً دعوی کیا ہے ہان قرون

بقیہ حاشیہ دوم

الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابابکر و عمر وقلدھما فلہ ان یستفتی اباھریرۃ ومعاذ بن جبل.

ترجمہ قرافی نے کہاہے اسپر اجماع ہوچکاہے کہ جوکوئی مسلمان ہو وہ علماء مین سے جسکے چاہے بے روک ٹوک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہوا ہے کہ جو ابوبکر صدیق وعمر فاروق سے فتوی لیتا اور اسکی تقلید کرتا اسکو جائز تہا کہ وہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل سے فتوی لے اور اُن کی تقلید کرے۔

† تیسرا حاشیہ

میزان کبریٰ کے اسی صفحہ مین ہے۔ قال ابن اللبد لم یبلغنا عن احد من الائمۃ انہ امر اصحابہ بالتزام مذہب معین لا یری صحۃ خلافہ بل المنقول عنہم تقریرھم الناس علی العمل بفتوی بعضھم بعضا لانہ کلھم علی ھدی من ربھم **ترجمہ** ہمکو کسی امام سے یہہ بات نہین پہنچی کہ اُس نے اپنے صحبتیون کو کسی مذہب معین کو لازم پکڑنے کا حکم جسکا خلاف کرنا وہ صحیح نہ سمجہے دیا ہو بلکہ اُن سے یہی منقول ہے کہ انہون نے ایک کو دوسرے کے فتوے پر عمل کرنے کو قایم وثابت رکہا ہے کیونکہ اِن کے نزدیک سبہی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین ✣

چوتھا حاشیہ

‡ کتاب القواعد الکبریٰ تالیف شیخ عزالدین عبد السلام مین ہے (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے **حجۃ اللہ البالغہ** و **انتباہ** و **عقد الجید** مین نقل کیاہے) لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذہب ولا انکار علی احد من السائلین الی ظہرت المذاھب ومتعصبوھا من المقلدین **ترجمہ** ہمیشہ سے لوگ بلاقید مذہب جس عالم سے اتفاق ہوتا مسئلہ پوچہہ لیتے اور کوئی انکو اس سے نہ روکتا یہان تک کہ مذاہب اور اُن کے متعصب مقلد پیدا ہوئے (وہ متعصب روک ٹوک کرنے لگے) **میزان کبریٰ** کے صفحہ ۱۰ مین کہاہے امام ابو محمد جوینی نے کتاب **محیط** تصنیف کی ہے جسمین ایک مذہب کی روش اختیار

متاخرہ مین تشخصیت مذہب کا بلا دلیل شرعی لوگون مین رواج ہوگیا تہا مگر اس زمانہ مین وہ رواج بہی نہین رہا پہلے رواج کو دوسرے رواج نے اُٹھا دیا ہے پس ہماری تالیف وبیان مین اِس تشخصیت مذہب کا التزام ولحاظ نہین رہا تو کونسا محل اعتراض ہے +

نہین کی اور کہا کہ شیخ امام فقیہ محدث مفسر اصولی شیخ عبدالعزیز دیرینی اور شیخ الاسلام عز الدین بن جماعہ اور شیخ علامہ شہاب الدین برنسی اور شیخ علی شنشی (امام شعرانی کا شیخ) چارون مذاہب سے لوگون کو فتوی دیا کرتے تہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت بڑی جماعت علما سے نقل کیا ہے کہ وہ چارون مذاہب پر لوگون کو فتوی دیتے۔ خاصکر عوام کو جو کسی مذہب معین کے پابند نہین ہوتے اور کسی مذہب کے اصول واقوال کو نہین جانتے" اور صفحہ ۳۰ مین کہا ہے کہ شیخ عبدالعزیز دیرینی نے کتاب الدرر الملتقطہ فی المذاہب المختلفہ تالیف کی ہے جسمین چارون مذہب پر فتوی دیا ہے اور صفحہ ۳۴ مین اُن ایمہ اور اکابر کا نام لیا ہے جنہون نے ایک مذہب کو چہوڑکر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے وہ اکابر یہ ہین (۱) شیخ عبدالعزیز خزاعی پہلے مالکی تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو اُن کے تابع ہوگئے (۲) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم پہلے مالکی تہے جب امام شافعی مصر مین پہنچے تو وہ شافعی ہوگئے (۳) ابراہیم بن خالد بغدادی پہلے حنفی تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو وہ شافعی ہوگئے (۴) ابو ثور پہلے اپنا مذہب مستقل رکہتے تہے پہر شافعی ہوگئے۔ (۵) ابو جعفر ترمذی (ابو عیسی ترمذی صاحب جامع ترمذی نہ سمجہہ لینا) پہلے حنفی تہے پہر شافعی ہوگئے (۶) ابو جعفر طحاوی پہلے شافعی تہے پہر حنفی ہوگئے (۷) امام مشہور خطیب بغدادی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہوگئے (۸) ابن فارس مصنف کتاب مجمل در علم لغت پہلے شافعی تہے پہر مالکی ہوگئے (۹) سیف الدین آمدی اصولی مشہور حنبلی تہے پہر شافعی ہوگئے (۱۰) نجم الدین بن خلف مقدسی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہوگئے (۱۱) محمد ابن ابان نحوی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہوئے پہر حنفی ہوگئے۔ (۱۲) امام مشہور تقی الدین بن دقیق العید پہلے مالکی تہے پہر شافعی ہوگئے (۱۳) شیخ الاسلام کمال الدین بن سیف الدین متقی

بقیہ حاشیہ ۳

ہمارے احباب معاصرین کو چاہیے کہ اس زمانہ آزادی وخود اجتہادی مین ثبات وقیام تقلید شخصی کی حرص نکرین مطلق تقلید ہی کی خدا سے خیر مانگین اور اسی کے قایم رہنے کو غنیمت سمجھکر اسمین جہانتک وسعت ہو کوشش کرین۔

اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا (خدا اُسکے طوفان سے بچاوے) چل رہی ہے کہ اصول اسلام پر لوگ نکتہ چینیان کر رہے ہین اور تفاصیل حشر ونشر وبعثت ونبوت واحکام حلت وحرمت کی عقلی دلایل پوچھتے ہین اور یہہ باتین نہ صرف اہل اسلام مین پائی جاتی ہین بلکہ غیر مذہب وملت عیسائی ہنود وغیرہ) کے نوخیز مجتہدین اور محققین سے بھی پائی جاتی ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸)

پہلے حنبلی پھر شافعی (۱۴) امام ابوحیان پہلے اہل ظاہر سے تھے پھر شافعی ہو گئے۔ ان تفاصیل سے امام شعرانی نے یہ جتایا اور بتلایا ہے کہ ایک مذہب کا التزام نہ کرنا زمانہ مجتہدین سے لیکر امام شعرانی کے زمانہ تک ایسا متفق علیہ علماء قدیم وجدید چلا آتا ہے کہ اُسکو سبیل المومنین کہا جا سکتا ہے جسکا خلاف کرنا بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ جایز نہین ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین اس تفصیل سے یہی مطلب نکالا اور کہا ہے ونقل الشیخ عبد الوہاب عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاهب انهم كانوا يعملون ويفتون بالمذاهب من غير التزام مذهب معين من اصحاب المذاهب الى زمانه على وجه يقتضي كلامه ان ذلك امر لم يزل العلماء عليه قديما وحديثا حتى صار بمنزلة المتفق عليه فصار سبيل المومنين الذي لا يصلح خلافه ترجمہ اسکا وہی ہے جو نقل عبارت سے پہلے کہا گیا ہے اور طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار تالیف شیخ عابد حنفی مین ہے وجوب تقلید مجتهد معين لا حجة عليه لا من جهة الشريعة ولا من جهة العقل كما ذكره الشيخ ابن الهمام من الحنفية في فتح القدير وفي كتابه المسمى بتحرير الاصول وبعده موجبه صرح الشيخ ابن الحاجب في مختصر منتهى الاصول من المالكية والمحقق عضد الدين من الشافعية وذكر ابن امير الحاج في التحبير شرح التحرير ان القرون الماضية اجمعوا على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث لا يحكم

سُننے مین آتی ہین - پھر ایسے وقت تحقیق مین آیمہ فروع کی تقلید شخصی کو کون پوچھتا ہے اور
کسی خاص شخص کے بلا دلیل پیروی کو کون قبول کرتا ہے -

پس اگر علماء کو نصیحت (خیر خواہی) و حمایت اسلام کا ادعا ہے تو تقلید شخصی کے
جھگڑون کو یک لخت چھوڑ دین اور جس مذہب اسلامی کو حق سمجھتے ہین اسکے حق ہونے
کے دلایل عقلی و نقلی لوگون کو سُناوین اور اِس ہوا تحقیق سے بچاؤ کے لئے کوئی
اوٹ و آڑ نہ بناوین اور جن سے خود یہہ کام نہ ہوسکے وہ اُن لوگون سے جو اِس کام مین لگ
رہے ہین موافقت کرین انکی مزاحمت اور معارضہ کے لئے مستعد نہ ہوجاوین جس مذہب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲)

و لا یفتی فی شیٔ من الاحکام الا بقوله **ترجمہ** مجتہد معین کے تقلید کے واجب ہونے
پر کوئی دلیل نہین نہ شریعت کی طرف سے نہ عقل کے چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر و تحریر مین ذکر کیا ہے اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول
مین اور شافعیون مین سے **قاضی عضد** نے اور ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر
مین کہا ہے پہلے زمانون کے لوگون نے اسپر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ کسی حاکم و مفتی کو ایک
ہی شخص کا مقلد رہنا اِس طور پر کہ کسی مقدمہ مین بجز قول اِس شخص کے کسی اور کے قول پر فتوی
و حکم نہ دے جایز نہین ہے' **یہہ دعوی** اجماع و اتفاق ہمنے بہت کتب اصول جیسے شروح تحریر
شروح مسلم - شرح مختصر الاصول - مغتنم الحصول - تقریر الاصول - عقد الفرید شرنبلالی حنفی
انتباہ - حجۃ اللہ تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ مین پایا ہے مگر خوف تطویل سے ان
دو تین کتابون کی نقلون پر اکتفا کیا -

التماس

اِن چارون حواشی کے بیان سے تقلید مذہب معین کو واجب نہ سمجھنے مین ہماری معذوری
و مجبوری سامعین و ناظرین کو واضح ہوگی - و مع ذلک قایلین وجوب تقلید مذہب معین کی
خدمات بابرکات مین بڑے ادب و خلوص کے ساتھ التجا و التماس کیجاتی ہے کہ اگر ہمارے اِن تمسکات

(حنفی یا شافعی یا اہلحدیث) کو کوئی دلیل سے ثابت کرنا چاہے اور لوگون سے اس مذہب کو
تسلیم کراوے اسی مذہب کے ثبوت وتسلیم کو غنیمت جان لین اور اسکو ثبوت وتسلیم اسلام
شمار کرین اور یہہ خیال کرین کہ دین اسلام ان سب مذاہب سلامیہ کا مجموعہ ہے پس
جو مذہب منجملہ ان مذاہب کے ثابت ہوگا اُسی سے ثبوت اسلام متصور ہے اور جس مذہب
کا ان مذاہب سے رد وابطال ہوگا اُسی مین رد وابطال ایک جزو اسلام کا پایا جاویگا
اور اگر سب مذاہب اسلامیہ ایک دوسرے کی رد مین متوجہ ہون گے تو مجموعہ
اسلام باتفاق مجموعہ اہل اسلام رد ہو جائیگا والعیاذ باللہ *

بھائیو ان باتون کو خیال مین لاؤ اور باہمی جھگڑے چھوڑ کر جس مذہب کو حق سمجھتے ہو
اسکا ثبوت بلا مزاحمت دوسرے مذاہب اسلامی کے بہم پہنچاؤ اور وصیت خداوندی واعتصموا
بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا - ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم کو عمل مین لاؤ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴

وستندات کی برخلاف کسی صاحب کے خیال مین کوئے دلیل وجوب تقلید مذہب معین ہو تو خدا
کے لئے ہمکو اسپر آگاہ فرماوین اور ہماری معذوری ومجبوری کو اُٹھاوین ہم بکمال شکرگذاری
اس دلیل کو بسروچشم قبول کرینگے اور اُس ہادی ومحسن کے بال بال سے گرویدہ وممنون احسان
ہون گے - ہم آجکل اس دلیل کی تلاش رکھتے ہین اور تقلید مذہب معین کو اس زمانہ آزادی مین
دل سے چاہتے ہین اور اپنی عقل وخیال سے پسند کرتے ہین اور اس مرض آزادی کے لئے
اسکو عمدہ علاج سمجھتے ہین مگر افسوس ! پھر افسوس !! ہم اسپر کوئی شرعی سند ودلیل نہین پاتے
اسلئے لوگون پر اسکے وجوب کا حکم نہین لگا سکتے اور اس آزادی کا وہی علاج متعین سمجھہ بیٹھے ہین
جسکے عمل وبیان کے درپے ہین - اگر کوئی خدا کا پیارا ہمکو تقلید مذہب معین کی دلیل شرعی بتادے
توہم بشکر گذاری اسکو قبول کرینگے اور اس مرض آزادی کے علاج کے لئے تقلید مذہب معین
کو اکسیر سمجھہ کر اُسکے اثبات مین اپنی قوت واوقات کو خرچ کرین گے اور اس مشکل علاج کو جو ہمارے
سر پر جبل عظیم کا سا بوجھہ ہے فوراً ترک کر دین گے - ناظرین بالتمکین ومنصفین اہل دین سے

آیندہ اختیار رہے ۵ ہر کسی مصلحتِ خویش نکو میداند +

اُبْ ہم اصل مطلب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور اسمیں خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہیں مگر وہ مطلب ایک **مقدمہ** کے بیان پر موقوف ہے جسمین منشاء اختلاف مذاہب کا بیان کرنا اور چند شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب دینا - اور چند اصلاحات واصول اہلحدیث کا بیان کرنا مدنظر ہے -

منشاء **اختلاف** کے بیان سے غرض ومفاد دو امر مین - **ایک** یہہ کہ ہمارے بہائی تیز متبعین وتازہ مجتہدین مجتہدین سابقین سے سوء ظنی چہوڑدین اور دیدہ دانستہ مخالفت نصوص کا اُن پر گمان نہ رکہین - اور یہ اعتراض نہ کرین کہ جس حالت مین احادیث صحیحہ نبویہ دفاتر دو اوین سنت میں موجود اور آفاق مین مشتہر ہوچکے ہیں تو پہر بعض آئمہ نے بعض احادیث کا عمل کیوں ترک کیا ہے - **دوسرا** یہہ کہ ہمارے بہائی مقلدین مجتہدون کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنے کو اُن احادیث کی بے اعتبار وناقابل عمل ہونے کی دلیل نہ سمجھہ لیں اور اس خیال سے اُن احادیث کے برخلاف تقلید مجتہدین کو واجب نہ جانین بلکہ یہ یقین کرلین کہ مجتہدین کا اُن احادیث پر عمل نہ کرنا ایسی اسباب سے ہی ہوا ہے جو ہمارے وقت آکر ہمارے حق مین متحقق نہیں ہین لہذا اُن احادیث پہ عمل کرنے میں مجتہدین معذور تہے ہم معذور نہیں ہین -

پس واضح ہو کہ بیان منشاء وسبب اختلاف آئمہ بہت سی کتابون مین ضمناً پایا جاتا ہے

تتمۂ حاشیۂ ۲: امید ہے کہ میری اِس التماس کو حسن ظنی سے قبول فرما کر مجھے اس بیان وخیال مین خطا پر پاوین تو بیان حق بادلیل سے میری رہنمائی کرین اور اگر اُسکو حق پاوین اور اُسکے خلاف کا اثبات نکرسکین تو میرے خیال کی موافقت وتائید مین قلم اٹہاوین یہ نہ ہوسکے تو سکوت ہی عمل مین لاوین مجادلین زمانہ کی طرح میرے رد وجواب کے درپے نہ ہوجاوین - مین کسیکے رد وجواب کے درپے نہیں ہون میری کلام کو خود سمجھ وا شیار رد وجواب قرار دیکر مجھسے جہگڑا لڑائی شروع نہ کردین - آیندہ توفیق منجانب اللہ -

مگر مستقل طور پر اس امر کا بیان تین رسالوں میں میری نظر سے گزرا ہے اول رسالہ **رفع الملام** عن الائمۃ الاعلام تالیف شیخ ابن تیمیہ حنبلی رح دوم رسالہ **الانصاف** فی بیان اسباب الاختلاف تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح جسکا ماحصل آپنے حجۃ اللہ البالغہ مین بیان کیا ہے) سوم رسالہ **ایقاف** علی سبب الاختلاف تالیف شیخ محمد حیات مہاجر مدنی رح -

ان سب مین رسالہ ایقاف نہایت مختصر ہے اسلئے اس مقام مین اسکا لفظ بلفظ نقل کرنا مناسب نظر آیا ہے اسمین خلاصہ رفع الملام آجائیگا اسکے بعد خلاصہ کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی - مصنف ایقاف فرماتے ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی قسم بحکمتہ الاحلام فی الانام وجعلھم مختلفین فی الافھام واصلی واسلم علی سید الکرام وآلہ وصحبہ الی یوم القیام اما بعد فھذہ ایقاف علی سبب الاختلاف اعلم ان اللہ تعالی اصطفی من خلقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجعل بینھم وبینہ رسولا وعلمہ کل ما یتعلق بالدین الذی بعث بہ وکان اصحابہ الذین اختارھم اللہ لصحبتہ ونصرۃ دینہ مغترفین من بحور علومہ منھم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد والفھم والملازمۃ -

منزہ ہے وہ (خداوند تعالی) جس نے اپنی حکمت سے لوگون مین عقلون کو بانٹا اور انکو مختلف سمجھ والے کر دیا اور درود و سلام (آنحضرت) سب بزرگون کے سردار پر ہو - اور آپ کی آل و اصحاب پر قیامت کے دن تک - اسکے بعد یہہ رسالہ ہے ایقاف علی سبب الاختلاف تو جان لو بلاشبہ خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے بندون مین اور اپنے مین پیغامبر بنایا اور انکو سب کچھ جو دین کے متعلق تھا تعلیم فرمایا اور آنحضرت کے اصحاب جنکو خدا نے آپکی صحبت اور آپکے دین کی مدد کے لیے چن لیا تھا آپکے دریا علوم سے چلو بھر تے تھے اپنی سمجھہ و قابلیت و صحبت کی اندازہ کے موافق

والناس في ذلك متباينون بوناً عظيماً ولم يحط احد منهم بجميع معلوماته بل ولا بجميع مقولاته اذ لا تحيط الانهار بالبحور ولكنه صلى الله عليه وآله وسلم ما مات حتى بلغ الى مجموع امته جميع ما امر بتبليغه اليهم وكانوا متفرقين الا في اطراف مختلفة الامكنة والبلدان وكان عند بعضهم من العلم ما ليس عند غيره وكانوا يختلفون تارة في المعنى من النص كما وقع لمن امرهم النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان لا يصلوا العصر الا في بني قريظة فمنهم من اخذ بظاهره ومنهم من اخذ بتاويله ويختلفون تارة في الاستنباط من النص بالقياس كما وقع لعمرو بن العاص

کوئی کم کوئی زیادہ - اسمین وہ آپسمین بڑا فرق رکھتے انمین سے کسینے آپ کے سبھی معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ نہرین دریاؤن کو گھیر نہین سکتیں ولیکن ہنوز آنحضرت فوت نہ ہوئے تھے کہ جملہ امت کو سبھی کچھہ جسکی تبلیغ کی وہ مامور تھے پہنچ گیا وہ لوگ متفرق وطنون مختلف مکانون وشہرون مین تھے انمین ایک کو وہ علم ہوتا جو دوسرے کے پاس نہ ہوتا - اور کبھی وہ معنی حدیث مین اختلاف کرتے جیسے ان لوگون کو اتفاق ہوا جنکو آنحضرت نے حکم دیا تھا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ† ہی مین پڑہین پھر کسینے اسکے ظاہری معنی لئے کسی نے تاویل کی اور کبھی نص (آیہ قرآن یا حدیث) سے استنباط کرتے تھمین اختلاف کرتی جیسے عمرو بن عاص

† بنی قریظہ قبیلہ یہود کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کو بہت ستاتے اور ہمیشہ فتنہ وفساد برپا رکھتے تھے جب آنحضرت نے غلبہ وتسلط پایا تو انکو نواح مدینہ سے جلاوطن کر دیا - اسموقع پر جب انپر دہاوا کرنے کو نکلے تو یہہ حکم دیا پھر کسینے انمین سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ مین نماز نہ پڑہین گے اور کسینے اس حکم کی تاویل کی اور یہہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے نماز مین تاخیر کرنا مقصود نہین ہے - پس نماز راستہ مین پڑہ لی جب آنحضرت کے پاس آئے تو آنحضرت نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی - دیکھو صحیح بخاری ۔

حين تيمم من الجنابة في شدة البرد
متأولاً قوله تعالى لا تقتلوا انفسكم وتارة
في غير ذلك ثم انتقل صلى الله عليه
وآله وسلم وقام مقامه وزيره
الاكبر وصديقه الافخر فكان رضي الله
عنه يعمل بالكتاب وما بلغه من السنة
وان لم يجد فيها شاور الصحابة فان
وجد عندهم نصا اخذ به وقد فاته
بعض الاحاديث والا قاس على ما في
الكتاب والسنة او على احدهما
واخذ به -

صحابی کو اتفاق ہوا جبکہ اونہون نے سخت
سردی مین جنابت سے تیمم کرلیا اور
کبہی اور امور مین اختلاف کرتے پہر آنحضرت
صلعم رحلت فرما ہوئے تو آپ کے قائمقام
وزیر اکبر اور صدیق افخر ہوئے آپ کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ پر جو آپکو معلوم ہوتی
عمل کرتے ان دونون مین (اپنے نزدیک)
کوئی حکم نہ پاتے تو اور اصحاب رسول اللہ
سے مشورہ لیتے پس اگر اُن اصحاب شورے
کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اُسکو عمل مین
لاتے اور بعض حدیثین آپ کو معلوم ہی نہین ہوئین
اور اگر اُن کے پاس بہی کوئی حدیث نہ پاتے تو (کسی حکم) کتاب و سنت پر قیاس فرماتے +

مترجم کہتا ہے اس رسالہ مین جابجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنیکا ذکر ہے اور بہت سی کتب حدیث مین انہی اکابر صحابہ سے
قیاس کے نفی و مذمت بہی مروی ہے چنانچہ شمہ ازان ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۵ نمبر پانزدہم مین ہم بیان کرچکے ہین ان آثار
نفی و مذمت کی نظر سے اصحاب ظواہر آثار مثبتہ قیاس کی یہہ تاویل کرتے ہین کہ جن مسایل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان
کیا ہے اُن مسایل مین انکا اعتماد در اصل قیاس پر نہ تہا بلکہ اور دقیق استنباط کتاب و سنت پر تہا جسکو اُنہون نے
لایق سمجہہ مخاطبین نہ دیکہا اسلئے اُن مسایل کو سمجہہ مخاطبین کے موافق صورت و پیرایہ قیاس مین بیان کیا اس تاویل
کی تائید مین وہ یہہ نظیر پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے ایک عورت نے اپنی مان کیطرف سے حج کرنیکا حکم پوچہا تو آپ نے
جوابدیا کہ اگر تیری مان پر قرض ہو تو اسکو تو ادا کرے یا نہین اُسنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس آنحضرت نے فرمایا کہ خدا
کا حق بہی ادا کر اور وہ کہتے ہین کہ یہ حکم آنحضرت نے مخاطب کے سمجہانیکو پیرایہ قیاس مین بیان کیا ہے نہ یہ کہ درحقیقت آنحضرت نے
حج کا فرض ہونا قیاس سے ثابت کیا ہے کیونکہ قیاس بوقت موجود ہونے نص کے ہوتا ہے اور آنحضرت کا کلام خود نص ہے جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے

ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
الفاروق رض وکان یعمل بالقرآن والحدیث
وان لم یجد فیهما شیئا شاور الصحابة
فان وجد عندهم نصا اخذ به وقد
فاته بعض الآثار والا کان غالبا
او تارة یاخذ بقول الصدیق والاجتهاد
واستخرج اراء الناس فما راه صوابا
اخذ به وقلما یخطئ فی رایه ثم انتقل
الی الله تعالی وقام مقامه ذو النورین
رضی الله عنه فکان یاخذ بالکتاب
والسنة وقول الشیخین غالبا او تارة
ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
زوج الزهراء رضی الله عنهما فکان یاخذ
بالکتاب والاثر والقیاس الا نوادر وکانت
الصحابة رضی الله تعالی عنهم اعلم الناس
بالکتاب والسنة وافهمهم بهما وکانوا
یعملون بهما وکانوا یرجعون عن اقوالهم
وافعالهم اذا بلغهم الحدیث الذی
فاتهم وکانوا یختلفون فی بعض الفروع
ولم یقصروا فی اتباع الحق وتفرقوا
فی مشارق الارض ومغاربها وجنوبها

پھر آپنے انتقال کیا اور آپ کے قایم مقام
عمر فاروق رض ہوئے وہ بھی قرآن وحدیث پر
عمل کرتے اور اگر قرآن وحدیث مین کوئی امر نپاتے
تو اور اصحاب سے پوچھتے اُن کے پاس کوئی حدیث
پاتے تو اسکو لے لیتے اور بعض حدیثین آپکو بھی معلوم نہین
ہوئین اور اگر کوئی حدیث اُن کے پاس بھی نپاتے
تو اکثر یا کاھے قول صدیق اکبر کو بھی عمل مین لاتے
ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگون کی رائے بھی لیتے
پھر جس رائکو صواب سمجھتے اسپر عمل کرتے اور اپنی رائے
مین خطا کم کرتے پھر آپنے انتقال کیا تو آپ کے قایمقام
عثمان ذوالنورین ہوئے وہ بھی کتاب وسنت پر اور غالبا
یا نادرا قول شیخین (صدیق رض وفاروق رض) پر عمل کرتے
پھر آپنے انتقال کیا اور آپکے قائمقام (علی مرتضی)
شوہر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا) ہوئے تو آپ
بھی قرآن وحدیث وقیاس پر عمل کرتے اور سبھی صحابہ
کو قرآن وحدیث کا علم وفہم خوب تھا اور وہ سب
قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول وفعل سے
رجوع کر لیتے جب اُن کو اپنے قول وفعل کے مخالف
کوئی حدیث پہنچتی جو پہلے نہ پہنچی تھی اور بعض
فروعات مین آپسمین اختلاف بھی رکھتے مگر امر حق
کے ماننے مین کوئی قصور نہ کرتے وہ مشرق ومغرب وجنوب

وشمالها واخذ منهم العلوم اقوام متفرقون ثم لایزالون یقلون وکثر الاختلاف بسبب اتباعهم الذین اخذ منهم العلوم حتی انقرضوا بالکلیة۔

وشمال مین پہیل گئے تھے اور مختلف قومون نے انسے علوم حاصل کی پہر اصحاب کم ہوتے گئے اور اختلاف بڑہتا گیا اُن لوگون کی جہت سے جنہون نے اُن سے علوم حاصل کیا تہا یہانتک کہ وہ بالکل تمام ہوئے۔

وقام مقامهم فی الفتوی وغیره علماء التابعین وزادوا فی الاختلاف لاختلافهم فی العلوم والفهوم ثم قام مقامهم علماء التابعین وزادوا فی الاختلاف وربما اتفقوا هم ومن قبلهم فیما کان مختلفا فیه قبل فصار الامر الذی یجتمعون علیه مجمعا علیه بعد ان کان مختلفا فیه وکان فی کل زمن وبلد خلق کثیر من اهل الاجتهاد والفتوی والحدیث ونحوها وکانت لهم مذاهب مختلفة واراء متبددة ووفق الله تعالی تلامذة الائمة الاربعة واصحابهم فحفظوا مذاهبهم ودونوها ونشروها حتی لم یبق من اتباع غیرهم الا قلیل قلیل لحکمة یعلمها الله تعالی وندرست مذاهب

اور فتوی وغیرہ مین تابعین اُن کے قایمقام ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب اختلاف مین بڑہ گئے پہر تبع تابعین انکے قایمقام ہوئے تو وہ اختلاف مین اور بھی بڑہ گئے اور بعض مسایل جنمین پہلے صحابہ مین اختلاف تہا تابعین وتبع تابعین کا اتفاق ہوگیا اور وہ امر اختلافی اتفاقی بنگیا ہر زمانہ اور شہر مین بہت لوگ صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہوگئے اور انکے مذاہب مختلف اور آرا متفرق ہوگئی۔ خدا تعالی نے آیمہ اربعہ کے شاگردون اور صحبتیون کو توفیق دی تو انہون نے ان کے مذاہب کو ضبط کیا اور انکی کتابین تصنیف کین اور اون کو پہیلایا یہانتک کہ خدا کی حکمت✝ سے جسکو وہی جانتا ہے اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل

✝ مترجم کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ کی شہرت اور دوسرے مذاہب حقہ کی قلت وندرت کی اصلی حکمت کا خدا ہی کو علم ہوگا جیسا کہ مصنف نے کہا ہے مگر اسکا ظاہری سبب دنیاوی شوکت وریاست ہی علماء نے بیان کیا ہے

غایرہم فی بقیت مذاہبہم معمولۃ
وسبب الاختلاف اشیاء کثیرۃ لا یمکن حصرھا
منھا الاختلاف فی العلوم والفہوم وما
کون النصوص قابلۃ للاحتمالات باعتبار
الالفاظ والنظم والترکیب والسیاق وغیر ذلک

باقی نہ رہیں وہ مذاہب بے نشان ہوگئے انہی چار رد
اماموں کے مذہب معمول مروج رہیں ان سب مذاہب
کے اختلاف کے بہت سبب ہیں جنکا حصر وشمار ممکن
نہیں ہے از انجملہ علموں و سمجھوں کا مختلف ہونا
اور نصوص (قرآن وحدیث) کا الفاظ نظم وترکیب کے

کہ مذہب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ اور مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا سبب اشتہار یہ ہوا ہے کہ ان
مذاہب کے اکابر واعیان کو قضاء و قرب حکام وقت حاصل تہا پس اس قرب و رتبہ کے ذریعہ سے انہوں
نے انہی مذاہب کو پہیلایا جنکو اپنے اپنے اعتقاد میں برحق اور سنت کے مطابق سمجہا۔ حضرت شاہ
ولی اللہ نے کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے ص۱۵۱ میں کہا ہے وکان اشہر اصحابہ ذکرا
ابو یوسف تولی قضاء القضاۃ ایام ھارون الرشید فکان سببا لظھور مذھبہ
والقضاء بہ فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النھر **ترجمہ** امام ابوحنیفہ رح
کے صحبتیوں میں بڑے مشہور ومعروف امام ابو یوسف تہے وہ ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ
کے عہدہ پر مامور ہوگئے یہہ ان کے مذہب کے ظاہر ہونے اور اسکے موافق عراق وخراسان و
ما وراء النہر کے اطراف میں قضا نافذ ہونے کا سبب ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز **بستان المحدثین**
میں فرماتے ہیں ابن حزم درجائے نوشتہ کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست وسلطنت رواج
واشتہار گرفتہ اند مذہب ابوحنیفہ ومذہب مالک زیرا کہ قاضی ابو یوسف قضاء کل ممالک بدست او بود
از طرف او قضاۃ میرفتند پس بر ہر قاضی شرط میکرد کہ عمل وحکم بمذہب ابوحنیفہ نماید ودر اندلس
یحیی بن یحیی را نزد سلطان آنوقت بحدے مکنت وجاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی وحاکم بے مشورہ
او منصوب نمیشد پس او غیر از یاران وہمدمان خود را تولی نمی ساخت انتہی کلام ابن حزم
جناب شاہ صاحب نے اندلس میں مالکی مذہب کے رواج کا یہی سبب بتایا ہے کہ لوگ اندلس سے حج وزیارت
مدینہ منورہ کے لئے آتے اور مدینہ میں امام مالک کی فضیلت اور بزرگی ووسعت علم کا حال سنکر اندلس میں

نقل الحافظ ابن القیم عن ابن حزم رحمہما الله ما حصلہ انہ قد یحفظ الانسان الحدیث فلا یحضرہ ذکرہ فیفتی بخلافہ وقد یعرض ھذا فی القرآن الا تری ان عمر رضی الله عنہ نھی ان یزاد فی المھر علی عدد امھر النبی صلی الله علیہ وسلم حتی ذکرتہ امرأۃ بقول الله تعالی وآتیتم احداھن قنطارا فترک قولہ وقال کل احد اعلم من عمر وکذلک امر برجم امرأۃ ولدت لستۃ اشھر فذکرہ علی رضی الله تعالی عنہ بقولہ تعالی وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا مع قولہ تعالی والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین فرجع عن الامر برجمھا وھم ان یسطو بعیینۃ بن حصن اذ جفا علیہ حتی ذکرہ الحار

لحاظ سے کئی معنون کا محتمل ہوتا وغیر ذلک حافظ ابن القیم نے (امام) ابن حزم سے خدا دونون پہ رحم کرے نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو حدیث یاد ہوتی ہے مگر فتوی دینے کیوقت اُسکا دھیان نہین ہوتا پس وہ اسلئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے تو نے نہین جانا کہ حضرت عمر نے ازواج مطہرات سے ڈیہر کہہ مہر مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپکو خدا کا یہہ قول کہ تمنے عورتون کو بہت مال مہر مین دیا ہو تو ان سے واپس نہ لو یاد دلایا جس سے اُنہون نے اپنا قول چہوڑ دیا اور (تواضعًا) یہہ بہی فرمایا کہ مجہہ سے سبہی لوگ علم مین زیادہ ہین اسیطرح حضرت عمر نے ایک عورت کو جس نے چہہ مہینے کا بچہ جنا تہا بعلت زنا سنگسار کرنیکا حکمدیا تو حضرت علی مرتضی نے خدا کا یہہ قول کہ بچے کا حمل اور دودہ پلانا تیس مہینے ہے مع اس قول کے کہ مائین اپنی اولاد کو دو برس دودہ پلائین جو پورا دودہ پلانا چاہین یاد دلایا اور یہ جتایا کہ پہلے قول

جانتے تو اس سے اندلس کے لوگ امام مالک کے معتقد و مقلد ہو جاتے اور جو مصنف رحمہ اللہ نے تصنیف وتدوین کتب کی مذاہب اربعہ سے خاص کیا ہے یہ خصوصیت اکثر مذاہب کی نسبت صحیح ہے اس سے مذہب محدثین مستثنی ہے اس مذہب کی تدوین مذہب مجتہدین کی تدوین سے پیشتر ہو چکیا ہے جس نے کتب حدیث کو دور سے بہی دیکہا ہوگا اسپر یہ امر مخفی نہ ہوگا۔

بن قيس بقول الله تعالى واعرض عن
الجاهلين وفي انكر موته صلى الله تعالى
عليه وسلم حتى قرئ قوله تعالى انك
ميت وانهم ميتون فرجع عن ذلك
وقد كان علم الآية ولكن نسيها لعظم
الخطب الوارد عليه وقد يذكر العالم
الدليل ولكن يتأول فيه تأويلا
من خصوص ونسخ وغيرهما ولا شك
ان الصحابة رضي الله عنهم ما كان
كل واحد منهم يطلع على جميع ما
صدر عنه صلى الله عليه وسلم لاشتغالهم
بامر معاشهم واغراضهم فيحضر
عنده بعض دون بعض فلما مات
صلى الله عليه وسلم وولي ابو بكر
كان اذا جاءتهم القضية وليس
فيها نص سال غيره فان وجد نصا
تبعه والا اجتهد وقد يكون في تلك
القضية نص عند غير من كان حاضرا
عنده كان التيمم للجنب عند
عمار وغيره وغاب عن عمر بن
مسعود وجواز المسح على الخفين

چھ مہینے کم سے کم مدت حمل کا ذکر ہے پس اونہوں نے اس حکم
رجم سے رجوع فرمایا اور آپنے عیینہ ابن حصن پر جب اُس نے
آپ کی جناب مین گستاخی وسختی کی حملہ کرنا چاہا تہا تک
کہ حارث بن قیس نے خدا کا یہہ قول کہ جاہلون سے درگذر
کر یاد دلایا تو آپ نے اس سے درگذر کیا اور آپنے
(آنحضرت کے فوت ہوجانے کو تعجب سمجھکر) اس سے
انکار کیا یہانتک کہ ان کے سامنے یہہ قول خداوندی
(ای محمد) تو بہی مرنیوالا ہے اور وہ بہی مرنیوالے
ہین پڑہا گیا تب اُنہون نے اس انکار واصرار سے رجوع
فرمایا یہہ آیت تو آپکو معلوم تہی ولیکن اس بہاری امر
(آنحضرت کی موت) کے سبب آپ اُسکو بہول گئے تہے۔
اور کبہی کوئی عالم (مسئلہ) کی دلیل یاد رکہتا ہے مگر
اسمین تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے۔
اور اسمین شک نہین کہ آنحضرت کی اصحاب سے سب کوئی
اُن سب باتون پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت سے صادر
ہوتین کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور مین مشغول
رہتے اور آنحضرت کبہی تہمین بعض حاضر ہوتے بعض نہ ہوتے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور ابوبکر
صدیق اُنکے خلیفہ ہوئے تو جب اُن کے پاس
کوئی قول خدا ورسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگون سے
پوچہتے پہر اگر اُن کے پاس کوئی قول خدا ورسول

عند علی رض وحذیفه رض وغاب عن
عایشه وابن عمر وابی هریرة
مع انهم مدنیون وتوریث بنت
الابن مع البنت عند ابن مسعود
وغاب عن ابی موسی وتوقیت
الاستیذان کان عند ابی موسی
وابی سعید وابی وغاب عن الفاروق
وعلم جواز النفر للحایض اذا طافت
طواف الفرض عند ابن عباس رض
وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت
وکان علم نسخ حل متعة النساء
وعلم حرمة الحمر الاهلیة عند
علی وغاب عن ابن عباس
وکان علم عدم جواز الصرف نسیئة
عند عمر وابی سعید وغاب عنهما
وغاب عن طلحة وابن عباس ومثل هذا
کثیرا ومضی الصحابة وخلفهم
التابعون الآخذون عنهم وکانوا
مختلفین فی العلوم والافهام
وکل کان یفتی علی مبلغ علمه ولا یکلف الله

پاتے تو اُسکی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے
اور کبھی خدا اور رسول کا قول بس شخص کے پاس ہوتا
جو وہان حاضر نہ ہوتا تہا جنبی کے لئے تیمم کا حکم عمار
وغیرہ کو معلوم تہا اور حضرت عمر وابن مسعود کو نا معلوم
مسح موزہ کا جواز حضرت علی مرتضی و حذیفہ کے پاس
تہا اور حضرت عایشہ اور ابن عمر و ابی ہریرہ سے
باوجودیکہ یہہ مدینہ کے رہنے والے تھے مخفی تہا پوتی کو
بیٹی کے ساتھہ چھٹے حصہ کا وارث کرنا حضرت ابن مسعود
کو معلوم تہا اور حضرت ابوموسی اشعری کو نا معلوم
کسی کے گہر مین جانیکے لئے تین دفعہ اذن چاہنے
کی حدیث حضرت ابوموسی وابو سعید خدری وابی بن
کعب کو معلوم تہی اور حضرت عمر فاروق سے مخفی حیض
والی عورت کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت
کے سوا مکہ سے کوچ کرنیکا جواز حضرت ابن عباس وام سلیم
کو معلوم تہا اور حضرت زید بن ثابت کو نا معلوم -
متعہ کا منسوخ ہونا اور گدہے کا حرام ہونا حضرت علی
مرتضی کو معلوم تہا اور حضرت ابن عباس پر پوشیدہ
چاندی سونیکی بیع مین نسیہ (قرض) کا عدم جواز عمر فاروق
اور طلحہ وابن عباس پر مخفی - اور اسکی مثالین اور بہت
ہین (ازانجملہ بعض کا ذکر عنقریب آتا ہے) صحابہ گذر گئے تو ان

نایب تابعی (مجتهد) ہوئے جو انسے علم حاصل کئے تہے وہ بہی علمون اور فہمون مین مختلف تہے اور وہ سب بقدر اپنے علم

نفسا الا وسعها وکل ما جور علی
ما اصاب فیه اجرین وما جور
فیما خفی عنه اجرا واحدا وقد
یبلغ الرجل لصان ظاهر التعارض
فیمیل الی احدهما بنوع من الترجیحات
ویمیل غیره الی ما ترکه بنوع آخر
من الترجیحات ومثل هذا کثیر۔
ولهذه الوجوه ترک بعض العلماء ما ترکوا
من الاحادیث والایات وخالفهم نظر
هم فاخذ هولاء ما ترک اولئک و
اخذ اولئک ما ترک هولاء لا للقصد
الی خلاف النصوص واذا قامت الحجة
علی من بلغه شیٔ صحیح من الدلیل ای
من غیر تعارض ونحوه فلم یبق ترکه
الا للعناد والتقلید وعلی هذه الطریق
کانت الصحابة رضی الله عنهم انتهی کلامه
ملخصا ونقل ابن القیم ایضا عن شیخه ابن
تیمیه جماع الاعذار فی ترک من ترک

اور کسی کو خدا نے اُسکی طاقت سے بڑھکر مکلف نہین
کیا اور سب اِس فتوی مین خدا کیطرف سے ثواب پاتے
ٹھیک فتوی دیا تو دو ثواب ورنہ ایک اور کبھی کسیکو
حدیثین باہم متعارض پہنچتین تو وہ ایک حدیث کی طرف
کسی وجہ ترجیح کی نظر سے مایل ہوتا اور دوسرا اُس حدیث
کیطرف جسکو اُس نے چہوڑ دیا تہا اور وجہ سے مایل ہوتا
اسکی مثالین بھی بہت ہین ۔
ان وجوہات سے بعض علماء نے بعض آیات و حدیث
کو ترک کیا ہی اور اُنکے ہمسرون نے اُنکا خلاف
کیا اُنہون نے احادیث کو لیلیا جنکو پہلون نے
ترک کیا تہا اور پہلون نے اُن حدیث کو لیلیا
جنکو اُنہون نے ترک کیا نہ اسلئے کہ عمدا النصوص
(آیات وحدیث) کا خلاف کرین بلکہ اِن وجوہات سے
جنکو ہم بیان کر چکے ہین) اور جب کسی کو دلیل صحیح
(آیات وحدیث) بلا تعارض وغیرہ موانع عمل کے
پہنچ جائے تو اسکو اس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید
باقی نہ رہا ✝ صحابہ اِسی طریق پر تہے کلام ابن القیم جو اُس نے
ابن حزم سے نقل کیا تہا تمام ہوا اور ابن القیم نے اپنے اُستاد ابن تیمیہ

✝ جیسا کہ اِسوقت کے علماء کا حال ہے کہ حدیث صحیح سُنتے ہین اور اُسمین کوئی تاویل بہی
نہین کر سکتے اور نہ اُسکو ضعیف و منسوخ کہہ سکتے ہین پہر صرف اس عُذر سے کہ ہمارے امام نے
اس حدیث پر عمل نہین کیا اِس حدیث کو رد کر دیتے ہین ۔

من الائمة حدیثا ثلثة اصناف احدها
عدم اعتقاده انه صلی الله علیه وسلم
قاله والثانی عدم اعتقاده انه اراد
تلك المسئلة بذلك القول الثالث
اعتقاده نسخه وهذه تتفرع الی اسباب
متعددة منها ان لا یکون الحدیث قد
بلغه وقیاسه قد یوافق قیاس الحدیث
المتروك ویخالفه آخر وهذا السبب هو
الغالب علی اکثر ما یوجد من اقوال
السلف مخالفا لبعض الاحادیث فان
الاحاطة بحدیث رسول الله صلعم
لم یکن لاحد واعتبر بالخلفاء الراشدین
الذین هم اعلم الناس برسول الله
صلی الله علیه وسلم خصوصا الصدیق
الاکبر الذی قل ما فارقه وقد
خفی علیه میراث الجدة وعلمه المغیرة
بن شعبة وعمران بن حصین ومحمد بن مسلمة
وخفی علی عمر توریث المرأة من دیة زوجها
حتی اخبره رجل من اهل البادیة وخفی
علیه حدیث اخذ الجزیة عن المجوس حتی
اخبره عبد الرحمن بن عوف وخفی علیه

سے نقل کیا ہو کہ جملہ عذرات اُن ائمہ کے جنہوں نے
کسی حدیث کو ترک کیا ہے تین قسم ہین - اول
اُس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا دوسرا
اِس حدیث کو وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اِس حدیث
پر عمل کرنیوالے سمجھے ہین تیسرا اسکو منسوخ سمجھ لینا
ان عذرات کی شاخین کئی قسم ہین از انجملہ یہ کہ
اِس شخص کو حدیث نہین پہنچی اور اُس نے قیاس کیا
اور اسکا قیاس اِس حدیث متروک کے موافق ہوا
اور کسی اور حدیث کے مخالف - یہی سبب ہے اکثر اُن
اقوال علماء سلف کا جو نصوص کے مخالف ہین
کیونکہ سبھی احادیث رسول پر کسیکو احاطہ حاصل
نہ تہا اسباب مین تو خلفاء راشدین جو رسول کے
حالات سے بہت واقف تہے خصوصًا صدیق اکبر
جو رسول اللہ صلعم سے کم جدا ہوتے کہ حال سے عبرت
حاصل کرے - صدیق اکبر پر دادی کی میراث مخفی
رہی اور انکو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد
بن سلمہ نے بتلائی حضرت عمر پر عورت کو خاوند کے
دیہ سے ارث کرنیکی حدیث مخفی رہی یہانتک کہ
ایک جنگل کے رہنے والے نے انکو اسکی خبر دی - اور
آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہانتک
کہ عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر وبا

حدیث النہی عن القدوم علی ما فیہ الطاعون حتی اخبرہ عبد الرحمن و خفی علیہ حدیث الریح حتی اخبرہ ابو ہریرۃ و کان یفتی باختلاف الدیۃ فی الاصابع و کان عند ابن عباس و ابی موسیٰ علم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ہذہ وہذہ سواء و عمل بہ معاویۃ حین بلغہ و کان لا یری ہو و ابنہ عبد اللہ التطیب عند الاحرام و لا بعد رمی الجمرۃ قبل طواف الفرض و قد صح جواز ذلک عنہ صلی اللہ علیہ وسلم و کان یری عدم التوقیت فی المسح علی الخفین و قد صح فی التوقیت احادیث و کان علی و ابن عباس یریان ابعد الاجلین علی المتوفی عنہا زوجہا و قد صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انقضاء عدتہا بوضع حملہا و کان یری زید بن ثابت و ابن عمر و غیرہما ان المفوضۃ اذا مات عنہا زوجہا

کی زمین میں جانیسے ممانعت مخفی رہی اور وہ بھی عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر آندہی کی حدیث† مخفی رہی جو ابو ہریرہ نے بتائی اور آپ انگلیوں کی خونبہائے میں اختلاف رکہتے تھے اس باب میں ابن عباس و ابی موسی اشعری کے پاس یہ علم تہا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بڑی انگل اور چھوٹی خونبہا میں برابر ہیں (پس اسکو قبول کیا) اور امیر معاویہ نے بھی اسپر عمل کیا ہے جب انکو اسکا علم ہوا اور آپ اور آپ کی صاحبزادے عبد اللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانیکو جائز نہ سمجھتے اور طواف فرض سے پہلے رمی جمار کے بھی قایل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت سے صحیح ہو چکے ہیں اور آپ مسح موزہ میں تعیین مدت کے قایل نہ تہے حالانکہ صحیح حدیث میں تعیین آچکی ہے اور حضرت علی مرتضی و ابن عباس اُس عورت حاملہ کی جسکا خاوند فوت ہو جاوے عدت دونوں عدتوں (وضع حمل اور چار مہینے دس دن) سے جو دور ہوتی تجویز کرتے حالانکہ آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے اور زید بن ثابت اور ابن عمر وغیرہ کا اعتقاد تہا کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مر جاوے

† یعنی وہ حدیث جسمیں یہ بیان ہے کہ آندہی آنے کیوقت کیا کہیں دیکہو نمبر ۲ ضمیمہ سفیر ہند سنہ ۱۸۸۶ء

لا مهر لها وقد صح انه صلى الله عليه وسلم جعل لها المهر كاملاً وهذا باب واسع وما المنقول فيه عن غير الصحابة ذاك اكثر من ان يحصى فاذا خفى على علم الامة وفقهها بعض السنة فما الظن بمن بعدهم فمن اعتقد ان كل حديث بلغ كل فرد من الائمة او اماماً معيناً فقد اخطأ خطأ فاحشا قال ابو عمر وليس احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت عليه بعض السنة وهذه الدواوين جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن انحصار الاحاديث فيها وليس كل من عنده هذه الدواوين يحيط بها علماً بل الداوين المتقدمين صدورهم وهم اعلم ومنها ان يكون الحديث بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره

اور مہر مقرر ہوا اسکو مہر لینا نہین آتا حالانکہ آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے اُس عورت کو پورا مہر دلایا ہے اور یہ باب (مخفیات صحابہ) فراخ ہے اور جو اس قسم کی باتین صحابہ کے سوا اور لوگون سے منقول ہین وہ شمار سے بڑھکر ہے پس جب اُمت کے زیادہ جاننے والے اور بڑے مجتہدون پر بعض احادیث مخفی ہین تو انکے نسبت کیا خیال کرنا چاہئیے جو اُنکے پیچھے ہوئے۔ پس جو شخص یہہ سمجھے کہ سبہی حدیثین سبہی اماموں کو یا کسی خاص امام کو پہنچگئی ہین تو اوس نے سخت خطا کی ابو عمر و ابن عبد البر نے لکھا ہے آنحضرت کے بعد کوئی ایسا شخص نہین ہوا جسپر آنحضرت کی بعض حدیثین مخفی نرہی ہون اور یہہ حدیثون کے دفتر (کتابین) گذر جانے ایمہ کے بعد تالیف ہوئی ہین اور انمین بھی سب حدیثون کا منحصر ہو جانا ممکن نہین ہے اور یہہ بھی نہین ہوتا کہ جس کے پاس یہہ سب کتابین موجود ہون اُسکو سبہی کچہہ جو انمین ہے یاد ہوتا ہے۔ اور متقدمین کے دفتر

† مترجم کہتا ہے ان مخفیات صحابہ و تابعین و آیمہ مجتہدین کو ہمنے ضمیمجات اخبار سفیر ہند مین نمبر ۱ سے انتک ایسی تفصیل و ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اِس تفصیل و ترتیب کو کسی اور کتاب مین نہین دیکھا ناظرین ان پرچون کے طرف مراجعت فرمادین تو امید ہے کمال حظ پاوین +

فيكون حجة على من بلغه من وجه
صحيح لا على من لم يبلغ ولهذا علق
كثير من الائمة القول بموجب
الحديث على صحته فيقول قولي فيها
كيت كيت وقد روي فيها حديث
بخلافه فان صح فهو قولي وامثال هذا
كثيرة جدا۔
وذكر ابن القيم من اسباب الاختلاف
اشياء منها ان احد المجتهدين
يعتقد ضعف احد والاخر ثقته
ومنها ان بعضهم يشترط في
خبر الواحد العدل شرطا يخالفه
غيره ومنها عدم معرفته بدلالة
الحديث اما لكون لفظ الحديث
غريبا عنده او يكون لفظه مشتركا
او مجملا او مختلا فيه الحمل على
ظاهر معناه الحقيقي والمجازي
ومنها عدم تفطنه لدخول فرد
معاين تحت عام بعد علمه

تو انکے سینے ہی تہے اور وہ خوب جاننے والے
تہے از انجملہ یہہ سبب ہی کہ حدیث تو کسی شخص کو
پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی سند صحیح سے وہ کسی اور کو
پہنچی وہ حدیث اسی شخص کے حق مین لائق سند ہی
جسکو سند صحیح سے پہنچی نہ اسکے حق مین جسکو بسند صحیح
نہین پہنچی۔ اسیواسطے بہت سے اماموں نے بعض
احادیث کے ماننے کو صحیح ہونیکی شرط پر معلق کیا ہے اور
کہا ہے کہ فلان مسئلہ مین ہمارا یہہ قول ہی اور اسکے
خلاف مین حدیث مروی ہی (جو صحیح نہین ہی) لیکن
اگر یہہ حدیث ثابت ہوجاوے تو یہی ہمارا قول
ہے اسکی مثالین نہایت کثرت سے ہین۔
اور ابن القیم نے کہا ہے کہ اختلاف کی بہت سی
اسباب ہین از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی
کو ضعیف سمجہتا ہے دوسرا اسکو ثقہ خیال کرتا
ہے از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی عادل
کی حدیث مین شرط لگاتا ہے جو دوسرا نہین
لگاتا از انجملہ یہہ کہ وہ معنی حدیث کو نہین جانتا
کیا تو اسلئے کہ اسحدیث کے الفاظ اسکے نزدیک
کم استعمال ہین یا اسلئے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہی
یا یہہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونون پر محمول ہونیکی محتمل ہے اور از انجملہ
یہہ کہ وہ کسی حدیث کو عام جانکر اسمین کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہین رکہتا

بہ اما لعدم احاطتہ بحقیقۃ ذلک الفرد وعدم مماثلتہ لغیرہ من الافراد الداخلۃ تحت العام واما لخطرہ علی بالہ واما لاعتقادہ اختصاصہ بخصیصۃ تخرجہ من العام ومنہا اعتقادہ العموم فیما لیس بعام او الاطلاق فی المقید فیذہل عن التقیید ومنہا اعتقادہ عدم دلالۃ اللفظ علی الحکم المتنازع فیہ اما لعدم معرفتہ مدلول اللفظ فی عرف الشرع فیحملہ علی خلاف مدلولہ او یکون لہ فی عرف الشرع معنیان فیحملہ علی احدہما ویحملہ غیرہ علی غیر ذلک او لفہمہ من الخاص العموم او من العام الخصوص ومن المطلق المقید ومن المقید المطلق ومنہا ان النص عارضہ ما یساویہ او اقوی منہ وللتعارض انواع قال ابن القیم رحمہ اللہ فمن ہداہ اللہ تعالی الی الاخذ بالحق حیث کان ومع من کان ورد الباطل

کیا تو اسلئے کہ وہ اس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد سے اسکی مماثلت ومشابہت کا علم نہین رکھتا یا اسلئے کہ وہ اسمین اپنے دلمین شبہ رکھتا ہے یا اسکو کسی وجہ خصوصیت سے حکم عام سے خارج کرتا ہے اور ازانجملہ یہہ کہ وہ اس حدیث کو جو عام نہین ہے عام سمجھتا ہے یا اس حدیث کو جو مقید ہے مطلق خیال کرتا ہے اور اُسکی قید سے غافل ہے اور ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث کا لفظ حکم متنازعہ فیہ پر دلالت کرتا نہین مانا گیا تو اسلئے کہ اسکی عرف شرع مین معنی نہین جانتا اسلئے خلاف معنی پر محمول کرتا ہے یا یہہ کہ عرف شرع مین اس حدیث کے دو معنی ہین وہ اس حدیث کا ایک معنی لیتا ہے دوسرا دوسرے معنی یا وہ حدیث خاص کو عام سمجھتا ہے یا عام کو خاص اور مطلق کو مقید کرتا ہے اور مقید کو مطلق اور ازانجملہ یہہ کہ اس حدیث کے معارضہ (مقابلہ) مین اور حدیث اسکی مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی جاتی ہے اور تعارض کے کئی اقسام ہین — ابن القیم نے کہا ہے (خدا اُسپر رحم کرے) کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے وہ حق بات کو لیلیتا ہے جہان کہین ہو اور جس کے پاس ہو اور ناحق کو رد کرتا ہے خواہ کیسے شخص کے ساتھ ہو

مع من کان فهذا اعلم الناس واهداهم سبیلا واقومهم قیلا واهل هذا المسلك اذا اختلفوا فاختلافهم رحمة وهدای وهو من باب التعاون علی الدین کل یخبر بما راه صوابا عنده فان قوبل بین الآراء المختلفة وعرضت علی کتاب الله وسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم وتجرد النظر عن التعصب والحمیة واستفرغ وسعه وقصد طاعة الله ورسوله صلی الله علیه وسلم قل ان یخفی علیه الصواب من تلك الاقوال وما هو اقرب الیه وهذا النوع من الاختلاف لا یوجب معاداة ولا افتراقا فی الکلمة ولا تبدید المشمل انتهی قلت اذا کان المعبود الآمر بالعبادة واحدا والرسول صلی الله علیه وسلم واحدا والدین واحدا وهؤلاء العلماء کلهم یریدون اتباع الدین

ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے زیادہ ہدایت پر ہے اور سب سے زیادہ راست گو ایسے لوگ باہم اختلاف بھی کرتے ہین تو اُن کا اختلاف رحمت ہوتا ہے اور ہدایت اور اپنے اختلاف کرنا ایک کا دوسرے کو دین مین مدد دیتا ہے ہر ایک دوسرے کو اپنی رائے سے جسکو اپنے نزدیک صواب سمجھتا ہے اطلاع دیتا ہے پس اگر اُن سبھی مختلف رائون کا آپسمین مقابلہ کیا جاوے اور اُن سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش کیا جاوے اور اپنی نظر کو اُن آراء مین لگائی ہین تعصب اور حمیت (پاسداری) مجرد کرین اور اپنی وسعت اور قصد طاعت خدا اور رسول کو پورا خرچ کرین تو اُن اقوال آراء سے جو صواب اور جو قریب صواب ہے کم مخفی رہے اِس قسم کا اختلاف آپسمین عداوت پیدا نہین کرتا اور نہ کلمۃ الاسلام مین تفرقہ و پراگندگی بہم پہنچاتا ہے کلام ابن القیم کا تمام ہوا۔

مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون جبکہ (سب کا) معبود عبادت کا حکم دینے والا ایک ہی اور رسول (دین اسلام لانیوالا) ایک ہے اور دین (اسلام) ایک اور یہہ سبھی علما اتباع دین کا ارادہ رکھتے ہین اور آپس مین اپنے

والمقصرون وكل له فضائل و
كمالات وقد قال الله فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
فالتعصب لمعين والجمود على قوله
لماذا نقل الحافظ ابن حجر في
لسان الميزان عن الطحاوي انه
قال او كل ما قال به ابو حنيفه
اقول به وهل يقلد الا عصبي او
غبي فطارت هذه الكلمة بمصر
حتى صارت مثلا انتهى ومذهب
كل امام ما قاله ولم يرجع عنه ولا
يمكن عن مجتهد قولان متباينان من
غير رجوع عن احدهما اللهم
الا ان يكون مترددا في ذلك و
يحتمل ان يقول المجتهد قولا ثم
يرجع الى غيره ثم يرجع عن الآخر
الى الاول ولما لهذا منا لا في
الاقوال المجتهدين ولم يكن لاحد من
تلامذة الامام واصحابه ان يعرف

طرف سے قصور نہین کرنے اور ہر ایک کے لئے
فضایل وکمالات حاصل ہین اور خدا تعالی نے
(عام طور پر) فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچھ لو
اگر تم کو علم نہین ہے پھر ایک شخص کے لئے تعصب کرنا اور
حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین
امام طحاوی حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے کہا ہے کیا جو کچھ ابو حنیفه نے کہا ہے
مین اُس سبکا قایل ہون (ایسی) تقلید (ایک شخص
کی ہر بات مین) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا
بے سمجھ ہوتا ہے یہه کلمه طحاوی کا مصر مین
اُڑگیا اور ضرب المثل ہوا کلام ابن حجر تمام ہوا
اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اُس نے
کہا پھر اس سے رجوع نہین کیا اور ایک مجتہد سے
دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اسکے کہ وہ
ایک قول سے رجوع کرے ممکن نہین مگر اس
صورت مین کہ ان دونون مین اسکو تردد ہو
اور یہه بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا
ہو پھر اس سے دوسرے قول کیطرف رجوع
کیا ہو پھر اُس قول سے پہلی قول کیطرف رجوع

† جسکو لوگ مذہب مجتہد سمجھ کر اسپر جم جاتے ہین اور یہه نہین سمجھتے کہ وہ حقیقت مین
مذہب مجتہد کا ہے یا نہین۔

جمیع مذهبه هذا ظاهر وغالب
اختلاف اصحاب ارباب المذاهب
سببه انّ بعضهم یعرف من المذهب
ما لا یعرف غیره ومنهم من یعرف
القول المرجوع عنه ولا یعرف المرجوع
الیه ویفتی بالاول ومنهم من
لا یعرف عن الامام نصّا فیقیس
علی مسایل الامام ویخالفه غیره
فی ذلك القیاس فتارة یصیب هذا
وتارة هذا وکثیرا ما یختلفون
فی فهم معانی قول الامام
ودلالتها وهذا باب واسع
جدا ولیس کل ما یستنبط رجل من
اقوال الامام یکون مذهبه
بل تارة یوافق مذهبه وتارة
یخالفه ولا ینبغی ان تنسب الاقوال
المستنبطة من اقوال الائمة للائمة
بانها اقوالهم او مذاهبهم
قطعا لانه یحتمل انها لو عرضت
علیهم قبلوا اشیاء منها وردوا
اشیاء آخر وهذا کما لا ینسب

کیا ہو اُسکے مثال مجہی اقوال مجتہدین سے کوئی
معلوم نہین ہے اور کسی امام کے شاگرد
اور صحبتی اسکے سبہی مذہب کو نہین جانتے اور
یہ امر ظاہر ہے اور ایمہ مذاہب کے شاگردون سے
باہمی اختلاف کا غالبًا یہہ سبب ہوا ہے
کہ بعض شاگردون نے امام کا مذہب اس
قول کو جانا جسکو دوسرے نے نہ جانا اور
بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام
نے رجوع کر لیا تہا امام کا مذہب سمجہ لیا اور
اسی پہ فتوی دیا اور دوسرے قول کو
(جسکے طرف رجوع کیا تہا) معلوم نہ کیا اور بعضون
نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اقوال
و مسایل پہ قیاس کرکے اسی قیاس کو مذہب
امام قرار دیا اور دوسرے شاگردون نے اُس
قیاس مین خلاف کیا پس کبہی یہہ صواب کو
پہنچا کبہی وہ مصیب ہوا اور بسا اوقات قول
امام کے معنی سمجہنے مین اونہون نے اختلاف
کیا اور یہہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ
ہے اور یہہ نہین ہے کہ جو بات کوئی امام کے
قول سے نکال لے وہی امام کا مذہب بنجاوے
بلکہ کبہی وہ استنباطی بات مذہب امام کی موافق ہوتی ہے

ما استنبط المجتہدون من اقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ علی انہا اقوالہ ویحتمل کونہا شریعتہ قال ابن تیمیۃ فی رد الروافض تجد احد الطائفتین او الرجلین من الناس لا یکذب بما یخبر بہ من العلم لکن لا یقبل ما تاتی بہ طایفۃ اخری من الحق سواء کان من باب الصدق المعروف بالخبر او من الصدق المعروف بالنظر فیقبل ما ذکرتہ طایفۃ من معقول ومنقول و یرد ما ذکرتہ الطایفۃ الاخری انتہی قلت ہذا کثیر فی اصحاب المذاہب خصوصاً فی اہل زماننا ہذا تریہم لا یعتمدون الا ما وجدوہ منقولا من اہل مذہبہم سواء کان ذلک قول امامہم ام لا الذی ظہر لہذا الفقیر ان معظم المسایل المذکورۃ فی اصول الفقہ ماخوذ من اقوال الائمۃ

اور کبھی مخالف پڑتی ہی اور یہہ مناسب نہین ہی کہ جو اقوال و مسایل امام کے اقوال سی نکالی گئے ہین اُن اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوی اور اُن کو یقینا اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوی کیونکہ احتمال ہے کہ اگر اُن اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا جاتا تو بعض اقوال امام کو قبول کرتا اور بعض اقوال کو رد کر دیتا۔ اسکی نظیر یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کے اقوال سی استنباط کئے ہین اور انکو قطعاً آنحضرت کے اقوال نہین مانا جاتا انکا شریعت ہونا محتمل ہے۔ شیخ ابن تیمیہ نے کتاب منہاج السنہ مین کہا ہے کہ تو دو جماعتون مختلف مذاہب یا دو شخصون میں سے ایک کو ایسا پاویگا کہ وہ اس علمی بات کو جسکی خود خبر دیتا ہی جھوٹھ نہین سمجھتا ولیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا شخص حق سنا دے خواہ وہ خبر (حدیث و اثر) ہی معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر و قیاس) سے اسکو قبول نہین کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہی اسکو مانتا ہے اور جو دوسرا فرقہ کہے اُسکو رد کرتا ہے۔ کلام ابن تیمیہ تمام ہوا۔ مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون یہہ بات اہل مذاہب کے پیرون مین خصوصاً ہمارے زمانہ ۱۲۶۳ھ مین بہت ہی انکو تم دیکھو گے۔ وہ بجز اس بات کے جو اپنے مذاہب والون

بعض اتباع الائمۃ فی مسایلہم فیجد کثیرا منہا راجعۃ الی اصل واحد فیجعل ذلک الاصل قاعدۃ لہا و لامثالہا وقس علی ھذا وربما یوافق المتاخر المتقدم وربما یخالفہ وربما یقلدہ فربما یصیب المتقدم وربما یصیب المتاخر والانصاف خیر الاوصاف فی باب الاختلاف والرجوع علی الاتفاق اولی من الافتراق واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد خیر خلقہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

سے منقول پاوینگے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہو اور کسی بات پر اعتماد نہ کرینگے۔ **فایدہ** یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ایمہ کے اقوال سے ماخوذ و مستنبط ہین اسی طور پر کہ بعض پیرو ایمہ کے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے دیکھتے ہین تو وہ اُس قانون کو اُن مسایل اور انکے نظایر و امثال کے لئے اصول قرار دیتے ہین وعلی ہذا القیاس پہر کبھی پچھلا پیرو پہلے کے موافق ہوتا ہے اور کبھی مخالف اور کبھی اُسی کی تقلید کر لیتا ہے اور کبھی پہلا مصیب ہوتا ہے کبھی پچھلا صواب پر پہنچتا ہے اور اختلاف مین انصاف کرنا بہترین اوصاف ہے اور اتفاق کیطرف رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالی حق و صواب کو خوب جانتا ہے اور اُسیکطرف سب کا بازگشت وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف بالفاظہا تمام ہوا اسمین جو دو خط وحدانی (یا قوسی) مین بطور حاشیہ باریک قلم سے لکھا گیا ہے وہ مترجم کیطرف سے تائید یا تشریح یا بطور نتیجہ ہے باقی سب الفاظ مولف کا لفظی ترجمہ ہے اِس رسالہ مین مولف علام نے چہہ شخصون مختلف مذاہب کے اعیان و اکابر کی کلام سے استشہاد کیا ہے (۱) امام ابن حزم ظاہری (۲) حافظ ابن القیم حنبلی (۳) شیخ ابن تیمیہ حنبلی (۴) امام ابن عبد البر مالکی (۵) حافظ امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شافعی (۶) امام الحنفیہ

ابو جعفر طحاوی اور ان سب اکابر کی کلام اور اپنی پر زور تقریر بلاغت نظام سے مؤلف نے یہہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جو بعض ایمہ مذاہب سے بعض احادیث پر عمل ترک ہوا ہے اسکا سبب ایمہ کی مجبوری و معذوری ہے انکو وہ حدیثین نہین پہنچین یا پہنچین ہین تو بسند نہین پہنچین یا اُن کے معنے سمجھنے مین انکی راے مصیب نہین ہوئی و علی ہذا القیاس لہذا اُن لوگون کو جو اُن احادیث پر مطلع ہون نہ اُن ایمہ کی اُن احادیث کے برخلاف تقلید چاہیے نہ اُنپر مخالفت حدیث کا طعن مناسب ہے اسمین اسوقت کی اہل افراط مجتہدین اور اہل تفریط متقلدین دونون فریق کے لئے عبرت و ہدایت ہی وہ مجتہدین تو اپنے اسلاف محققین ابن حزم و ابن القیم و ابن تیمیہ کے اقوال کو غور و عبرت کی نگاہون سے دیکھین اور یہہ خیال کرین کہ جسحالت مین ہمارے یہہ اکابر علی الخصوص امام ابن حزم (جو عیب جوئی+ و حق گوئی مین ضرب المثل ہے حتیٰ کہ اُسکے حق مین ابن عریف نے کہا ہے کان لسان ابن الحزم و سیف الحجاج شقیقین یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج یوسف کی تلوار دونون ہمزاد ہین) ان ایمہ کو ترک عمل بعض احادیث مین معذور رکھتے ہین تو پہر ہم لوگ جو ترک تقلید و اجتہاد مین اُنکے شاگرد ہین اُن ایمہ کو کیون برا کہتے ہین اور کیون ایسی بُری اور بدبو الفاظ موہنہ سی نکالتے ہین کہ ابو حنیفہ نے مثلاً فلانے مسئلہ مین رسول اللہ کا عمداً خلاف کیا۔ اور شریعت محمدی کو بدل دیا اور دین کو برباد کر دیا و علی ہذا القیاس ــ

اور وہ متقلدین اپنے اکابر مذاہب حافظ ابن عبد البر و ابن حجر و امام طحاوی کے اقوال کو انصاف سی ملاحظہ کرین اور یہہ بات خیال مین لاوین کہ جس حالت مین ایسے اکابر علی الخصوص امام طحاوی (جس نے حنفی مذہب کی نصرت و حمایت کو اپنا فرض

+ ان دونون وصف کی جمع کرنیمین اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ ابن حزم کی عیب جوئی نیک نیتی و حقگوئی کی نظر سے ہی نہ تعصب و نفسانیت سی اسکی تفصیل ہمنی ضمیمہ نمبر ۱۲ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۲ء مین کی ہی۔ فلیراجع

سمجھا ہوا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب کی کلام سے مستفاد ہوتا ہے) صاف فرمایا ہے کہ بعض ایمہ کا بعض احادیث پر عمل ترک کرنا ناچاری و معذوری سے تہا جنکو اُن احادیث کا علم ہوا اُن کو تقلید اُن ایمہ کے ترک عمل جائز نہیں تو پہر ہمکو جو اُن ایمہ کے مقلد ہین کسی حدیث کا خلاف کرنا اور اُسمین ایمہ کی تقلید پر اڑے رہنا کیونکہ جائز ہے امام معذور تھی ہم تو کسی وجہ سے معذور نہین ہین*

اس بات کو امام شعرانی نے جو امام ابوحنیفہ کے بڑے مداح و ثناخوان ہین جنہون نے اُنکی تعریف و حمایت مین میزان کبریٰ کے چودان صفحے پورے کئی ہین بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور خاص کر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنیکا سبب ہی حدیث کا نہ پہنچنا قرار دیا ہے اور ترک حدیث مین انکا معذور ہونا اور اُن کے اتباع کا معذور نہ ہونا خوب ثابت کر دیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۲ مین فرماتے ہین۔

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رویناہ آنفا عنہ من ذم الرأی والتبری منہ ومن تقدیم النص علی القیاس انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ بعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل قیاس	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابوحنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اُن سے نقل کی ہین (یعنی رائے سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہو کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کی اُسکی جمع کرنیکی لئے شہرون اور سرحدون مین اور اُن احادیث کو امام

* بہر حال التصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ × مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیراکہ دران چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابوحنیفہ است (بستان المحدثین)

كان قايسه وكان القياس قلّ في مذهب كما قل
في مذهب غيره بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة
الشريعة مفرقة في عصره مع التابعين
وتبع التابعين في المداين والقرى
والثغور كثر القياس في مذهبه بالنسبة
الى غيره من الايمة ضرورة لعدم
وجود النص في تلك المسايل التي قاس
فيها بخلاف غيره من الايمة فان الحفاظ
كانوا قد رحلوا في طلب الاحاديث و
جمعها في عصرهم من المداين والقرى
ودونوها فجاوبت احاديث الشريعة
بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة القياس
في مذهبه وقلته في مذهب غيره
ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص
ظفر بذلك في كلام مقلديه الذين
يلزمون العمل بما وجدوه عن امامهم
من القياس ويتركون الحديث الذي صح
بعد موت الامام فالامام معذور
واتباعه غير معذورين وقولهم ان
امامنا لم يأخذ بهذا الحديث لا

ابو حنیفہ رح پاتے تو ان کو لے لیتے اور تمام
قیاسون کو جو کر چکے تھی چھوڑ دیتے اور
اُن کے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسا اورون
کے مذہب مین اُنکی نسبت کم ہی ولیکن جبکہ
دلایل شریعت (یعنی احادیث) ان کے
زمانہ مین تابعین و تبع تابعین کے ساتھ شہرون
اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھی
تو اُن کے مذہب مین بہ نسبت اور امامون
کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کی سبب اس لیے
کہ جن مسایل مین اُنہون نے قیاس کیا نص
نپائی بخلاف اور امامون کے کہ اُن کے زمانہ
مین حدیث کی حافظون نے شہرون اور
بستیون سے حدیث جمع کرنیکو سفر کیے اور
احادیث کو جمع کیا ہی سبب ہے اُنکی مذہب مین
قیاس زیادہ ہونیکا اور اورون کے مذہب
مین کم اور یہہ بھی احتمال ہی کہ جس نے امام
ابو حنیفہ کیطرف نص پر قیاس مقدم
کرنیکو نسبت کیا ہی اُس نے یہہ امر آپ کی مقلدون
کے کلام مین پایا ہے جو امام کے قول پر
عمل کرنیکو لازم سمجھتے ہین اور حدیث کو جو بعد
فوت ہونے امام کے صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام

لا ينتهض حجة لاحتمال انه لم يظفر
به او ظفر به لكن لم يصح عنده وقد
تقدم قول الائمة كلهم اذا صح
الحديث فهو مذهبنا وليس لاحد
معه قياس ولا حجة الا طاعة الله ورسوله
بالتسليم له انتهى ما قال الشعراني
في الميزان وقال في المنهج متى نقل
احد عن الامام ابي حنيفة قياسا مخالفا
نصا صحيحا بعده فله العذر العظيم في
ذلك لكونه لم يجد النص اصلا او
وجده لكن لم يصح عنده ولو عاش
حتى دونت احاديث الشريعة التي
صحت بعده وظفر بها وصحت عنده لاخذ
بها انتهى مختصرا۔

معذور تھے اور یہہ لوگ معذور نہین ہین
اور انکا یہہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہہ حدیث
نہین لی کچھہ سند نہین ہوسکتا اِسلئے کہ امام
کو تو حدیث نہین پہنچی یا اُنکے نزدیک صحیح
نہین ہوئی (ولیکن تو اُن کو تو پہنچ گئی
اور صحیح ہوچکی ہے) اور سب اماموں کا یہہ
قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی
ہمارا مذہب ہے اور کسیکا حدیث کے سامنے
قیاس و عذر نہین بجز اسکے کہ اللہ اور رسول
کی اطاعت کو مانے تمام ہوا قول امام
شعرانی کا جو میزان مین ہے اور شعرانی نے
کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب کوئی امام ابو حنیفہ
سے قیاس نقل کرے جو خلاف حدیث صحیح
ہو تو اسمین امام کیطرف سے بڑا عذر ہوسکتا ہے
اسلئے کہ اُنھون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی ہے تو بسند صحیح نہین پائی اور اگر وہ
جیتے رہتے یہانتک کہ حدیثین جمع ہوئین جو اُن کے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو اُنکو لے
لیتے یہہ مختصر مضمون منہج کا ہے۔

ایسا ہی ہمارے زمانہ کے محقق حنفیہ مجمع الکمالات مولوی محمد عبد الحی ابو الحسنات
نے فرمایا ہے اور اُس عبارت میزان شعرانی کو اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر

اقول تفرق الناس من قديم الزمان الى
هذا الاوان في هذا الباب الى فرقتين

مین نقل کر کے کہا ہے پُرانے زمانہ سے
ابتک دو فریق ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون

اطلاع تین جزو ضمیمہ جات کی کاپیان لکھوا کر مولف بعارضہ کام و بخار بیمار ہوگیا اسلیے رسالہ نمبر ۲ نہین لکھا اسکا مرض سے جلد افاقہ ہوا تو انشاء اللہ تعالی نمبر ۲ ضمیمہ جات کے ساتھہ ہی نکلیگا ورنہ کسیقدر توقف ہے۔

فطایفۃ قد تعصبوا فی الحنیفۃ تعصبا
شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی
التزاما شدیدا وان وجد واحدیثا
صحیحا او اثرا صریحا علی خلافہ زعموا
انہ لو کان ھذا الحدیث صحیحا لاخذ
بہ صاحب المذھب ولم یحکم بخلافہ
وھذا جھل منھم بما روت
الثقات عن ابی حنیفۃ من تقدیم
الاحادیث والاثار علی اقوالہ الشریفۃ
فترک ما خالف الحدیث الصحیح
رای سدید وھو عین تقلید الامام
لا ترک تقلید وطایفۃ زعموا ان الامام
قاس علی خلاف الاخبار وبحر ما وردبہ
الشرع والاثار فظنوا بہ ظنونا سیئۃ واعتقدوا
عقاید قبیحۃ ومطالعۃ المیزان لھم نافع
ولاوھامھم دافع فلیحذر العاقل مسالک
البین ویحترز عن طرق الطایفتین انتھی قول
وانا ابو سعید جامع ھذہ الشتات ھذا الذی
یعتقدہ حتی ابو الحسنات فی الامام ابی حنیفۃ
ھو اعتقادی بہ ثقتی وعلیہ اعتمادی فللہ الحمد
علی ما رزقنا من التوفیق والوفاق وعصمنا من الشقاق والنفاق۔

مین سخت تعصب کر رہے ہین اونہون نے فتاوی
کو پکڑ رکہا ہی اس خیال سے کہ اگر حدیث صحیح ہوتی
تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لے لیتا اور اسکے
خلاف حکم نہ دیتا اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے
اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ
سے نقل کی ہے کہ وہ اپنے اقوال پر حدیث کو مقدم
سمجھتے پس خلاف حدیث کو چہوڑ دینا بہت درست
راہ ہے اور یہہ عین تقلید امام کی ہے نہ ترک
تقلید اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ
امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدًا چہوڑ کر
اپنا قیاس کیا ہے سو اونہون نے انکے
حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد رکہا
کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونون فریق
کو نافع ہے اور ان کی وہمون کو دافع دانا کو
چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار رکہے اور ان دونو
فریق کے راہ چہوڑے کلام مولوی صاحب
تمام ہوئی - مین کہتا ہون جو ان پراگندہ
مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد بہی امام کی
جناب مین یہی ہے کہ انہون نے عمدًا حدیث کا خلاف
نہین کیا جو ہوا بسبب نہ پہنچنے حدیث کے ہوا پس خدا کا
شکر ہے جسنے مجہکو علما سے توافق عطا فرمایا اور انکی
مخالفت سے بچایا

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر ۱ لغایت ۴ — جلد ۱

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۱۸۷۸ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	سے
۳ عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عہ / ۸ر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۱۳ر
۵ للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	دعاء

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے پہار چند ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب آری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے سے پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کرین +

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے +

راقم ابوسعید محمد حسین ۔ لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر واحباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بہیجے گئے - اور بعد طبع واشاعت توکس وناکس کے ملاحظہ مین آئے - اِس ضمیمہ کے اجراء واشاعت پر عام رائے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث وحنفیہ) کے منصفین ومحققین نے اِس ضمیمہ کی طرز وروش واصل مطلب وغایت کو پسند کر لیا ہے -

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا - اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا - مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ اِن کے مذہب کو اِس سے خاص تعلق نہ تہا اِسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا - یہہ انکا استحسان وتوافق رائے انکی انصاف کا نتیجہ ہے -

انہون نے اسکے صٓـ وغیرہ کے ملاحظہ سے یقیناً جان لیا ہے کہ اِس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ وتعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے - جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین ومُنصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اِسلئے اِسکے اجراء کو پسند کیا ہے - اُن احباب نے اپنی استحسان وتوافق رائے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگا دی ہے کہ جیسی اِس ضمیمہ مین عدم معارضہ وخطاء ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اکابر مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ رہے -

ہم اِس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر۱ مین بصفحہ ۶ وعدہ دے چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین -

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب تمہید پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی ومقاصد سے خارج واجنبی ہے اِسلئے اسکی بیان وجواب سے تعرض اشتغال بلاطائل ہے

بالجملہ جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ ابتک متفق علیہ علماء فریقین ہے - اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا -

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب سبب اختلاف صحابہ و تابعین

باب سبب اختلاف الصحابہ والتابعین
فی الفروع اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم یکن الفقہ فی زمانہ الشریف مدونا ولم
یکن البحث فی الاحکام یومئذ مثل البحث
من ہؤلاء الفقہاء حیث یبینون باقصی
جہدہم الارکان والشروط وآداب کل شئ
ممتازا عن الآخر بدلیلہ ویفرضون الصور
ویتکلمون علی تلک الصور المفروضۃ
اما رسول اللہ صلعم فکان یتوضأ فیری
الصحابۃ وضوئہ فیاخذون بہ من غیر ان
یبین ان ہذا رکن وذلک ادب وکان
یصلی فیرون صلوتہ فیصلون کما
رآوہ یصلی وحج فرمق الناس حجہ ففعلوا
کما فعل فہذا کان غالب حالہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولم یبین ان فروض الوضوء ستۃ
او اربعۃ ولم یفرض انہ یحتمل ان یتوضأ انسان
بغیر موالات حتی یحکم علیہ بالصحۃ او
الفساد الا ماشاء اللہ وقلما کان یسئلونہ
عن ہذہ الاشیاء - × × × وبالجملۃ
فہذہ کانت عادتہ الکریمۃ صلی اللہ علیہ وسلم

مین فرمایا ہی کہ آنحضرت کی زمانہ مین علم فقہ کی
تالیف نہوئی تھی اور نہ اسدن یہ بحث ہوتی تھی
جو فقہا بڑی کوشش سی کرتے ہین اور ہر چیز کے
ارکان و شروط و آداب نکالتے ہین اور فرضی
صورتین تجویز کرکے ان پر پیشگی فرضی احکام
لگا رکہتی ہین آنحضرت وضو کرتے اور یہہ نہ فرماتی
کہ یہہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے اصحاب
آپکا وضو دیکہتے اور اسکے موافق عمل مین لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑہتے اور اصحاب دیکہتے
اور ویسی ہی نماز پڑہتے - اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکہتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تہا اور آنحضرت نے
یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار
ہین اور یہہ فرض نکرلیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل ہونا)
وضو کرے اسپر اب ہی سی حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوی اور آنحضرت کے اصحاب بہی
آپ سی کم پوچہتے تہے (پہر اسکو بعد مین آثار صحابہ نقل کئے)
پہر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تہی

فنرى كل صحابى ما يسره الله له من عباداته وفتاواه واقضيته فحفظها وعقلها وعرف لكل شيء وجها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان الاطمئنان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال × × × فانقضى عصره الكريم وهم على ذلك - ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من النواحي وكثرت الوقايع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب ما حفظه او استنبط وان لم يجد فيما حفظه او استنبطه ما يصلح للجواب اجتهد برايه فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب -

منها ان صحابيا سمع حكما في قضية او فتوى ولم يسمعه الاخر فاجتهد برايه في ذلك - وهذا على وجوه -

ومن تلك الضروب ان يرى رسول الله صلعم فعل فعلا فحمل بعضهم على القربة وبعضهم على الاباحة -

پس ہر ایک صحبتی جناب نے آپکی عبادات اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے مشاہدہ کیئے اور جو انکے معانی جیسے بحسب قرائن سمجھہ مین آئے قرار دئے - بعض امور کو اباحت پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹھہرایا وعلی ہذا القیاس اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز انپی فہم واطمینان کے اور کچھہ نہتا اور انکی ایسی حالت پر آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا - پہر وہ مختلف شہرون مین متفرق ہوگئے اور ہر ایک مختلف اطراف مین مقتدا ہنگئے - پس مقدمات بکثرت واقع ہونے لگے اور انسے مسایل پوچہے گئے تو ہر کسی نے اپنی یادداشت و سمجھہ و استنباط کے موافق فتوے دینے شروع کئے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف واقع ہوا -

(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سنی دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین اسکی چار صورتین اپنی بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل عبارت ایقاف مین بیان ہوچکا ہے اسلئے بنظر اختصار وخوف تکرار انکا بیان فروگذاشت ہوا ۔

(۲) اسکی معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب قربت وثواب سمجھا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا

ومنها اختلاف الوهم -
ومنها اختلاف السهو والنسيان -
ومنها اختلاف الضبط -
ومنها اختلافهم في علة الحكم
ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين -
وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام -

(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کے فعل کو دیکھکر کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ)
(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بہول گیا)
(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کے قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجھا کسینے محل وموقع کا لحاظ فروگذاشت کیا)
(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ) -
(۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون سے ایک کو منسوخ ٹھہرایا کسینے اسمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا مال وماحصل وہی وجوہات ہین جو رسالہ انصاف سے منقول ہوچکی ہین انہین اُنمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے) -
پہر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (دیون) اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے انسے سیکہا جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بہی یاد کرلیا اور مذاہب صحابہ کو بہی جان لیا اور مختلف حدیث وآثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم تنفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جداگانہ ہوگیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہوگئے -
پہر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدانے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء

اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم فاخذوا عمن اجتمعوا معه
صفة الوضوء والغسل والصلوٰة والحج
وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث
النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان
وفتاوى مفتيها وسئلوا عن المسائل
واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا
كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على
منوال شيوخهم ـ وحاصل صنيعهم
ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل
باقوال الصحابة والتابعين × × ×
وانه اذا اختلفت احاديث رسول الله صلعم
في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان
قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره
او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على
تركه × × اتبعوهم في كل ذلك وانه اذا اختلفت
مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار
عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه
فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون
سے وضوء وغسل ونماز وحج وغیرہ کی کیفیت کو سیکھا اور
احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون
کے فیصلے اور فتوے سنے اور لوگون نے ان سے
مسایل پوچھے تو انہون نے اجتہاد کی پہر وہ قومون
کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون
کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق ملتا
جلتا تہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ وہ حدیث سند سے
تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل
کرے اور جس صحابی نے وہ روایت کی ہو اسکا نام
نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ وتابعین
سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث
کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ
کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ
کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکی ترک عمل
پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی
پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو
وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے
اہل مدینہ اقوال حضرت عمر وعثمان وابن عمر
وعائشہ وابن عباس وزید بن ثابت وغیرہ صحابی
وسعید بن مسیب وسالم وعطاء وزہری وغیرہ

وزيد بن ثابت واصحابهم مثل سعيد بن المسيب
وسالم وعطاء بن يسار وقاسم وعبيد الله
بن عبد الله والزهري ويحيى بن سعيد وزيد
بن اسلم وربيعة احق بالاخذ من غيره عند
اهل المدينة * * ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوى ابراهيم احق
بالاخذ عند اهل كوفة من غيره * *
فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا
بنواجذه وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها -
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في
صنيع الاوائل فوجد فيها امورا كبحت
عنانه عن الجريان في طريقهم وقد ذكرها
في اوائل كتاب الام -
منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع
فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث
يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة

تابعین کو لایق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم تابعی
کو لایق عمل خیال کرتے پہر اگر کسی شہر کے سبہی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی وارجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی اصول
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی ومالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے ابتداء ظہور اور ترتیب
اصول وفروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکھا تو کئی
اصول کو ناپسند فرماکر انکے موافق روش کو
اختیار نکیا ان اصول کو اپنی کتاب **ام** مین بیان کیا
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور وتامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکھا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون ان شرطون کے

في كتب الاصول -
ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات
مضبوطة عندهم فكان يتطرق بذلك
خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا و
دونها في كتاب وهذا اول تدوين كان
في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل
على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل
المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد
مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك
انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر
الواحد قال نعم فقال لم قلت ان
الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم
لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن
ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة
لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم
الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا
العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة
فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد
ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها
ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

(جو کتب اصول مین مذکور ہین) عمل کیا جاوے -
ازانجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدون نے قواعد تطبیق وموافقت
احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلیئے انکی اجتہادی
باتون مین بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے
اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول
فقہ کا بہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہے جو امام شافعی
نے امام محمد بن حسن سے قضاء شاہد مع الیمین مین
مباحثہ* کیا تہا اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا
ازانجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثین تابعین اہل فتوی
کو نہ پہنچین تہین اسلیئے اونہون نے اپنی عقل سے
اجتہاد کیا یا عام آیات واحادیث سے استنباط
کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی
دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) مین وہ
حدیثین ظاہر ہوئین تو ان فقہاء نے ان احادیث
پر عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثین ان کے شہر
والون کے مذہب اور اس طریق کے جسمین انکا
اختلاف نہین ہے مخالف ہین اور یہ امر اس حدیث
کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا
سبب ہے یا وہ حدیثین تیسرے طبقہ مین بہی ظاہر
نہوئین - اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۲ مین منقول ہے طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها
وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة
له او لم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد
ذلك عند ما امعن اهل الحديث في
جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار
الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثر
من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة
الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه
او عنهما الا رجل ورجلان وهلم
جرًّا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر
الحفاظ - × × × فبين الشافعي ان
العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل
شانهم انهم يطلبون الحديث في
المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر
من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم
الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم
الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك
لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحًا
فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين
لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین مین تلاش
احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث
سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثین ظاہر ہوئین
پہر تو وہ حدیثین جو صحابہ مین ایک یا دو شخص
روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی (پہلے
زمانہ مین بکثرت ہوگئین اہل فقہ (طبقہ تابعین)
پر وہ حدیثین مخفی رہی تہین - مگر زمانہ حفاظ
حدیث مین ظاہر ہوگئین - امام شافعی
نے (ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب
مین) بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے
ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو
حدیث نہ ملی تو انہون نے اور وجہ سے
استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر
ہوئی تو انہون نے اپنے اجتہاد کو چھوڑ دیا -
اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی
یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی
حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو
کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین ہے*
سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت
مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مٹکی کے ہوجاوے تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی -

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس۔	مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ ایسی ہی حدیث خیار مجلس ہے
ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت ورأى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم ورأى السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال۔	ازانجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسی امام ابوحنیفہ وامام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئی اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جوان صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے۔ اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکھا کہ سلف (اصحاب وتابعین) اپنے اقوال سے جب مخالف سنت ہوں رجوع کر لیا کرتے تہے تو انہوں نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہوں تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا **هم رجال ونحن رجال** یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر ورائے سے بات کہتے پہر ان باتوں سے خطا سمجہکر رجوع بہی کر لیتے اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسوں
ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الرأي الذي لم يسوغه الشرع بالقياس الذي اثبته۔ ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا	

کی تقلید کیوں کریں۔ اور ازانجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے۔

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول	بالجملہ جب امام شافعی نے پہلوں کے طریق مین ایسے امور پائے تو سرے (از اصل قران وحدیث) سے فقہ کو لیا

٭ جسمین یہہ بیان ہے کہ جبتک بایع ومشتری اپنا جدا آپسمین جدا نہوں انکو بیع کے فسخ وبرقرار رکہنی کا اختیار ہے۔

وفروع الفروع وصنف الكتب -

اور اسکی اصول و فروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پہر اهل حدیث و اهل رای کے باهمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علماء سعید بن مسیب

باب الفرق بين اهل الحديث واصحاب الرائ
اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب
وابراهيم والزهري وفي عصر مالك و
سفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض
بالراي ويهابون الفتيا والاستنباط الا
لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر
همهم رواية حديث رسول الله صلعم
وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون
ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وقال
ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء
البصرة فلا تفت الا بقران ناطق او سنة
ماضية فانك ان فعلت غير ذلك
هلكت واهلكت وسئل الشعبي كيف
كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير
وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول -
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ

و زہری و مالک و سفیان وغیرہ کے ہم عصر تہے
وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتوی
کو پسند نہ رکہتے تہے - انکا خیال بہت اس طرف تہا
کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکے جواب مین آنحضرت
کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل
کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے
پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی ندو جو نزول بلا کا باعث
ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ
جب کبہی اُن سے مسئلہ پوچہا جاوے تو اسکے جواب مین
حدیث پڑہکر سنا دین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو
آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہ اور مفتی ہے
بغیر قرآن و حدیث کے کبہی فتوے ندیجو ورنہ خود ہلاک
ہوگا اورون کو بہی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا
یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچہا
جاتا تو وہ اپنے ساتہی پہ حوالہ کرتا وہ اپنے ساتہی پہ
حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال
پہر آتا - پہر احادیث کی تصنیف و تالیف شروع
ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر
علماء ملک حجاز - شام - عراق - مصر - یمن کے

من حاجتهم لموقع عظيم فطاف من ادرك
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام
اولئك من الحديث والآثار ما لم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم تيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شيء كثير حتى كان يكثر من الاحاديث
عندهم مائة طريق فما فوقها فانكشف بعض
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل - قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه

شہر ونمین پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف
کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثین
جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسنادین
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر
ہے یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین
صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھے بتاؤ مین اسکو مذہب بناونگا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہہ بات انتہی ابن ہمام نے
نقل کی ہے اور یہہ بات اونہون نے اسلئے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے
جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثون
سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہین اور انکے پاس
آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتیون
کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے -
اور پہلے لوگ راویون کے نام جاننے اور انکے مراتب

الا نفر ذمة قليلون - فمثل هذه الاحاديث	عدالت پہچانتے تھے صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو انکو
يغفل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت	ظاہر حال رواۃ وقراین موجودہ سے حاصل ہوتا تھا
عندهم اثار فقهاء كل بلد من الصحابة	ان (پچھلے) لوگون نے اس فن مین خوب تحقیق
والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا	کی اور اسمین مستقل بحث وتالیف کی اور حدیث
يتمكن الا جمع حديث بلده واصحابه وكان من	کے صحیح وغیر صحیح ہونے مین خوب بحث کی انپر
قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال	اس بحث وتالیف سے وہ امور کھل گئے جو پہلے
ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من	لوگون پر مخفی تھے سفیان وکیع وغیرہ پہلے
مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه	لوگون نے بہت کوششین کین تب بھی ایک ہزار
الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا	سے کم کم مرفوع متصل حدیثین پائین جیساکہ
مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا	ابو داود نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے اور
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم	اس پچھلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار
بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافيا	حدیثین روایت کرتے ہین بلکہ امام بخاری سے
وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون	ثابت ہے کہ انہون نے اپنی کتاب کو چھہ ہزار*
غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث	حدیث سے انتخاب کیا اور ابو داود نے
المرفوع المتصل الا من دون الف حديث	اپنی کتاب سنن کو پانچ ہزار حدیث سے اختصار کیا
كما ذكره ابو داؤد السجستاني في رسالته	امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث
الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة	نبویہ کے لئے میزان ٹھہرا دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو
يروون اربعين الف حديث فما	حدیث اسمین ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل
يقرب منه بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه	رکھتی ہے اور جو اسمین نہ ہو اسکی کوئی اصل نہین۔†

من ستة الاف حديث وعن ابي داؤد انه اختصر سننه من خمسة الاف حديث وجعل احمد مسنده ميزانا يعرف به حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فما وجد فيه ولو بطريق واحد منه فله اصل والا فلا اصل له

* اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ مین بھی لفظ چھہ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چھہ لاکھہ ہے چنانچہ صحیح بخاری کی شروح سے معلوم ہے۔ اسیطرح ابو داؤد کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکھہ ہے جیساکہ کتب شروح سے ظاہر ہے۔

† یہہ انکا ادعا کا بیان ہے جسکا سبب انکا اپنی نسبت کمال تبحر کا خیال ہے ورنہ وہ کتاب واقعی معیار و مدار صحت نہین ہے بہتیری حدیثین صحیح ایسی ہین جو اسمین موجود نہین اور بہتیری حدیثین ایسی ہین جو اس کتاب مین موجود ہین مگر وہ صحیح نہین ہین۔ (دیکھو بستان المحدثین مصنفہ شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم)۔

فكان رؤس هولاء عبد الرحمن بن مهدي
ويحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هارون
وعبد الرزاق وابو بكر بن ابي شيبة
ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
بن راهوية والفضل بن دكين وعلي
المديني واقرانهم - وهذه الطبقة
هي الطراز الاول من طبقات المحدثين
فرجع المحققون منهم بعد احكام فن
الرواية ومعرفة مراتب الاحاديث
الى الفقه فلم يكن عندهم من الرأي
ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى
مع ما يرون من الاحاديث والآثار
المناقضة في كل مذهب من تلك المذاهب
فاخذوا يتتبعون احاديث النبي صلعم
وآثار الصحابة والتابعين والمجتهدين
على قواعد احكموها في نفوسهم وانا
ابينها لك في كلمات يسيرة كان عندهم
انه اذا وجد في المسئلة قرآن ناطق
فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كان
القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضية
عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا

اس طبقہ کے سردار یہہ لوگ تھے عبد الرحمن بن
مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون -
عبد الرزاق - ابو بکر بن ابی شیبہ - مسدد
ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل
بن وکین - علی مدینی وغیرہ - یہہ طبقہ محدثین کے
طبقات سے اول نشان تھے - اس طبقہ کے
محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور
مراتب حدیث کی پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف
متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اس کا
نام نہ تہا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو)
تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر
مذہب مین احادیث و آثار متناقضہ نظر آرہے
ہین - پس وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
و آثار صحابہ و اقوال تابعین و مجتہدین کی
بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -

(۱) ان کا قاعدہ تہا کہ جب کسی مسئلہ
مین قرآن ناطق پاتے تو پہر اور کسی کی طرف
توجہ نہ کرتے - اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل
ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجھتے -

(۲) جب کتاب اللہ مین کوئی حکم نہ پاتے تو
وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء كان مستفيضا
دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد
او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل
به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان
في المسألة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الآثار
ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم
في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسألة
حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين
ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون
بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق
جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المقنع
وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم
ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان
وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسألة
ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تأملوا
في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما و
اقتضاءاتهما وحملوا نظير المسألة عليها في
الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي لا يعتمدون
في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص
الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان
التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن

حدیث فقہا میں مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگوں
سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک
معمول بہ ہوتی خواہ نہ ہوتی جب وہ کسی مسئلہ
میں حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد
(جو اسکے خلاف ہوتا) کسی کے پیچھے نہ جاتے۔
(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ
و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہوں
جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ پس جس طرح
پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر
اعتماد کرتے اور کسی امر میں علما کا اختلاف پاتے
تو انمیں سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ
ہوتا اسکے قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ میں
دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرحکا مسئلہ قرار دیتے
(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب و سنت
کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ میں تأمل کرتے
پس جو نص سے سمجھ میں آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول
کرتے اگر دونوں کو بادی الرای میں باہم ملتا
جلتا دیکھتے اسباب میں وہ قواعد اصولی پر بھروسہ
نکرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس كما
نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة وكانت
هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوائل و
تصريحاتهم ۔

وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا
ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان
وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان
لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة
قضى به فان اعياه خرج فسال المسلمين
وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع
اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى
الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر
الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به ۔

وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه
ان جاءك شئ من كتاب الله فاقض به
ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس

کرتے چنانچہ تواتر مین مدار صدق واعتبار
راویون کی کثرت... اور عدالت نہین بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیساکہ ہمنے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن مین بیان کیا ہی یہہ قواعد انہون نے
متقدمین کی روش اور تصریحات سی نکالے تہے ۔
میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابوبکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ مین دیکھتے
اگر اسمین اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمین نپاتے تو پہر اگر اسباب مین رسول
اللہ سی کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سی پوچھتے کہ مجہے
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب مین
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہی پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجالاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سردارون
اور برگزیدہ لوگون کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق رای پاتے اسکی موافق فیصلہ
فرماتے ۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکہا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوی جسکا حکم کتاب اللہ
مین ہو تو اسکی موافق حکم دے کوئی تجہے اس سے

فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ فان جاءك ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم ولم یتکلم فیہ احد قبلك فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برائك ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخیر الا خیراً لك - وعن عبد اللہ بن مسعود قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ھنالك وان اللہ قد قدر من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ عزوجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی اری فان الحرام بین والحلال بین وبین ذلك امور مشتبہۃ فدع ما یریبك

نہ ہو کہ لے اور جو کتاب سے بہی نہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو پہر اتفاقی بات کو دیکہہ جسپر اکثر لوگ متفق ہون اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے کچہہ نہ کہا ہو تو پہر خواہ اسکو اپنی رائے سے فیصلہ کر خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ پہلے ہم ایسے زمانہ مین تہے کبہی ہمکو فیصلہ کرنیکی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لائق تہے اب تقدیر سے یہہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکہتے ہو سو اب جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کی موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ مین نہ ہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے اور اگر حدیث بہی نہ ملے تو پہلے صالحین کے فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی رائے و قیاس سے کچہہ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال بہی ظاہر ہے اور دونون کے بیچ مین شبہہ کی چیزین ہین پس جسمین شبہہ ہو اُسے چہوڑ دے اور جو بلا شبہہ ہو اُسے لے لے اور جب کوئی ابن عباس سے مسئلہ پوچہتا تو اگر آپ وہ مسئلہ قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

الی ما یریبك وکان ابن عباس اذا
سئل عن الامر فان کان فی القرآن اخبر به
وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم اخبر به وان لم یکن
فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیه
برائه - عن ابن عباس اما تخافون ان
تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال
فلان - عن قتادة قال حدث ابن سیرین
رجلا بحدیث عن النبی صلعم فقال
الرجل قال فلان کذا وکذا فقال ابن سیرین
احدثك عن النبی صلعم وتقول قال
فلان کذا وکذا - عن الاوزاعی قال کتب
عمر بن عبد العزیز انه لا رای لاحد
فی کتاب الله وانما رای الایمة فیما لم ینزل
فیه کتاب ولم تمض فیه سنة من رسول
الله صلعم ولا رای لاحد فی سنة
سنها رسول الله صلعم - عن الاعمش
قال کان ابراهیم یقول یقوم عن یساره
فحدثته عن سمیع الزیات عن ابن عباس ان
النبی صلعم اقامه عن یمینه فاخذ به - عن الشعبی جاءه

مین نپاتے تو رسول اللہ کی حدیث پڑھ سُناتے
اور اگر حدیث بھی ملتی تو حضرت ابو بکر یا عمر کا قول نقل
کرتے اگر یہہ بھی نپاتے تو پھر اپنی راے سے بیان
فرماتے - ابن عباس نے فرمایا ہے کہ تمہین سمین این
خوف نہین آتا جو تُم کہتے ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا
اور (اسکے مخالف) فلانے کا یہہ قول ہے - قتادہ
نے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص کو رسول اللہ
کی حدیث سنائی اور دوسرے نے کسیکا قول
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا مین تو رسول اللہ
کی حدیث سناتا ہون اور تو کہتا ہے کہ فلانی کا
یہہ قول ہے -
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ جو امر کتاب اللہ مین
ہو اُسمین کسی کی راے مقبول نہین اور ائمہ کی
راے اُسمین مقبول ہے جسمین کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا کوئی حکم نہ ہو -
اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے یہہ مسئلہ بیان کیا کہ
مقتدی (جبکہ امام کے پیچھے تنہا ہو) امام کے بائین
طرف کھڑا ہو اور جب مینے سمیع زیات کی حدیث سنائی
کہ رسول اللہ نے ابن عباس کو اپنی داہنی طرف کھڑا
کیا تہا تو پھر اونہون نے اس حدیث کو لیلیا اور
شعبی کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچھنے کو آیا تہا تو

رجل يسئله عن شئ فقال كان ابن مسعود
يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برأيك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن
ابن مسعود ويسألني عن رأيي وديني
عندي آثر من ذلك والله لأن تغنى
بغنية احب الي من ان اخبرك برأيي
اخرج هذه الآثار كلها الدارمي - واخرج
الترمذي عن ابي السائب قال كنا عند
وكيع فقال لرجل ممن ينظر في الراي اشعر
رسول الله صلعم ويقول ابو حنيفة
هو مثلة - قال الرجل فانه قد روي عن
ابراهيم النخعي انه قال الاشعار مثلة
قال رايت وكيعا غضب غضبا شديدا
وقال اقول لك قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم وتقول قال ابراهيم
ما احقك بان تحبس ثم لا تخرج حتى
تنزع عن قولك هذا - وعن عبد الله بن
عباس وعطا ومجاهد ومالك بن انس
انهم كانوا يقولون ما من احد الا وهو
ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا
رسول الله صلى الله عليه وسلم

اونھون نے اسکے جواب مین قول ابن مسعود کا
سنایا اُس نے کہا کہ تم اپنی راے سے بتلاؤ تو وہ
حاضرین کو کہنے لگے کیا تم اس شخص سے متعجب
نہین ہوتے کہ مین ابن مسعود کا قول سناتا ہون
اور یہ میری راے پوچھتا ہے میرا دین میرے
اعتقاد مین اس (راے سے فتوی دینے) سے
مقدم ہے بخدا اگر مین دوسرے کے قول پر
فتوی دینے سے مستغنی ہون تو مجھے اس سے
پیارا ہے کہ اپنی راے سے کچھ کہون - یہہ تمام آثار
دارمی نے اپنی کتاب مین نقل کیے ہین اور ترمذی
نے روایت کی ہے کہ ہم وکیع کے پاس تھے جبکہ
اُس نے اہل راے مین سے ایک شخص کو کہا کہ
رسول اللہ صلعم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے
ہین وہ مثلہ ہے (جیسے کا کان ناک کاٹنا) اس
شخص نے جواب دیا کہ ابراہیم نخعی بھی کہتے ہین کہ
اشعار مثلہ ہے تو اُنپر وکیع نہایت غصہ ہوے اور
فرمایا کہ مین رسول اللہ کی حدیث سناتا ہون اور
تو ابراہیم کا قول نقل کرتا ہے پس تیری سزا یہی
ہے کہ قید کیا جاوے یہانتک کہ اس قول سے باز آوے
اور ابن عباس و عطا و مجاہد و مالک بن انس وغیرہ
نے فرمایا ہے کہ سواے آنحضرت کے سبکی کلام مین مواخذہ

وبالجملة لما مهد واالفقد على هذه القواعد فلم تكن مسئلة من المسايل التى تكلم فيها من قبلهم والتى وقعت في زمانهم الاوجد وافيها حديثا مرفوعًا متصلا او مرسلا او موقوفا صحيحا اوحسنا او صالحا للاعتبار اووجد وااثرا من اثار الشيخين اوسائر الخلفاء او استنباطا من عموم اوايماء اواقتضاء فيسرالله لهم العمل بالسنة على هذا الوجه - وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية - وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شئ كثير من الاحاديث والاثار حتى سئل احمد يكفي للرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس مائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل - ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراوا اصحابهم قد كفوا مونة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على صولهم فتفرغوا الفنون اخرى

مواخذہ ہوسکتا ہے اور ہر کسیکا قول رد ہوسکتا ہے حاصل یہہ کہ جب اونہون نے فقہ کو ایسے قواعد پر بنایا تو ہر مسئلہ مین جو انسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف آسان ہوگیا - ان لوگون مین سے عظیم الشان و کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ تہے -

اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار پر موقوف ہے - یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسینے پوچہا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایک لاکہہ حدیث کافی ہے ؟ آپنے فرمایا نہین ہے اخر کہا گیا کہ پانچ لاکہہ حدیث کافی ہے - آپ بولے ہان امید کرتا ہون - ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے) مین بیان کیا ہے - اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہوچکا ہے

ان کے بعد خدا تعالی نے اور (**محدث**) لوگون کو پیدا کیا - اونہون نے دیکہا کہ ہمسے پہلے محدثون نے حدیث کو جمع کردیا ہے اور قواعد اہل حدیث کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کردی ہے تو اونہون نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہوکر اہتمام کیا جیسے حدیث صحیح کو جس پر اکابر اہل حدیث (امثال یزید

لائق عمل یا مستحسن ہون اور غیرہ خلفاء کا اثر یا کسی مجتہد یا قاضی کا فیصلہ یا عموم و ایماء و اقتضاء نص کا استنباط (غرض کہ کسی نہ کسی طرح) ان کو حدیث پر عمل کرنا آسان ہوگیا ۱۲ م

كتب تمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق
واضرابهم وبجمع احاديث الفقه التي
بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل
حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة
من الاحاديث التي لم يرووها او
طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الاوايل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية
فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو
ذلك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخاري ومسلم وابوداؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابويعلى والترمذي
والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي
والخطيب الديلمي وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة
متقاربون في العصر اولهم ابوعبد الله
البخاري وكان غرضه تجريد الاحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون ویحیی بن سعید واحمد بن حنبل واسحاق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ وتمیز کرنا
اوران احکامی وفقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
وفقہائے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قایم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ ونادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا - اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا -

وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری - مسلم - ابوداؤد
عبد بن حمید - دارمی - ابن ماجہ - ابویعلی - ترمذی
نسائی - دارقطنی - حاکم - بیہقی - خطیب (البغدادی)
دیلمی - ابن عبد البر اور ان کے امثال واقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تہے -
اول امام ابوعبداللہ **بخاری** ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہون
اور اقسام سے چہانٹنا اور ان سے فقہ وسیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط -

وبلغنا ان رجلا من الصالحين راى رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخارى ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لاترام فوقها -

وثانيهم مسلم النيشاپورى توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث فى موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح مايكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا فى الاعراض عن السنة الى غيرها -

وتفسیر کو استنباط کرنا - پس اونہون نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور اسمین اپنی وہ شرط پوری کر دکھائی -

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا تو آنحضرت نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چھوڑ رہا ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے - مجھے اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت وقبولیت پائی ہے جس سے فوقیت نامتصور ہے -

دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین اُنہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل ومرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چھانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور انسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبھی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف طور پر معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تاکہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دوسری طرف [illegible]

وثالثھم ابو داؤد السجستانی وکان همته جمع الاحادیث التی استدل بها الفقهاء ودارت فیهم وبنی علیها الاحکام علماء الامصار فصنف سننه وجمع فیها الصحیح والحسن واللین والصالح للعمل قال ابو داؤد ما ذکرت فی کتابی حدیثا اجمع الناس علی ترکه وما کان منها ضعیف صرح بضعفه وما کان فیه علة بینها بوجه یعرفه الخایض فی هذا الشان ـ

وترجم علی کل حدیث بما قد استنبط منه عالم وذهب الیه ذاهب ولذالك صرح الغزالی وغیره بان کتابه کاف للمجتهد ـ

ورابعهم ابو عیسی الترمذی وکانه استحسن طریقة الشیخین حیث بینا وما ابهما وطریقة ابی داؤد حیث جمع کل ما ذهب الیه ذاهب فجمع کلتا الطریقتین وزاد علیهما بیان مذاهب الصحابة والتابعین

تیسرے (امام) **ابو داؤد السجستانی** انکا قصد یہ تھا کہ ان احادیث کو جنسے فقہار نے استدلال کیا تھا اور وہ انمین دایر وسایر ہین اور ان پر علمار دیار نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دین پس انہون نے اپنی کتاب سنن (ابو داؤد) تصنیف کی اور اسمین (ہر قسم کی حدیثین) صحیح حسن ضعیف (جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دین - اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب مین ایسی حدیث کوئی وارد نہین کی جسکی متروک العمل (وضعیف) ہونے پر سبکا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف ہین ضعیف بتا دیا ہے اور جسمین کوئی علت قادح صحت ہو اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو اُس فن مین غور کرنیوالے پہچانتے ہین - ہر حدیث کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نہ کسی نے اُس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نہ کسی کا وہ مذہب ہے اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے -

چوتھے (امام) **ابو عیسی ترمذی** انہون نے شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کے طریق کو پسند و اختیار کیا کہ جو کچھ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نچھوڑا اور طریق ابو داؤد کو بھی لیا کہ ہر مسئلہ اور ہر حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہوا ہی جمع کر دیا اس طرفہ پر یہ طرہ بڑھا دیا کہ مذہب صحابہ و تابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر
طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا
واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث
من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر
وبين وجه الضعف ليكون الطالب على
بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب
وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج
الى الكنية ولم يدع خفاء لمن هو من
رجال العلم ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغنى للمقلد -

ومجتہدین کو بھی ذکر کردیا۔ پس کتاب جامع ترمذی
تصنیف کی اسمین احادیث کی سندون کو باختصار
وارد کیا ایک اسناد کو پورا بیان کردیا باقی کو مختصر
واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ
صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہی یا منکر اور وجہ ضعف
کو بھی ساتہہ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو
بصیرت حاصل ہو اور وہ لایق اعتبار کو غیر لائق سے
تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت
تہی انکا نام بتادیا جسکی کنیت جاننے کی حاجت
تہی اسکی کنیت بتادی اور کسیطرحکا خفاء اہل علم
کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کی
حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے
اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مغنی (بے پرواہ کرنیوالی)۔

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان
وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا
يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء
الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية
حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى
قال الشعبي على من دون النبي صلعم احب
الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور سفیان
کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسی لوگ بھی ہوئے
ہین جو (استنباط واجتہادی) مسایل بتانی اور فتوی
دینی سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا
فقہ (واجتہاد) پر ہی اسکی اشاعت ضرور چاہئے اور
آنحضرت سے حدیث روایت کرنیسے ڈرتی۔ شعبی کا قول
ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا ہمیں
پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی بھی ہو جائے تو اسی (ورلے) پر

وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال علقمة
احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث
عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا
او نحو هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار
الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون
قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون
قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد صلعم
فياتونكم فيسألونكم عن الحديث فاقلوا
الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء
اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج
هذه الآثار الدارمي -
فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من
حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه
لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون
به على استنباط الفقه على الاصول التي
اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم
للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها و
البحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف
یہ کہدون کہ عبد اللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت
پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے
روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہوجانیکے خوف
سے) متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر
نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بھیجا تو
انکو فرمایا کہ تم کوفہ پہنچوگے تو لوگ تمہارا آنا
سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین
پوچھینگے پس آنحضرت سے روایت حدیث*
کم کرنا - ابن عون نے کہا ہے جب شعبی کے
پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور اسکی
جواب مین یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہہ قول
ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے
پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف
انکی حاجت کے مطابق اور طور سے ہوئی جسکا بیان
یہہ ہے کہ اُن کے پاس احادیث و آثار تو اس قدر
نہ تھے جس سے وہ اہلحدیث کے اصول پر استنباط
مسایل فقہ کرسکتے اور علماء کے اقوال مین نظر
اور بحث کرنی انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

* یعنی سوچ سمجھ کر جو ٹھیک یاد ہووے روایت کرنا - جو یاد مین آوے نہ کہدینا -

في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق
وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما
قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله
وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم
ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من
ابن عمر وكان عندهم من الفطانة و
الحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ
الى شئ ما يقدرون به على تخريج جواب
المسائل على اقوال اصحابهم وكل
ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم
فرحون - فمهدوا الفقه على قاعدة
التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب
من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال
القوم واصحهم نظرا في الترجيح فيتامل
في كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل
عن شئ او احتاج الى شي راى فيما يحفظ
من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب
فيها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه
على هذه الصورة او اشارة ضمنية

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر
کے لایق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق میں یہہ اعتقاد
رکہتے تہے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر تہے
اور انکے دل انکی طرف بہت مایل تہے چنانچہ
علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ
مضبوط ہے - ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم
اور علقمہ کے حق میں کہا ہے کہ وہ بڑی سمجہہ والے تہے*
ہاں انمیں سمجہہ اور تیزی طبع اور سرعت انتقال
ذہنی اس قدر تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں
کے اقوال سے جواب مسایل نکال لیتے تہے پس
انہوں نے اس قاعدہ تخریج (بات سے بات نکالنی)
سے فقہ کی بنا ڈالی جائی **تخریج کی صورت**
یہہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب ائمہ
سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ
میں حکم کی وجہ سوچ رکھے پس جب کسی کوئی مسئلہ پوچھا
تو اگر اس کتاب میں ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو
جواب میں ٹہرا دیا - نہیں تو کسی قول کے
عموم کو دیکھا اسمیں وہ مسئلہ داخل سمجہا تو اسپر
وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول میں کوئی اشارہ

* یہہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہور ہے اور در حقیقت یہہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہیں (دیکہو ہماری ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۶ء میں اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے) اسی نظر سے ہم نے اس قول کا ترجمہ پورا نہیں کیا -

لکلامہ فاستنبط منها وربما کان لبعض
الکلام ایماء او اقتضاء یفهم المقصود
وربما کان للمسئلة المصرح بها نظیر
یحمل علیها وربما نظروا فی علة الحکم
المصرح به بالتخریج او بالسبر والحذف
فاداروا حکمه علی غیر المصرح به وربما
کان له کلامان لو اجتمعا علی هیئة قیاس
الاقترانی او الشرطی انتجا جواب المسئلة
وربما کان فی کلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غیر معلوم بالحد الجامع
المانع فیرجعون الی اهل اللسان ویتکلفون
فی تحصیل ذاتیاته وترتیب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمییز مشکله وربما کان کلامهم
محتملا لوجهین فینظرون فی ترجیح احد
المحتملین وربما یکون تقریب الدلائل
خفیا فیبینون ذلك وربما استدل بعض
المخرجین من فعل ائمتهم وسکوتهم
ونحو ذلك فهذا هو التخریج ویقال له القول
المخرج لفلان کذا ویقال علی مذهب
فلان او علی اصل فلان او علی قول
فلان جواب المسئلة کذا وکذا ویقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
مین کچھ اقتضاء و ایماء بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسائل
کی نظیر مل جاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہے
۔اور کبھی علماء ایسے کسی صریح حکم سے علت نکالتے
ہیں اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین۔ اور
بعض اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہین
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی مجتہد کی
کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہین ہوتی۔ پس اس مجتہد کے پیرو علماء
ان باتون کے جاننے مین محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہین اور ان
مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی انکے
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہین تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہین کبھی اُن کے دلایل
کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کر دیتے ہین اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کی فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہیں

لهولاء المجتهدون في المذهب فاعني هذا الاجتهاد على هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اي وان لم يكن له علم برواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب وكثر فاي مذهب كان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر في اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل حين واي مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين۔

تخریج اس فعل کا نام ہے اور اسباب کو جو نکالی جاتی ہے۔ قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یوں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذاہب* کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسنے کہا ہے کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کر لی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بھی علم نہ ہو۔ اس طور سے تخریج سب مذاہب میں ہو چکی ہے پس جس مذہب کے لوگ مشہور ہوئے اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوئے اور انکی تصنیفیں لوگوں میں مشہور ہوئیں وہ مذاہب اطراف زمین میں پھیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کہیں کے قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور لوگ ان کی طرف راغب نہوے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہو گئے۔

---

* یہ بھی ایک اصطلاح ہے اور جو ابن کمال پاشا نے مجتہدین کے سات طبقے ٹھہرائے ہیں اور از انجملہ مجتہد فی المذاہب کو دوسرے طبقہ میں اور اہل تخریج کو چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے اور ہر ایک کو جداگانہ منصب دیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جسمیں کوئی ائمہ سلف سے اسکا پیشوا نہیں ہے علامہ **ہارون حنفی** نے کتاب **ناظورۃ الحق** میں ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہے اور اسکی کلام کو نقل کر کے صاف فرما دیا ہے ہو بعید عن الصحۃ بمراحل فضلا عن حسنہ فانہ تحکمات باردۃ وخیالات فارغۃ الخ۔ اور ہمارے زمانہ کے محقق حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے بھی اپنے بعض رسائل میں علامہ ہارون کا توافق کیا ہے اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کر دیا ہے — اڈیٹر

پھر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگوں کی بیان حالات میں فرمایا ہے - جان لے کہ

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها

اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة
غير مجتمعين على التقليد الخالص لمذهب
واحد بعينه - قال ابو طالب المكي في
قوت القلوب ان الكتب والمجموعات
محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا
بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله
والحكاية له من كل شيء والتفقه على
مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك
في القرنين الاول والثاني انتهى - اقول
وبعد القرنين حدث فيهم شيء من التخريج
غير ان اهل المائة الرابعة لم يكونوا
مجتمعين على التقليد الخالص على مذهب
واحد والتفقه له والحكاية لقوله كما
يظهر من التتبع - بل كان فيهم العلماء
والعامة - وكان من خبر العامة انهم
كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف
فيها بين المسلمين او جمهور المجتهدين
لا يقلدون الا صاحب الشرع وكانوا
يتعلمون صفة الوضوء والغسل والصلوة

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید
محض پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب)
قوت القلوب میں کہا ہے کہ کتابیں اور تالیفات
سب پیچھے کر نکلی ہیں اور لوگوں کے اقوال سے قائل ہونا
اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر میں
اسی کے قول کو تھام رکھنا اور نقل کرنا اور اسی کے
مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے
زمانہ کے نہ تھے - **میں** (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہوں
کہ ان زمانوں کے بعد کچھہ کچھہ تخریج شروع ہوئی - پھر
چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض
اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام
کو نقل کر دینے پر نہ تھے چنانچہ انکے حالات ٹٹولنے سے
معلوم ہوتا ہے بلکہ ان میں دو قسم کے لوگ تھے
(خاص) **علما** اور **عام** لوگ عام لوگوں کا تو یہہ
حال تھا کہ وہ ان مسایل اتفاقیہ میں (جنمیں تمام مسلمانوں
یا جمہور مجتہدوں کا اختلاف نہیں) تو بجز صاحب شریعت
(آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ وضوء
و غسل و نماز و زکوۃ وغیرہ اپنے بزرگوں یا استادوں
سے سیکھتے اور اسپر چلتے - اور جب انکو کوئی (اور)
واقعہ پیش آتا تو اسمیں جس مفتی کو پاتے فتوی پوچھہ

والزكوة ونحو ذلك من ابائهم او معلمي
بلدانهم فيمشون حسب ذلك واذا وقعت
لهم واقعة استفتوا فيها اى مفتى وجدوا
من غير تعيين مذهب وكان من خبر
الخاصة انه كان اهل الحديث منهم
يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من
احاديث النبي صلعم واثار الصحابة ما لا
يحتاجون معه الى شئ اخر في المسئلة من حديث
مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به او اقوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن
مخالفتها فان لم يجد في المسئلة ما يطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض
من مضى من الفقهاء فان وجد قولين
اختار اوثقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة - وكان اهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
ويجتهدون في المذهب وكان هولاء

لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور خاص علماء کا یہہ حال تہا کہ انہین اہلحدیث
تو حدیث سے مشغول رہتے - پس انکو احادیث نبویہ
واثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکی ہوتے وہ کسی
مسئلہ مین کسی اور قول و اجتہادی بات کے محتاج
نہ ہوتے یا* انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین ایکدوسرے
کے موید جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ مین ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین
سابق کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے - اور
اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے تو انہین
جس قول کو زیادہ مضبوط دیکہتے عمل مین لاتے - اہل مدینہ
کا ہو خواہ کوفہ کا اور اہل تخریج (بات سے بات نکالنے
والے مجتہد) جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
انکو انکے اقوال و اشارات سے (بحسب تفصیل سابق)
نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد کرتے - یہہ لوگ
انہین اماموں (جنکی اقوال سے تخریج مسایل کرتے ہین)
کیطرف منسوب کئے جاتے ہین کسیکو شافعی کہا جاتا ہے
کسیکو حنفی - اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق راے کے سبب سے منسوب کئے جاتے ہین

*) یعنی نہ انکے مقلد ہوجانیکے سبب - اس بات کو وہ لوگ غور سے ملاحظہ کرین کہ جو بعض محدثین (امثال امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونیسے انکو مقلد سمجہتے ہین -

ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال
فلان شافعي وفلان حنفي وكان صاحب
الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته به كالنسائي والبيهقي
ينسبان الى الشافعي فكان لا يتولى القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا يسمي الفقيه الا مجتهد
ثم بعد هذه القرون كان ناس اخرون
ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
منها الجدل والخلاف في علم الفقه وتفصيله
على ما ذكره الغزالي انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدين المهديين افضت الخلافة الى
قوم تولوها بغير استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوى والاحكام فاضطروا الى
الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء
من هو مستمر على الطراز الاول وملازم
صفو الدين فكانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا بطلب العلم توصلا
الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اُسوقت قاضی و مفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا - ان زمانوں کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو داہنے بائیں چل نکلے اور انمیں کئی امر پیدا
ہو گئے -

از انجملہ علم فقہ مین جھگڑا اور اختلاف اسکی
تفصیل یہ ہی جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگونمین
پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے - اور وہ علم
فتاوی و احکام سے واقف نہ تھے اسلئے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکہنے کے محتاج ہوئے - اور علما رہیں بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق (دیانتداری) پہ
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم - انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بھاگتے
اسوقت کے لوگون نے جب دیکھا کہ علماء کی
بڑی عزت ہے - اور بادشاہ اُن کے طالب ہین
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمین وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تھے - پھر تو علماء مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہوکر ذلیل ہونے
لگے - بجز ان لوگون کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے -

بعد ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد
ان كانوا اعزة بالاعراض عن السلاطين
اذلة بالاقبال عليهم الا من وفقه
الله وقد كان من قبلهم قد صنف
ناس في علم الكلام واكثروا القال والقيل
والايراد والجواب وتمهيد طريق الجدل
فوقع ذلك منهم بموقع من قبل ان كان
من الصدور والملوك من مالت نفسه
الى المناظرة في الفقه وبيان الاولى
من مذهب الشافعي وابو حنيفة رح فترك
الناس الكلام وفنون العلم واقبلوا على
المسائل الخلافية بين الشافعي وابي حنيفة
رح على الخصوص وتساهلوا في الخلاف
مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل
وغيرهم وزعموا ان غرضهم استنباط
دقائق الشرع وتقرير علل المذهب وتمهيد
اصول الفتاوى واكثروا التصانيف و
الاستنباطات ورتبوا فيها انواع المجادلات
والتصانيف وهم مستمرون عليه الى الآن ولسنا ندري
ما الذي قدر الله فيما بعدها من الاعصار انتهى

اُن سے پہلے لوگون نے علم کلام مین تصنیفین
کی تہین اور اسباب مین بہت قیل وقال وجواب
وسوال و طریق بحث وجدال لکھہ رکہے تہے وہ
پچھلون کے کام آئے اونہون نے جب دیکھا
کہ بعض سلاطین کو فقہ مین مناظرہ دیکھنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی مین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہون نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چھوڑ دئیے اور اس قسم کے مباحث
ان مسایل فقہیہ مین شروع کر دئیے جنمین امام
ابوحنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسایل مین امام مالک وسفیان واحمد
بن حنبل مین اختلاف تہا اُنسے تعرض نکیا۔ اُن
جہگڑون سے اونہون نے دقایق شرع کا استنباط
اور مذاہب کے دلایل وعلل کی تقریر اور اصول
وفتاوی کی تمہید مقصود ٹھہرایا۔ پس اُسمین بہت
تصنیفین کین اور استنباط عمل مین لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کیے وہ اسی طریق پیہ ابتک
چلے آتے ہین۔ کل کی خبر نہین خدا نے کیا
ٹھہرا رکہا ہے (امام غزالی کا کلام تمام
ہوا)

(باقی آئندہ)

ومنها انهم اطمئنوا بالتقليد و دب التقليد في صدورهم ودبيب النمل وهم لا يشعرون وكان سبب ذلك تزاحم الفقهاء وتجادلهم فيما بينهم فانهم لما وقعت فيهم المزاحمة في الفتوى كان كل من افتى بشيء نوقض في فتواه ورد عليه فلم ينقطع الكلام الا بمسير الى تصريح رجل من المتقدمين في المسئلة وايضا جور القضاة فان القضاة لما جار اكثرهم ولم يكونوا امناء لم يقبل منهم الا ما لا يريب العامة فيه ويكون شيئا قد قيل من قبل وايضا جهل رؤس الناس واستفتاء الناس من لا علم له بالحديث ولا بطريق التخريج كما ترى ذلك ظاهرا في اكثر المتاخرين وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفي ذلك الوقت يسمى غير المجتهد فقيها۔

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمقات

از انجملہ یہہ کہ وہ تقلید پر راضی ہو گئے۔ تقلید انکے دلون مین ایسی بے خبر اور آہستہ چلکر گھسی جیسے چیونٹی آہستہ چلتی ہے جس سے انکو خبر بھی نہو تی۔

اسکا (ایک) یہہ سبب ہوا کہ فقہا کا باہم اختلاف تہا اور جب اُن لوگون پر فتوے کا ازدحام ہوا اور کسینے کچہہ فتوے دیا اور اسکے مقابلہ مین دوسرے نے کچہہ اور فتوے دیا او پہلے کے فتوے کو رد کیا تو ناچار اُس پہلے کو کسی نہ کسی متقدمین سے نام لینا پڑا دوسرا سبب قاضیون کا ظلم ہوا جب اکثر قاضیون نے ظلم اختیار کیا اور اُنسے امانت و دیانت کا اعتقاد اُٹہہ گیا تو انکا وہی فتوے وقول قبول ہونے لگا جو اُنسے پہلے لوگون نے کہا ہو اور عام لوگون کو اُسمین شک وشبہ نہو تیسرا سبب علما کا جاہل ہونا اور ایسے لوگونکا مفتی بن جانا جو نہ حدیث کا علم رکہتے اور نہ طریق تخریج جانتے چنانچہ اکثر متاخرین کا یہی حال ہے ایسا ہی ابن ہمام وغیرہ نے بیان کیا ہے اسوقت سے غیر مجتہد فقیہہ کہلانے لگے۔

اور از انجملہ یہہ کہ اکثر لوگ ہر فن مین بیجا غور کرنے

فی کل فن فمنھم من زعم انہ یوسس
علم اسماء الرجال ومعرفۃ مراتب
الجرح والتعدیل ثم خرج من
ذلک الی التاریخ قدیمہ وحدیثہ
ومنھم من تفحص عن نوادر الاخبار
وغرائبہا وان دخلت فی حد
الموضوع ومنھم من کثر القیل
والقال فی اصول الفقہ واستنبط
کل لاصحابہ قواعد جدلیۃ فاورد
فاستقصی واجاب وتقصی وقسم فجرد
طول الکلام تارۃ وتارۃ اختصر
اختصر ومنھم من ذھب الی
ھذا بفرض الصور المستبعدۃ
التی من حقہا ان لا یتعرض لہا عاقل
ولیفحص العمومات والایماءات
من کلام المخرجین فمن دونہم
مما لا یرتضی استماعہ عالم ولا
جاھل وفتنۃ ھذا الجدل والخلاف
والتعمق قریبۃ من فتنۃ الاولی
حین تشاجروا فی الملک وانتصر
کل رجل لصاحبہ فلما اعقبت

لگ گئے بعضون نے تو یہہ سمجھ لیا کہ ہم اسما
الرجال ومراتب جرح وتعدیل کی بنا قایم
کرلے ہین پہر وہ اس سے نکل کر نئی
اور پرانی تاریخون مین پڑ گئے ۔ بعضے
شاذ ونادر حدیثون کو ٹٹولنے لگے اگرچہ وہ
حد موضوعات مین داخل ہون ۔ اور بعضے
اصول فقہ کی قیل وقال مین کثرت
کرنے لگے پس ہر کسی نے اپنے لوگون کے
لیئے جدلی (الزامی جھگڑون) کے قواعد
استنباط کر دئے ۔ سوال وجواب پورے
بیان کئے کسی چیز کی تعریف کی کسیکی تقسیم
کسی نے ایک کلام کو طول دیا کسینے اسکا
اختصار کر دیا کسی نے ایسی بعیدہ صورتین
فرض کر کے مسائل بنائے جنکے تعرض کوئی
عاقل پسند نکرے اور مخرجین اور اُنسے نیچے
درجہ کے لوگون کے عموم وایما کلام سے وہ
وہ باتین نکالین جنکو کوئی جاہل اور عالم نہ
سُنے ۔ اس جھگڑے اور اختلاف وپیچا غوکا
فتنہ اس فتنہ کے قریب قریب ہوا جو ابتدا
مین ملک وسلطنت پر لڑنے اور جھگڑنے
سے ہوا تہا ۔ پس جیسے کہ اس جھگڑے کے بہت بڑی

تلک [illegible] وقائع [illegible] کانت اعقبت

هذا جملة واختلاط
وهماً ما لها من ارجاء
فنشأت بعدهم قرون على
التقليد الصرف لا يميزون
الحق عن الباطل ولا الجدل من
الاستنباط فالفقيه يومئذ هو الثرثار المتشدق
الذي حفظ اقوال الفقهاء قويها
وضعيفها من غير تمييز فسردها
بشقشقة شدقيه والمحدث
من عد الاحاديث صحيحها
وسقيمها وهذها كهذ الاسمار
بقوة لحييه ولا اقول ذلك كليا
مطردا فان لله طائفة من عباده
لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله
في ارضه وان قلوا ولم يأت قرن
بعد ذلك الا وهو اكثر فتنة
واوفر تقليداً واشد انتزاعاً
للامانة من صدور الرجال

باوشاہت اور اندہی بھرے واقعات پیدا
ہوئے ویسے ہی اس اختلاف اور جہگڑے
سے ایسے شکوک واوہام پیدا ہوئے جنکے
کنارے نظر نہ آئی - اُنکے بعد ایسے لوگ محض
تقلید پر پیدا ہوئے جو حق کو باطل سے اور
استنباط کو جدال سے متمیز نہ کر سکے - اُس
دن سے فقیہہ وہ کہلایا جو بہت مُنہ پہٹ
بکواسی ہوا جسنے چند اقوال فقہاء قوی و ضعیف
بلا تمیز یاد کر لئے اور باچہین نکال کر ٹرہ سنائے -
اور محدث وہ ہوا جسنے چند احادیث صحیح و ضعیف
گن رکہین اور جبڑون کے زور سے کہانیون
کی طرح مُنہ سے پہینک دین - یہہ بات اُن
دونون فریق کی نسبت مین کلی اور عام طور پر
نہین کہتا (جس سے کوئی مستثنےٰ نہو سکے)
یہہ اسلئے کہ دنیا کے (ہر طریقہ وزمانہ) مین
ایسے بندگان خدا بہی ہوتے ہین جنکی شان مین
+ لا یضرہم من خذلہم وارد ہے - وہ زمین مین
خدا تعالی کی نشانیان ہین اگرچہ ایسے لوگ
کم پائے گئے ہین - اس کے بعد جو زمانہ آیا وہ اُس فتنہ مین بڑہکر اور اُس تقلید
مین کامل تر - اور لوگون کے سینون سے امانت نکالنے مین سخت تر ہوا -

+ یہہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہی جسکا حاصل یہہ ہے کہ میری امت مین ایسے لوگ بہی رہینگے جو حق پر قایم رہینگے انکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیگا جو انکو رسوا کرنا چاہیگا۔

حتے اطمئنوا بترک الخوض فی امر الدین وبان یقولوا انا وجدنا ابائنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون والی اللہ المشتکی وھو المستعان وبہ الثقۃ وعلیہ التکلان	یہانتک کہ لوگ امر دین مین غور ترک کرنے اور پچھلون کی تقلید کرنے پر مطمئن ہو بیٹھے - اس بات کا شکوی خدا ہی کی جناب مین ہے اور اسپر اعتماد و توکل ہے -

یہہ آخر کلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ ہے - جو بعینہ بلا اختصار منقول ہوا اور صدر کلام جناب رحیمین سب اختلاف صحابہ و تابعین کا بیان ہے اس نظر سے کہ اسکا ماحصل عبارت ایقاف مین آچکا ہے) بالاختصار نقل کیا گیا -

اس کلام سے جو فواید و نتایج مستفاد ہین وہ خواص ناظرین پر مخفی نہین - تاہم بنظر اعلام عامہ ناظرین بعض فواید و نتایج کا بیان مناسب ہے وہ فوایدبہت ہین پر اس مقام مین اہمہ فواعد کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے -

(۱) اصحاب نبوی آنحضرت کے اقوال و افعال پر عمل کرنے مین قواعد و مسائل فقہیہ (جو پیچھے تجویز ہوے ہین) کی پابندی نہ تہی - اور نہ آنحضرت نے انکو یہہ قواعد و مسائل تبلائے ہین - اس باب مین اُنکے لئے بجز اپنی سمجھہ و طمانیت قلب کے کوئی اور دستور العمل تہا (دیکہو صفحہ ۱۵ و ۲۳ نمبر سابق

(۲) بعض صحابہ کا بعض احادیث پر عمل کرنے نہ کرنے مین ایسی طور پر اختلاف ہوا ہے کہ اس اختلاف سے انکو تارک احادیث نبوی و منکر نبی نہین کہا جاسکتا - اور نہ وہ اختلاف ایک دوسرے کے تکفیر و تضلیل کا باعث ہوا ہے (دیکہو صفحہ ۵۲)

(۳) ایسا ہی اختلاف تابعین مین بعض احادیث کے عمل و ترک مین ہوا ہے - (دیکہو صفحہ ۵۳)

(۴) مجتہدین کا بعض احادیث کے عمل و ترک مین بہی اختلاف اسی قسم سے ہوا ہے (دیکہو نمبر ۵۴ سے ۵۸)

(۵) اہل حدیث و اہل رائے کا باہمی اختلاف بہی نیک نیتی سے ہوا ہے - اہلحدیث نے جو آراء رجال کو چہوڑ کر حدیث و آثار پر فتوے دینے کا التزام کیا ہے یہہ انکا کمال اتباع ہے (دیکہو نمبر صفحہ ۵۹ سے صفحہ ۶۴) - اہل رائے نے جو حدیث پر فتوے دینے اور اسکے بیان کرنے سے توقف کیا ہے - اور بجائے اُسکے اقوال و اجتہاد و سلف کو پیش کرنا یا اُن اقوال سے بات نکالکر پیش کر دینا مناسب سمجہا ہے یہہ بہی نیک نیتی اور خدا پرستی سے خالی نہین ہے - اور بعض آثار سلف بہی اس روش کے موید ہین (دیکہو صفحہ ۷۲ و صفحہ ۷۳)

(۶) اہلحدیث نے علم و عمل بالحدیث کا پورا پورا سامان بہم پہونچا دیا ہے اور تصنیف و تالیف و تصحیح و تضعیف و جرح و تعدیل و معارضہ و تطبیق کا کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا (دیکہو صفحہ ۶۰ سے ص ۷۲) اور اہل رائے نے اپنے اصول کے مطابق عمل کرنیکے لئے فقہ و مسایل اجتہادی کو جمع کر دیا ہے (دیکہو ص ۷۳) لہذا فریقین کو اپنے اپنے اصول پر بے تردد عمل ممکن و میسر ہے -

(۷) صرف ایک مذہب کی تقلید محض چار سو برس کے بعد شروع ہوئی ہے - پہلی اور دوسری صدی مین تو اسکا نام و نشان بہی نہ تہا - تیسری صدی مین کچہہ کچہہ میلان مذہب کی طرف شروع ہوا تاہم چوتہی صدی تک خالص تقلید مذہب واحد کا رواج نہین ہوا - چوتہی صدی کے بعد جو ہوا سو ہوا (دیکہو صفحہ ۷۷)

(۸) چوتہی صدی کے بعد فریقین کے اکثر لوگ جادہ اعتدال سے خارج ہو گئے - نہ اہلحدیث اصول و روش اہلحدیث پر رہے نہ اہل تقلید مجتہدین کے چال پر رہے - فریقین سے علوم کم ہو گئے اور بجائے اسکے نفسانی جہگڑے پہیل گئے (دیکہو صفحہ ۷۹ تا آخر)

ان **فوائد** سے **نتایج** بہی بہت نکلتے ہین پر از انجملہ اس مقام مین **دو** نتیجہ کا بیان ضروری ہے

اول یہہ کہ جن باتون کو ہمارے وقت کے عوام اہلحدیث ناجائز اور دین اسلام سے خارج سمجہتے ہین (جیسے کسی حدیث کو کسی وجہ سے نہ ماننا - یا کسی عالم کے قول و اجتہاد پر چلنا

وہ باتین مطلقاً اور بہرحال ناجائز اور دین سے خارج نہین بلکہ اُنہی صورتون سے جنکا اثر و وجود زمانہ صحابہ مین پایا نہین گیا اور جن باتون کو ہمارے وقت کے اکثر مقلدین مذاہب ضروری جانتے ہین (جیسے ہر مسئلہ مین کسی خاص عالم کی پیروی و تقلید کرنا - یا یا کسی حدیث پر بلا وساطت مجتہد مذہب عمل نہ کرنا) یہہ باتین ضروری نہین - پہلی صدیومین ان باتونکا نام نشان بہی نہ تہا پہر ضروری ہونا کہان -

دوم (جو نتیجہ اول کی فرع ہے) یہہ کہ اسوقت کے اکثر اشخاص فریقین (اہلحدیث و اہل تقلید) اپنے اپنے اسلاف کی روش و اصول سے ناواقف ہین - اور چوتہی صدی کے ضدی لوگون کی روش پر ہوگئے ہین - ایکدوسرے کو اُن باتون کے سبب بُرا جانتے ہین جن باتون سے بُرا جاننا اُنکے اصول مذہب کا مقتضا نہین ہے بنائرعلیہ مین اپنے دونون قسم (عینی و علاتی)+ بہائیون کی خدمت مین ناصحانہ التماس کرتا ہون کہ اپنے اپنے اسلاف کی چال اختیار کرین - پچہلی ضدیون کی روش کو چہوڑ دین میرے عینی بہائی (اہلحدیث) جو صرف اردو مترجم کتب حدیث سے چند احادیث کا ترجمہ پڑہ یا سُنکر (باوجودیکہ انکو حدیث کے الفاظ تک پڑہنے نہین آتے چہ جائیکہ وہ

+ حدیث مین آیا ہے الانبیاء بنو علات الوھم واحد و امھاتہم شتی - ترجمہ سبہی انبیا سوتیلے بہائی ہین جنکا باپ ایک ہے مائین مختلف یعنی اصول ادیان سب کے ایک ہین فروعات مختلف - اسی محاورہ سے ہمنے اپنے اُن (حنفیہ وغیرہ مقلدین) بہائیون کو جو صرف ہم سے اصول اسلام مین شراکت رکہتے ہین علاتی یعنی (سوتیلے بہائی) کہا ہے - اور ان (اہلحدیث) بہائیون کو جو ہم سے اصول و فروع دونون مین شراکت رکہتے ہین عینی بہائی کہا ہے - آئندہ جہان کہین ہم عینی بہائی کا لفظ بولینگے اُن سے اہلحدیث مراد ہونگے اور جہان کہین علاتی کہینگے وہان سے حنفیہ وغیرہ مقلدین مراد ہونگے - ناظرین ہمارے اس محاورہ کو یاد رکہین -

انکے صحت وسقم ونسخ وتاویل کا حال جان سکین محدث اور لوگون کے مقتدی و+مفتی بن بیٹھے ہین - ہر کسی کو بعض احادیث کے ترک عمل یا خلاف سے مشرک ومنکر حدیث نہ کہدیا کرین - جب تک کہ اس حدیث کے متعلق امور ذیل کو تحقیق نہ کر لین -

(۱) وہ حدیث جسکا کوئی خلاف کرتا ہے صحیح بہی ہے یا نہین (۲) اس حدیث کی صحت مخالف کے نزدیک مسلم ہے یا اسمین اسکو کوئی محدثانہ جرح وکلام ہے (۳) اسکے معنی یقینا وہی معنی ہین جو ہم سمجھتے ہین یا اسمین اور معانی کا بہی احتمال ہے (۴) اس حدیث کا مخالف اسکے مقابلہ مین کسی اور حدیث ارجح یا مساوی سے متمسک ہے یا محض رائے اسکا تمسک ہے - اور یہہ سوچ لین کہ بعض احادیث کا خلاف وترک عمل تو صحابہ وتابعین سے بہی ہوا ہے پہر انکو مشرک ومنکر رسول نہین سمجہا گیا مبادا بعض مقلدین کا بعض احادیث کو ترک کرنا اسی قسم سے ہو اور انہی وجوہات سے ہو جو صحابہ وتابعین کے ترک عمل کے لئے بیان کی گئی ہین - اور میرے علاقی بہائی (حنفیہ وغیرہ اہل تقلید) جو تالیفات متاخرین علما (جنمین اقوال ائمہ مذاہب بہی صرف نام کو ہین چہ جائیکہ انکے مستندات کتاب وسنت سے بہی انمین ہون) پڑہ سنکر فقیہہ بن بیٹہے ہین ان کتابون یا اپنے

+ اسمین یہہ اشارہ ہے کہ اپنے عمل کے لئے صرف ترجمہ حدیث کا علم بہی کافی ہے اگرچہ مفتی اور مقتدا بننے کے لئے یا کسی حدیث کے مخالف کو مشرک کہنے کے لئے یہہ امر کافی نہین ہے - یہہ بات ہم پہلے بہی ضمیمہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۱۱ جتا چکے ہین اور آئندہ بضمن (جزو دوم مقدمہ) اس بات کو اور وضاحت سے بیان کرینگے - انشاء اللہ تعالے -

تصانیف علماء اہل حدیث مین جہان کہین مخالفت حدیث کو شرک کہا گیا ہے وہان ان امور وقیود کا لحاظ کر لیا گیا اور صاف کہا گیا ہے کہ جب کسی حدیث صحیح غیر منسوخ وغیر مئول وغیر معارض کا علم ہو تو اس حدیث کا خلاف ومعارضہ کسی کے قول ورائے سے شرک ہے (دیکہو حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید معیار الحق منح الباری دراسات اللبیب وغیرہ)

ائمہ کے برخلاف حدیث پر عمل کرنے والون کو دین و مذہب سے خارج سمجھین اور یہہ
سوچین کہ اپنی سمجھہ کے موافق حدیث پر عمل کرنا وہ کام ہے جو پہلی اور دوسری صدی
کے لوگ عموماً اور تیسری اور چوتھی صدی کے لوگ غالباً کرتے چلے آئے ہین اور اسکا
خلاف خیر القرون مین پایا نہین گیا - زمانہ صحابہ و تابعین بلکہ ائمہ مجتہدین مین کسی عامی
یا عالم کو حکم نہین ہوا کہ وہ کسی خاص شخص یا خاص کتاب کا پابند رہے اور کسی حدیث پر بلا
وساطت مجتہد عمل نہ کرے پھر اس کام کے مرتکب دین سے خارج کیونکر ہو سکتے ہین - فریقین کو
چاہیے کہ جس مذہب و طریق کو پسند کرین اسکو دستور العمل بناوین دوسرے کے مذہب سے عداوت
بیجا نکرین -

شائد فریقین کے متشددین یہہ اعتراض کرین کہ یہہ باتین کلام شاہ ولی اللہ کے نتائج
ہین ہمکو انکی تقلید کیا ضرور ہے اسکا **جواب** یہہ ہے کہ شاہ صاحب نے جو کہا ہے اپنے عقل
اور اپنی طرف سے نہین کہا کہ اُسکی تسلیم کو تقلید کہا جا سکے - بلکہ سلف و خلف کے حالات و
مقالات کو کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے - جسکو اُنکے بیان مین شک ہو وہ اصل کتب (جنسے
شاہ صاحب نے یہہ حالات نقل کئے ہین) دیکھہ لے جناب مرحوم کی تقلید نکرے -

یہہ **مقدمہ کا پہلا** جزء ہے جسمین سبب اختلاف مذاہب بیان ہوا - اب **جزء دوم مقدمہ**
بیان ہوتا ہے جسمین ان شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جو عمل بالحدیث کی بابت لوگ پیش کرتے ہین
عمل بالحدیث پر (جو عین مذہب محدثین یا یون کہو کہ اسکا اصل اصول ہے) اس طریق
کو پسند نکرنے والے **چند اعتراض** کرتے ہین از انجملہ ایک **اعتراض** یہہ ہے کہ
حدیث پر عمل کرنا اجتہاد ہے جو مجتہدون کا کام ہے - اور لوگون کو جو رتبہ اجتہاد کو نہین پہنچے
یہہ امر جائز نہین -

اسکا **جواب** ایک تو یہہ ہے کہ ظاہری معنی قرآن و حدیث پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے جو مجتہد کا
کام ہے - اور نہ یہہ تقلید ہے جو بلا دلیل شرعی کسیکی بات مان لینے کا نام ہے بلکہ یہہ ایک اتّباع کا

استدلال ہے کہ ہر شخص جو لغت عرب (قرآن کی اصل زبان) سے واقف ہو یا کسی دوسری زبان کے ذریعے قرآن وحدیث کے معنے و مطلب پر مطلع ہو سکے یہہ استدلال کر سکتا ہے پہر وہ اس استدلال و عمل مین نہ مجتہد کہلاتا ہے نہ مقلد اجتہاد جو مجتہدون سے مخصوص ہے خاص اس فعل کا نام ہے کہ قرآن وحدیث کی باریک باتومین (جو ظاہر نہون) غور کرین اور جہد و مشقت کے ساتہہ اُسنے کوئی چہپی بات نکالین -

یہی وجہ ہے کہ ظاہری معنے قرآن وحدیث کو قطعی سمجہا جاتا ہے اور جو بات قرآن وحدیث سے بذریعہ اجتہاد معلوم ہو اُسکو ظنی تسلیم کیا جاتا ہے اور نیز یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صحابہ کے زمانہ مین اور اُسکے بعد عام لوگ جو مجتہد و فقیہہ کہلاتے بلا وساطت و مراجعت مجتہدین قرآن وحدیث کے ظاہری معنے پر عمل کرتے - اور آنحضرت اور آنحضرت کے اجلہ اصحاب (خلفاء راشدین) وغیرہ اُنکو اس عمل سے منع نکرتے - اور نہ اس عمل مین پیروی مجتہدین کا حکم دیتے - **علامہ ہارون** بن بہاء الدین مرجانی حنفی رسالہ ناظورۃ الحق مین (جسکا نسخہ مطبوعہ بلغار مکہ معظمہ سے میرے ہاتہہ آیا تہا) فرماتے ہین کہ عبادتون اور عمل کے متعلق

واما العمليات من العبادات وغيرها فالواجب فيها على كل احد العمل بالشريعة فياخذ بكتاب الله وسنة رسوله واجماع الامة ومهما لم يوجد الحكم في ظاهر الكتاب والسنة ولم يكن فيه اجماع الامة فيجب الاعتبار لاهله والاجتهاد في محله ومحل الاجتهاد ما لا يكون فيه دلالة من الكتاب والسنة المتواترة والمشهورة والمعلومة ولا اجماع

اور احکام کے باب مین ہر ایک پر (مجتہد ہو خواہ عامی) یہی واجب ہے کہ شریعت پر عمل کرے قرآن وحدیث واجماع امت سے احکام لے - اور جہان کہین ظاہر کتاب اللہ وحدیث و اجماع مین حکم نہ ملے تو وہان حسب موقع اجتہاد کرے - اور اجتہاد کا محل وہ احکام ہین جو قرآن وحدیث متواتر یا مشہور یا معلوم اور اسی قسم کے اجماع سے

متواتر ولا مشهور ولا معلوم ومهما
عجز المرء عن فقه الدليل واقامة
الحجة فقد اضطر الى التقليد
عند الحاجة مقدراً بقدر الضرورة
اسوة سائر الضرورات التي تبيح المحظورات
كتناول الميتة حال المخمصة وليس من
ضرورة ان لا يكون فقيهاً ان يكون
جاهلا مقلدا البتة لعدم دورانهما
بين النفي والاثبات فان
محصل الامر في الاجتهاد مع كثرة تعاريفه
انه ملكة قوية وقوة شريفة تحصل
من ممارسة احكام الكتاب ودواوين
السنة يتمكن بها من فرط الاطلاع على
الاحكام الشرعية واسرار الدين۔
والتقليد اتباع قول غيره من قول
اوفعل من غير حجة ودليل يرجحه
على تركه سوى اتباعه ولا يلزم من كونه
مقلدا في مسئلة ان يكون كذلك
في مسئلة اخرى لكونه امراً ضرورياً
لا يصار اليه الا عند الحاجة على قدر الضرورة

(ظاہر معلوم نہون اور جب کوی ایک حکم
کی دلیل جاننے سے عاجز ہو تو وہ تقلید
کا محتاج ہوا۔ اسمین قدر ضرورت
کا پابند رہے جیسے اور ضرورتونکا حال
ہے جو ممنوع چیزون کو مباح کرتے ہین
(جیسے بہوک کی حالت مین مردار کہانا)
اور یہہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ جو مجتہد نہو وہ
جاہل اور مقلد ہی ہو رہے یہہ اس لئے
کہ مجتہد ہونے اور مقلد ہونے مین ایسا مقابلہ
نہین ہے کہ ایک دوسرے کے نقیض ہو (جن دونونکا
اٹھہ جانا محال ہوتا ہے) کیونکہ اجتہاد کا حاصل
معنی یہہ ہے کہ وہ ایک ایسی قوت ہے جو
قرآن وحدیث مین ماہر ہونیسے پیدا ہوتی
ہے جسکے سبب شرعی احکام اور باریک باتون
پر مطلع ہونے کی قدرت حاصل ہوتی ہے
اور تقلید کے معنی یہہ ہین کہ کسی کے قول و
فعل کا بلا دلیل تابع ہو جانا۔ ان دونونکی
تعریف و معنی سے معلوم ہوتا ہے کہ) کسیکے ایک
مسئلہ مین مقلد ہونیسے یہہ لازم نہین اتا کہ دوسرے
مسئلہ مین بہی وہ مقلد ہی رہے مقلد ہوتا تو

ایک امر لاچاری ہے جو بوقت حاجت اور بقدر ضرورت ہی اختیار کیا جاتا ہے

الی ان اورد عدة ایات واحادیث
یوجب اتباع ما انزل اللہ علی جمیع
من امن باللہ مثل اتبعوا ما انزل الیکم
من ربکم۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا
ونحوھا۔ ثم قال ومن زاغ عن ذلک
وزعم ان اتباع ما انزل اللہ تعالیٰ
والاعتصام بحبل المتین قد انتھی
حکمہ منذ زمان بای الخصص تلک
العمومات وبای حجة یوجب العدول
عن التمسک بظواھر النصوص والایات
فالاحکام التی صرح اللہ سبحانہ بھا او
ابرم القول فی المراد منھا تکون فریضة
قطعیة کالارکان الخمسة اوحراماً
قطعیاً کحرمة الخنزیر والدم والمیتة
وعلیھا اجماع الامة واتفاقھم علی کلمة
واحدة عن اخرھم ویلتحق بھا فی وجوب
العمل بہ والاخذ بموجب الاجماع
السائج علی المرتبة الاولی منہ
لعصمة الامة وامتناع اجماعھم
علی الضلالة کاطعام بنت الابن
السدس تکملة للثلثین مع البنت الصلبیة

اس کے بعد علامہ نے چند ایسی آیات
واحادیث کو نقل کیا ہے جنسے عموماً
قرآن وحدیث کی پیروی کا وجوب
ثابت ہوتا ہے اسکے بعد فرمایا ہے
جو اس بیان سے کجروی اختیار کرے اور
یہہ کھے کہ قرآن وحدیث کی پیروی کا حکم
فلانے زمانہ تک ختم ہوچکا ہے (اسکے بعد کسی کو
بلا واسطہ مجتہد یہہ امر جائز نہین ہے) وہ اُن
عام دلائل کو کس دلیل سے مخصوص کریگا
جو ظاہر کتاب وحدیث کے تمسک کرنیسے
روک دے جن احکام کو خدا تعالے نے صاف
طور پر بیان فرمایا اور اُسمین اپنی مراد کو
قطعی طور پر ظاہر کیا ہے جیسے اسلام کے پانچ
ارکان (کلمہ شہادت ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوۃ)
ہین یا قطعی حرام جیسے خنزیر ۔ خون ۔
مردار کی حرمت ہے جن پر تمام امت کا
یک سخن اتفاق ہے اور انہی احکام مین
وہ احکام بھی شامل ہین جنپر اول درجہ کا
محض اجماع ہے جیسے بیٹی کے ساتھہ پوتی کو
وراثت کا چھٹا حصہ دینا اس قسم
کے احکام قطعاً ویقیناً ثابت ہین کیونکہ

فهذا الضرب من الاحكام ثابتة علے
القطع والثبات فان ظواهر النصوص
ومحكمات الكتاب حجة قاطعة
وبينة واضحة علے كل احد يساوي
فيها المجتهد والمستدل والمقلد
ويستوي في مدركها العام
والخاص ويجري مجرى الضروريات
في نظر المومن المستدين - ومن
زعم انها ليست بحجة فقد كفر بالله
ورد قوله تعالے ولله الحجة
البالغة وجملة الايات والاحاديث
الموجبة لاتباع ما انزل وخالف
علما الامة وفقهاء الملة فيما اجمعوا
علے ان رد النصوص كفر وان قدم
الاسلام لا يثبت الا علے ظهر
التسليم والاستسلام -
واما الاحكام التي ثبت بخفي تلحقه
الا ايضاح او مجمل او مشكل يرد عليه
البيان او عام او مطلق لعتريه الخصوص
والتقييد او غير ذلك مما فيه نوع
خفاء و اشتباه لا بد من النظر واعمال الفكر

قرآن اور حدیث کے ظاہری معنی اور
کتاب اللہ کی محکم آیتین قطعی دلایل ہین اور
ہرکسی پر واضح ہین کہ سمجھہ مین مجتہد اور دلیل
سے تمسک کرنے والا اور تقلید پر چلنے والا
سب برابر ہین اور وہ مومن دیندار کی نظر
مین بدیہی (یعنی یقینی) احکام ہین - پس
جو یہہ خیال کرے کہ یہہ ظاہر اور محکم نصوص
وآیات لایق سند نہین ہین وہ کافر ہے
اور خدا کے اس قول کو رد کر رہا ہے جو خدا نے
فرمایا ہے کہ ہمنے لوگون پر حجت پوری کر دی ہے
اور نیز اُن آیات واحادیث کو رد کر رہا ہے
جو سبھی احکام منزلہ کا اتباع واجب کرتی
ہین اور سبھی علما وفقہا رامت کا اس بات
مین مخالف ہے جو اُنہون نے بالاتفاق
لکھ رکھی ہے کہ کھلی کھلی آیات واحادیث کو رد
کرنا کفر ہے اور اسلام پر ثابت قدم رہنا بجز تسلیم
واتباع متصور نہین - اور جو احکام خفی و
مجمل ومشکل الفاظ سے ثابت ہون یا عام
محل تخصیص یا مطلق مورد تقیید یا ایسے در
الفاظ سے جنہین کسی قسم کا اشتباہ وخفا ہوتا
ہے جنکے دور کرنے کو نظر اور فکر

عندہ وصرف الوسع وتوجیہ الہمۃ نحوہ
فالمتکفل بہذا الضرب من الاحکام
والقیم ببیانہا ہم اہل الفقہ والاجتہاد
واصحاب النظر والاستنباط (فاحفظوہ)

وکوشش خرچ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے
اس قسم کے احکام کے بیان کرنے
والے خاص مجتہد واہل نظر
واستنباط ہین۔

یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ ظواہر نصوص قرآن وحدیث پر عمل وتمسک کرنا
اجتہاد ومجتہدون سے مخصوص نہین ہے بلکہ یہہ عمل وتمسک ہر مسلمان متدین کا فرض ہے
اجتہاد خفی باتون کے استنباط واستخراج کا نام ہے۔ اور محل اجتہاد وہی احکام ہین جو
خفی دلائل سے ثابت ہون۔ اور اجتہاد وتقلید مین ایسی نسبت تناقض نہین ہے
جس سے ثابت ہو کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے والا مقلد نہو تو وہ ضرور مجتہد ہی ہو جاتا ہے
اور شیخ محمد معین سندی حنفی نے دراسات اللبیب مین فرمایا ہے - اب یہہ کہ

وبقی الشان فی بیان العمل بالحدیث
لیس من باب الاجتہاد ولا من باب
التقلید اما الثانی فلما بین فی اصول
الفقہ من ان العمل باحدی الحجج الاربعۃ
الشرعیۃ لا یکون تقلیداً وانما التقلید
التمسک بقول من تحسن الیہ الظن
وتعتقد حسن تمسکہ بالادلۃ الشرعیۃ
واتقان معرفتہ بہا فکما ان العامل
بقیاسہ او باجتہادہ بطریق اخر
لا یسمی مقلداً فکذلک العامل
بالکتاب والسنۃ او بالاجماع

حدیث پر عمل نہ از قسم اجتہاد ہے نہ تقلید سو
بیان امر دوم یہہ ہے کہ دلائل شرعیہ پر عمل
کرنا تقلید نہین کہلاتا چنانچہ اصول فقہ مین
بیان ہوچکا ہے۔ تقلید تو یہہ ہے کہ تو کسی
ایسے شخص کے قول کو (جس سے حسن ظن
رکہتا ہے اور اسکا وقف اور تمسک بدلائل
ہونا تیرے اعتقاد مین جم رہا ہے) بلا دلیل
مان لے۔ (رنیائرعلیہ) جیسا قیاس یا اجتہاد
پر چلنے والے کو مقلد نہین کہا جاتا ویسا
ہی قرآن وحدیث واجماع پر عمل
کرنے والے کو مقلد نہین کہا جاتا۔

وتقليد الشارع بمعنى تبعيته ليس بتقليد
مصطلح والمنفي من العامل بالحديث
انما هو ذلك- واما الاول فلان
الاجتهاد في الاصطلاح استفراغ
الفقيه الوسع لتحصيل ظن حكم
شرعي والعمل بنصوص الكتاب والسنة
وظاهرهما بما اجمع عليه الامة ليس مما
استفرغ الفقيه الطاقة وليس هو
من باب التحصيل مطلقا فضلا
عن تحصيل ظن لان الثلاثة
المذكورة موجبات للعلم وانما الظن
في الاحاد من السنن مثلا لقصور
الطريق وهو امر خارج عن نفس
السنة التي هي الحجة بخلاف
الاجتهاد فانه في نفسه امر موجب
للظن دون العلم ولهذا قال الشارح
العضدي في فوائد قيود التعريف المتقدم
وقولنا لتحصيل ظن اذ لا اجتهاد في القطعيات

اور شارع کی پیروی اصطلاحی تقلید نہین
ہے- اور بیان امر اول (یعنی عمل بالحدیث
کا اجتہاد نہونا) یہہ ہے کہ اجتہاد اصطلاح اہل
اصول مین مجتہد کا اپنی تمام کوشش کو کسی حکم
شرعی کی متعلق ظن حاصل کرنیکے لئے خرچ
کردینے کا نام ہے اور قرآن وحدیث کے
ظاہری معنی اور اجماعی امر پر عمل کرنا اس
قسم سے نہین ہے کہ اسمین مجتہد کی کوشش و
طاقت صرف ہوجاوے ظاہری معنی قرآن
وحدیث واجماعی مسائل سے تو کوئی امر خود
حاصل نہین کیا جاتا چہ جائیکہ اُسکے ظن کا
حصول ہو- یہہ اس لئے کہ یہہ تینون چیزین
بذات خود علم ویقین پیدا کرتی ہین ہماری
تحصیل وتصرف کا وہان کیا دخل ہے-
اور جو اخبار احاد مین ظن پایا جاتا ہے یہہ
خصوصیت اسناد سے ہے- اصل حدیث سے
جو بذات خود حجت اور دلیل شرعی ہے
یہہ امر خارج ہے- اور اجتہاد اسکے برخلاف ہے،
وہ بذات خود ظن کا موجب ہوتا ہے نہ علم ویقین کا اسی نظر سے شارح عضدی نے
اس تعریف اجتہاد کے فوائد قیود مین کہا ہے کہ ہمارا یہہ کہنا کہ اجتہاد تحصیل ظن کے لئے ہوتا ہے اس نظر سے
ہے کہ اجتہاد قطعیات مین نہین ہوتا یعنی جو امر کسی نص سے قطعی ویقینی طور پر ثابت ہو اسمین اجتہاد کا دخل نہین ہوتا

یہہ عبارت بہی بزور دلائل اصولی ثابت کرہی ہے کہ عمل بالحدیث از قبیل اجتہاد نہیں ہے اسمین جو بحوالہ کتب اصول کہا ہے کہ اجتہاد موجب ظن ہوتا ہے اور ظاہر قرآن و حدیث موجب یقین ہے۔ یہہ مسائل چہوٹی بڑی کتب اصول مین مرقوم ہین۔ توضیح و تلویح

والکل ای الظاھر والنص والمفسر والمحکم یوجب الحکم ای یثبتہ قطعاً و یقیناً و عند البعض حکم الظاھر والنص وجوب العمل واعتقاد حقیقۃ المراد لا ثبوت الحکم قطعاً و یقیناً لان الاحتمال وان کان بعیدا قاطع للیقین ورد بانہ لا عبرۃ باحتمال لم ینشأ عن الدلیل والحق ان کلا منہما یفید القطع وھو الاصل و قد یفید الظن وھو ما اذا کان احتمال غیر المراد مما یعضدہ دلیل (تلویح)

مین ظاہر و نص و مفسر و محکم کو بیان کرکے فرمایا ہے کہ یہہ سبہی اقسام قطعاً و یقیناً مثبت حکم ہوتے ہین۔ بعض لوگون کے نزدیک قسم اول و دوم وجوب عمل کے مثبت ہین پر مورث یقین نہین ہین کیونکہ انمین تاویل و تخصیص کا احتمال ہے جو یقین کو دور کرتا ہے مگر یہہ قول مردود ہے کیونکہ جو احتمال دلیل سے پیدا ہو وہ لایق اعتبار نہین ہوتا اور حق یہی ہے کہ یہہ دونون قسم بہی مفید یقین ہین اور یہی یقین انکا اصل مفاد ہے اور کبہی وہ مفید ظن بہی ہوجاتے ہین جبکہ کوئی دلیل انکے معنے ظاہری کے خلاف پر قایم ہوتی ہے

اور بیان اجتہاد کے بعد فرمایا ہے اجتہاد کا اثر و مفاد غلبہ ظن ہے اس احتمال کے ساتہہ کہ اسمین

وحکمہ ای الاثر الثابت بالاجتہاد غلبۃ الظن بالحکم مع احتمال الخطا فلا یجری الاجتہاد فی القطعیات وفیما یجب فیہ الاعتقاد الجازم فی اصول الدین (تلویح)

خطا بہی ہو۔ پس یہہ اجتہاد قطعیات مین جاری نہوگا اور نہ اعتقادی باتون مین جو اصول دین سے ہین۔

وقال العلامۃ ولی الدین العراقی الدلیل یعطی الجواز یعنی العمل بالامر المتقرر ان الصحابۃ رضی اللہ عنہم ما کان کلھم فقہاء

اور علامہ ولی الدین عراقی نے کہا ہے (چنانچہ جنہ دراسات مین منقول ہے) دلیل سے جواز عمل بالحدیث نکلتا ہی اسلئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سبہی لوگ علماء

علی اصطلاح العلماء فان فیھم القرو ی والبدوی ومن سمع منہ صلعم حدیثاً واحداً وصحبہ مرۃ ولا شک ان من سمع منھم حدیثاً عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او اخذ من الصحابۃ کان یعمل بہ حسب فھمہ فقیھا کان اولا ولم یعرف ان غیر الفقیہ کلف بالرجوع الی الفقیہ فیما سمعہ من الحدیث لا فی زمانہ صلعم ولا بعدہ فی زمان الصحابۃ وھذا تقریر منہ بجواز العمل بالحدیث لغیر الفقیہ واجماع الصحابۃ علیہ ولولا ذلک لامر الخلفاء الراشدون غیر الفقہاء من الصحابۃ سیما اھل البوادی ان لا یعملوا بما اخذ وامن النبی صلعم مشافھۃ او بواسطۃ حتی یعرضوا علی الفقہاء منھم ولم یرو من ھذا عین ولا اثر وھذا ھو ظاھر قولہ تعالی وما اتیکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا ونحوھا من الایات حیث لم یقید بان ذلک علی فھم الفقہاء

کی اصطلاح پر مجتہد نہ تھے انمین شہری لوگ بہی تہے اور جنگلی بہی۔ اور بعض ایسے جنہون نے آنحضرت سے ایک حدیث سنی اور ایک وقعہ صحبت حاصل کی اور اسمین شک نہین کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سنتا یا اور صحابہ سے وہ موافق اپنی سمجہہ کے اسپر عمل کرتا مجتہد ہو تا خواہ نہوتا۔ یہہ امر معلوم و ثابت نہین ہوا جو انمین مجتہد نتہا اسپر یہہ حکم لگا یا گیا ہو کہ وہ مجتہد کیطرف رجوع کرکے (اس سے اسکے معنے پوچہکر) اس سنی ہوئی حدیث پر عمل کرے نہ آنحضرت کے زمانہ مین یہہ امر پا یا گیا ہے نہ بعد آپکے صحابہ کے زمانہ مین اور اسمین آنحضرت کی طرف سے غیر مجتہد کیواسطے عمل بالحدیث کی تقریر (واجازت) پائی جاتی ہے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہے یہہ بات نہوتی تو آنحضرت کے خلفاء راشدین (چاریار وغیرہ) غیر مجتہد صحابہ کو علی الخصوص انکو جو جنگل مین رہتے حکم دیتے کہ جو کچہہ انہون نے آنحضرت سے بلا واسطہ یا بواسطہ اور اصحاب کے سنا ہے اسپر عمل نہ کرین جبتک کہ اسکو مجتہدین صحابہ کے سامنے پیش نکرلین اور اس باب مین کوئی امر وا ثر مروی نہین ہے اور یہی اس قول خداوندی کا ظاہر مطلب ہے کہ جو کچہہ تمکو رسول دے لیلو اور جس سے روکے رک جاؤ ایسی ہی اور آیات ہین کہ انمین فہم مجتہدونکی قید نہین ہے

نمبر اول جلد دوم
ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

(بقیہ جزو دوم مقدمہ جسمین بعض شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حافظ ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین مین فرمایا ہے صحابہ کو

كان الصحابة اذا بلغهم الحديث عن النبي صلعم وحدث به بعضهم بعضا بادروا الى العمل به من غير توقف ولا بحث ولا يقول احد منهم قط هل عمل بهذا فلان وفلان ولو راوا من يقول ذلك لانكروا عليه اشد الانكار وكذلك التابعون وهذا معلوم بالضرورة لمن له ادنى خبرة بحال القوم وسيرتهم - وطول العهد بالسنة وبعد الزمان وعتقها لا يسوغ ترك العمل بها والاخذ بغيرها

جب کوئی حدیث پہونچتی اور ایک دوسرے کو وہ حدیث سناتا تو وہ بلا توقف و بلا کرید حدیث پر عمل کرتے اور کوئی انمین سے یہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے عمل کیا ہے یا نہین اور اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اسپر سخت انکار کرتے - ایسا ہی تابعین کرتے اور یہہ امر بالبداہتہ معلوم ہے جسکو احوال و سیرت قوم سے کچھہ بہی خبر ہے - اور سنت کے زمانہ کا دور دراز ہوجانا اور اسکا پرانا ہوجانا اسکے عمل کو ترک کرنے اور اسکے سوائے اور چیزون کے

ولو كانت سنن النبي صلعم لا يسوغ العمل بها بعد صحتها حتى يعمل بها فلان وفلان لكان قول فلان وفلان عيارا على السنن ومزكيا لها وشرطا في العمل بها وهذا من ابطل الباطل وقد قام الله سبحانه وتعالى الحجة برسوله دون احاد الامة وقد امر النبي صلعم بتبليغ سنته ودعا لمن بلغها فلو كان من بلغته لا يعمل بها حتى يعمل بها الامام فلان والامام فلان لم يكن من تبليغها فائدة وحصل الاكتفاء بقول فلان وفلان۔

لے لینے کو جائز نہین کر دیا ہے۔ اور اگر آنحضرت کی سنتون پر با وجود انکی صحت کے عمل جائز نہو جبتک فلان فلان اسپر عمل نہ کرلے تو اُن لوگون کے اقوال سنتون کی کسوٹی ٹھہرے اور اُنکو پاک وستھرا کرنیوالے اور اُنکے عمل کے لئے شرط اور یہہ بات بڑی باطل سے باطل ہے اللہ تعالے نے آنحضرت کو دستاویز بنایا ہے نہ امت سے کسی ایک ایک کو۔ اور آنحضرت نے سنتونکے پہنچانیکا حکم دیا ہے اور پہونچانیوالے کے لئے دعا کی ہے پہر اگر جسکو وہ سنت پہونچی اُسکو اسپر عمل جائز نہو جبتک فلان فلان امام عمل نہ کرے تو اُسکے پہونچانیکا فائدہ کُچھہ نہین اسی امام کا قول کافی ہے۔

یہہ دونون عبارتین ہمارے اس دعوے کے مصدق ہین کہ زمانہ صحابہ مین اور اسکے بعد تمام لوگ حدیث سنتے ہی اسپر عمل کرتے اور اس باب مین غیر فقیہہ فتوے واجازت فقہا کے منتظر نہ رہتے۔ ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہ کی اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے۔ جو ضمیمہ نمبر ۷ مین بصفحہ ۱۵ منقول ہوا ہے۔

ان شہادتون سے (جنکے خلاف پر کوئی ایسی شہادت پائی نہین جاتی جس سے پہلی صدیوںمین وجود خلاف ثابت ہو) بخوبی معلوم ہوا کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا اجتہاد نہین بلکہ یہہ ایسا کام ہے جسکو عامی کرسکتے ہین اور صدر اول و

+ یعنے عبارت اعلام جو یہان منقول ہوئی۔ اور عبارت ولی الدین عراقی جو ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین گذری۔

دوم کے عامی کرتے رہے ہین-

اس تعامل صدر اول و دوم کے **مقابلہ** ہین کسی (امام یا عالم) متاخر کے **قول** وخلاف **کی** ایسی **وقعت** نہین کہ اسکی طرف ذرہ بہی التفات کیجاوے اور اسکو نقل کر کے اسکا جواب دیا جاوے - اس تعامل کا اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ اسی قسم کی شہادتون سے کوئی یہہ ثابت کر دکہاوے کہ صدر اول و دوم کے عام لوگ جو مجتہد نہ تہے ظاہر حدیث پر بلا واسطہ مجتہدین عمل نہ کرتے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو اسپر صحابہ و تابعین انکار متوجہ فرماتے اور اس امر کا اثبات سہل نہین مگر چونکہ بعض لوگ (جو مراتب دلائل شرعیہ سے واقف نہین اور وہ مجرد اقوال علماء کو لگو مخالف دلائل شرعیہ ہون) دلیل شرعی سمجہتے ہین اور جبتکہ ان اقوال کا جواب اسی قسم کے اقوال سے نہ دیا جاوے وہ ان اقوال کو چہوڑ کر اتباع دلائل نہین کرتے اس تعامل کے مقابلہ مین عمل بالحدیث کی ممانعت پر بعض اقوال علماء سے **استدلال** کرتے ہین اسلئے ہم (بپاسخاطر و بغرض فہمائش ان لوگون کے) ان اقوال کو نقل کر کے انکا جواب دیتے ہین-

ازانجملہ ایک قول امام ابو یوسف رح کا ہے جو کتب فقہ مین منقول ہے کہ عامی کو ظاہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہین ہے - آپہر ان لوگونکا اتباع واقتدار واجب ہے جنہوں نے اجتہاد کیا ہے **دوسرا قول** بعض متاخرین کا جنہوں نے کتب اصول مین کہاہے کہ مجتہد مطلق (جو ہر مسئلہ مین اپنا اجتہاد کرے کسی مسئلہ مین کسی کا مقلد نہو) کے سوائے ہر کسی کو (عالم کیون نہو) مجتہد مطلق کی تقلید واجب ہے" جسکا مطلب بعض لوگون نے یہہ سمجہا ہے کہ اسکو ظاہر قران و حدیث پر بہی بلا تقلید مجتہد عمل کرنا جائز نہین ہے - اور بعض لوگون نے یہہ بات صاف طور پر بہی کہدی ہے -

پہلے قول کا جواب تو یہہ ہے کہ امام ابو یوسف رح عامی سے ایسا جاہل آدمی

مراد رکھتے ہین جو حدیث کی معنی و مراد نہ سمجھتا ہو ایسے شخص کو ہم بہی عمل بالحدیث کی اجازت نہین دیتے - جو شخص نہ عربی زبان جانتا ہو نہ کسی دوسری زبان مین اسکا مطلب سمجھتا ہو وہ حدیث پر عمل کیا کریگا -

دوسرے قول کا جواب یہہ ہے کہ اس قول مین ان مسائل سے جنمین مجتہد مطلق کی تقلید کو واجب ٹہرایا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہین نہ مسائل نقلی (جو نصوص قطعی قرآن و حدیث سے ثابت ہین) چنانچہ اس قول کے شارحین نے بوضاحت بیان کردیا ہے پس اس قول سے غیر مجتہد کے لئے ظواہر و نصوص قرآن و حدیث پر عمل و استدلال کرنے کی ممانعت نہ نکلی -

جو لوگ اس قول سے ظواہر و نصوص قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی ممانعت نکالتے ہین وہ عمل ظواہر و نصوص کو اجتہاد مین داخل کرتے ہین - اور بناءً علیہ وہ اس امر کو غیر مجتہد کے لئے ناجائز سمجھتے ہین -

انکا جواب یہہ ہے کہ **اولاً** تو ظواہر و نصوص پر عمل و استدلال از قسم اجتہاد نہین ہے کیونکہ ظواہر و نص قطعیات سے ہین اور اجتہاد صرف ظنیات مین ہوتا ہے - **اور اگر** بفرض محال مان لیا جاوے کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے تو پہر مجتہد مطلق کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے - اور باتفاق جمہور علما جائز ہے کہ ایک شخص بعض مسائل مین مقلد ہو بعض مین مجتہد (جسکو مسئلہ تجزی اجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے) -

ان جوابات مین ہمنے **چار دعوے** کئے ہین - **اول** یہہ کہ امام ابو یوسف کے قول مین عامی سے جاہل محض مراد ہے **دوم** یہہ کہ بعض متاخرین کے قول مین اُن مسائل سے جنمین مجتہد کی تقلید کو واجب کیا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہین نہ نقلی **سوم** یہہ کہ ظواہر نصوص حدیث و قرآن سے استدلال اجتہاد نہین

چہارم یہہ کہ اجتہاد مین تجزی جائز ہے و بنا و علیہ غیر مجتہد کا بعض مسائل مین اجتہاد کرنا درست ہے۔

منجملہ ان دعاوی اربعہ کے دعوی سوم کو توہم بشہادت اصول واقوال ایسا ثابت کر چکے ہین کہ اسمین کسیکو جائے شک و اعتراض نہین ہے باقی تینون دعاوی کے ثبوت مین اقوال ونقول پیش کئے جاتے ہین جو دلائل اصولی پر مشتمل ہین۔

خزانتہ الروایات کی نص بیان کیفیت اجتہاد و بعض مسائل تقلید و جواز عمل بقران

قال فی خزانة الروایات فی فصل کیفیة الاجتہاد وبعض مسائل التقلید والفتوی وجواز العمل علی غیر مذہب فی دستور السالکین فان قیل لو کان المقلد غیر المجتہد عالما مستدلا یعرف قواعد الاصول ومعانی النصوص والاخبار هل یجوز له ان یعمل علیها وکیف یجوز لانہ قیل لا یجوز لغیر المجتہد ان یعمل الا علی روایات مذہبہ وفتاوی امامہ ولا یشتغل بمعانی النصوص والاخبار والعمل علیها کالعامی قیل هذا فی العامی الصرف والجاهل الذی لا یعرف معنی

وحدیث وعمل بمذہب غیر مین کہا ہے کہ دستور السالکین مین بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اگر مقلد ایسا ہو کہ وہ مجتہد تو نہین پر وہ عالم ہے دلیل سے تمسک کرسکتا ہے۔ قواعد اصول پہچانتا ہے۔ معانی قران وحدیث جانتا ہے ایسے شخص کو کیا قران وحدیث پر عمل کرنا جائز ہے تو کیونکر ہے جبکہ یہہ بہی کہا گیا ہے کہ جو مجتہد نہو اسکو اپنے مذہب کی روایات اور اپنے امام کے فتوون کے ماسوائے اور چیز پر عمل کرنا۔ اور قرآن وحدیث کے معانی سے شغل رکہنا اور اسپر عمل کرنا جائز نہین جیسے کہ عامی (جاہل) کو یہہ امر جائز نہین اس سوال کے جواب مین علما نے کہا ہے

کہ یہہ عدم جواز عمل و استدلال قران وحدیث ایسے عامی کے حق مین ہے جو جاہل

النصوص والاحادیث وتاویلاتها واما العالم الذی یعرف معنی النصوص والاخبار وهو من اهل الدرایة وثبت عنده صحتها من المحدثین ومن کتبهم الموثوقة المشهورة المتداولة فیجوز له ان یعمل علیها وان کان مخالفاً لمذهبه یؤیده قول ابی حنیفة ومحمد والشافعی واصحابه وقول صاحب الهدایة فی روضة العلماء الزند ویسیة فی فضل الصحابة قیل لابی حنیفة اذا قلت قولاً وکتاب الله یخالفه قال اترکوا قولی بکتاب الله فقیل اذا کان خبر الرسول یخالفه قال اترکوا قولی بخبر الرسول فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی بقول الصحابة وفی الامتاع ردّی

محض ہے جو قرآن وحدیث کے معنی ومراد نہ جانے اور جو سمجھدار عالم ہو اور قرآن وحدیث کے معنی اور مراد جانتا ہو اور اسکو حدیث کی صحت محدثین یا انکی معتبر کتابون سے ثابت ہو جاوے تو اُسکو حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ وہ حدیث اُسکے پہلے مذہب کے مخالف ہو اسکے موید امام ابوحنیفہ وامام محمد وامام شافعی (رحمہم اللہ تعالی) اور اُنکے شاگردون کے اقوال ہین۔ اور ہدایہ کا وہ قول جو کتاب روضۃ العلماء مین (جو امام زندویسی کی تصنیف ہے) فضیلت صحابہ کے بیان مین منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ سے کسی نے کہا کہ جب آپ ایک بات فرماوین اور قرآن مین اسکا خلاف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے جواب دیا میرے قول کو کتاب اللہ کے مقابلہ مین چھوڑ دو پھر کہا گیا کہ جب حدیث نبوی اسکے مخالف ہو تو کیا کرین آپنے جواب دیا میرے قول کو حدیث کے سامنے بھی مت لو۔ پھر کہا گیا اگر قول صحابی اسکے مخالف ہو فرمایا میرے قول کو قول صحابہ کے سامنے بھی چھوڑ دو۔ (کتاب) امتاع مین ہے کہ بیہقی

البیهقی فی السنن عند کلامہ علی القران بسندہ قال قال الشافعی اذا قلت قولا وکان عن النبی صلعم خلاف قولی فما یصح من حدیث النبی صلعم اولی فلا تقلدونی ونقل امام الحرمین فی نہایتہ عن الشافعی انہ قال اذا صح خبر یخالف مذہبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذہبی و قد صح فی منصوصاتہ انہ قال اذا بلغکم عنی مذہب وصح عندکم خبر علی مخالفتہ فاعلموا ان مذہبی موجب الخبر۔ وروی الخطیب باسنادہ ان الدارکی من الشافعیۃ کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذہب الشافعی وابو حنیفہ فیقال لہ ھذا یخالف قولہما فیقول ویلکم حدث فلان عن فلان عن النبی صلعم

نے اپنی سنن (کتاب کا نام ہے) مین قرآن کی نسبت گفتگو کے ذیل مین باسناد روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے جب مین کوئی بات کہون اور اس بات مین آنحضرت سے میرے قول کا خلاف ثابت ہو تو آنحضرت ہی کا قول لائق اخذ ہے میری اُسمین تقلید مت کرو۔ امام الحرمین نے اپنی کتاب نہایہ مین نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث میرے مذہب کے مخالف صحت کو پہونچے تو تم جان لو کہ میرا وہی مذہب ہے۔ امام شافعی کے ملفوظات مین یہہ بھی ثابت ہے کہ انہون نے فرمایا کہ جب تمہین کسی مسئلہ مین میرا مذہب معلوم ہو اور حدیث نبوی اسکے مخالف صحت کو پہونچے تو میرا وہی مذہب ہے جو حدیث کا مضمون ہے خطیب (بغدادی) نے دارکی سے جو شافعی مذہب کا پیرو عالم تہا نقل کیا ہے کہ لوگ اُنسے مسائل پوچہتے تو کبھی وہ مذہب شافعی و ابوحنیفہ دونون کے مخالف فتوی دیتے اسپر کوئی کہتا کہ یہہ تو امام شافعی و ابوحنیفہ کے مخالف قول ہے تو آپ جواب دیتے کہ تمپر افسوس ہے کہ یہہ تو آنحضرت کی حدیث ہے جو فلان فلان

هكذا وكذا والاخذ بالحديث اولى من الاخذ بقولهما اذا خالفا وكذا يؤيد ما ذكره في الهداية في مسئلة صوم المحتجم ولو احتجم فظن ان ذلك يفطر ثم اكل متعمدا عليه القضا والكفارة لان الظن ما استند الى دليل شرعي الا اذا افتاه فقيه بالفساد لان الفتوى دليل شرعي في حقه ولو بلغه الحديث واعتمده فكذا لك عند محمد لان قول رسول الله صلعم لا ينزل عن قول المفتي۔۔

راوی نے روایت کی ہے اس پر فتوے دینا اُن اماموں کے قول پر فتوے دینے سے بہتر ہے۔ ایسا ہی اس جو عمل بالحدیث کا موید ہدایہ کا وہ قول ہے جو سینگی لگوانے کے باب میں کہا ہے کہ اگر کوئی سینگی لگوائے پھر (اپنے ہی خیال سے) سمجھ لے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر کچھہ قصداً کہا لے تو تو اسپر روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے یہہ اس لئے کہ اسکا یہہ خیال کوئی شرعی سند نہین رکہتا۔ ہان اگر اسکو کوئی مجتہد یہہ فتوے دے تو اس صورت مین اس پر کفارہ نہین کیونکہ مجتہد کا فتوے اُسکے لئے ایک سند ہے۔ ایسا ہی اگر اسکو حدیث[+] پہونچی اور وہ اسپر اعتماد کرے تو بہی امام محمد کے نزدیک اسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے کمتر نہین ہے۔

+ وہ حدیث یہہ ہے افطر الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانیوالے اور لگوانیوالے دونون نے روزہ افطار کیا ہے۔ جسکا اصل مطلب یہہ ہے کہ دونونکا روزہ محل افطار اور اُسکے قریب ہوگیا۔ لگانیوالیکا اسطرح کہ سینگی لگانیسے اُسکے منہ مین لہو بہر آوے اور کچہہ اُسکے اندر چلا جاوے۔ لگوانے والیکا اسطرح کہ اُسکو ضعف وبیہوشی ہوجاوے جس سے اُسکا روزہ کہلوانا پڑے۔ جو شخص اس مطلب کو نہ سمجھے اور اس حدیث کے ظاہری معنے سمجھ لے کہ دونون کا روزہ ٹوٹ ہی گیا پہر سینگی لگوا کر کچہہ عمداً کہالے اسپر امام ابو حنیفہ وامام محمد کفارہ لازم نہین ٹہراتے۔ کیونکہ اُسنے ظاہر حدیث پر عمل کیا جو عموماً واجب العمل ہے۔

وفی الکافی والحمیدی ای لایکون
ادنی درجۃ من قول المفتی وقول
المفتی یصلح دلیلاً شرعیاً فقول
الرسول اولی وعن ابی یوسف
خلاف ذلك لان علی العامی
الاقتداء بالفقہاء لعدم الاھتداء
فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث
وان عرف تاویلہ یجب الکفارۃ
وفی کتاب المسافری الاتفاق
واما الجواب عن قول ابی یوسف ان
علی العامی الاقتداء بالفقہاء
فمحمول علی العامی الصرف الجاھل
الذی لا یعرف معنی الاحادیث
وتاویلہا لانہ اشار الیہ بقولہ
یعدم الاھتداء الی معرفۃ
الاحادیث وکذا قولہ وان عرف
تاویلہ یجب الکفارۃ یشیر الی ان
المراد بالعامی غیر العالم وفی
المحمیدی العامی منسوب الی العامۃ

(کتاب) کافی وحمیدی مین اسکا مطلب
یہہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا قول قولِ
مفتی سے کم درجہ نہین ہے جب مفتی کا
قول اسکے لئے دلیل شرعی ہوا تو آنحضرت
کا قول بطریق اولے دلیل شرعی ہونا
چاہیئے - امام ابو یوسف کا اسمین اختلاف
ہے (انکے نزدیک) عامی پر فقہا کی
پیروی واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہین - اور اگر وہ اس حدیث
کی تاویل (جو حاشیہ صفحہ ۹ نمبر ۱ مین بیان
ہوئی ہے) جانتا ہو (پھر عمداً روزہ افطار
کرے) تو اسپر کفارہ نہین - کتاب مسافری
مین اسپر اتفاق نقل کیا ہے -
امام ابو یوسف کے قول کا جواب
یہ ہے کہ اس سے ایسا عامی مراد ہے جو
جاہل محض ہو اور حدیث کے معنے و مراد
نہ جانے اس مراد کی طرف اُنکے اس
قول کا اشارہ ہے کہ "اسکو حدیث کی
پہچان نہین" ایسا ہی انکا یہہ قول کہ
"کہ اگر وہ حدیث کی تاویل جانتا ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے" اشارہ کرتا ہے کہ عامی
سے اُنکے نزدیک ایسا شخص مراد ہے جو عالم نہو - (کتاب) حمیدی مین ہے کہ عامی عالم کے بعکس

وهم الجهال فعلم من هذه الاشارة ان مراد ابی یوسف الضا عن العامی الجاهل الذی لا یعرف معنی النص وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفة والشافعی ومحمد یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهی کلام صاحب الخزانة وهو فی عدة تصانیف علماء ثقات کعقد الجید والایقاظ والدراسات وغیرها من شاء فلیرجع الیها۔

منسوب ہے جو جہلا کہلاتے ہیں۔ ان اشارات (کلام امام ابو یوسف) سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی مراد بہی عامی سے ایسا جاہل آدمی ہے جو حدیث کے معنے و مراد نہ جانے۔ پس امام ابو حنیفہ وامام شافعی وامام محمد کے قول سے (جس سے امام ابو یوسف کا قول بہی موافق ہوگیا ہے) معترض کا وہ قول کہ مقلد کو مذہبی روایت پر عمل واجب ہے نہ حدیث مخالف مذہب پر دفع ہوا۔

صاحب خزانتہ الروایات کا کلام تمام ہوا۔ اور یہہ کلام متعدد تالیفات علماء ثقات میں (جیسے عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ۔ ایقاظ ہمم اولی الابصار فلانی۔ دراسات اللبیب) وغیرہ میں موجود ہے۔ جو چاہے ان رسائل کو ملاحظہ کرے۔ اور صاحب ایقاظ نے کہا ہے ہمارے شیخ المشائخ محمد حیات سندہی نے فرمایا ہے کہ

قال شیخ مشائخنا محمد حیوة قال ابن شحنة فی نهایة النهایة وان کان ای ترک الامام الحدیث لضعفه فی طریقه فینظر ان کان له طریق غیر الطریق الذی ضعفه به فینبغی ان تعتبر فان صح عمل بالحدیث ویکون ذلک مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی کذا قال البعض من

ابن الشحنہ نے نہایۃ النہایۃ میں فرمایا ہے اگر کسی حدیث کو امام نے ضعیف اسناد کے سبب ترک کیا ہے تو دیکہا جائے کہ سوائے اس سند کے اُسکی کوئی اور صحیح سند بہی ہے یا نہیں اگر اسکی صحیح سند معلوم ہو تو حدیث پر عمل کیا جاوے اور وہی امام کا مذہب ہوگا۔ اس حدیث پر عمل کرنے سے مقلد

صنف فی ھذا المقصود۔ وقال
فی البحر وان لم یسبقت ولکن بلغہ الخبر
وھو قولہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام
افطر الحاجم والمحجوم وقولہ الغیبۃ
تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا
تاویلہ فلا کفارۃ علیہ عندھما
لان ظاھر الحدیث واجب العمل
خلافا لابی یوسف لانہ قال لیس
للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ
بالناسخ والمنسوخ قال ابن الغرقی
حاشیۃ الھدایۃ قولہ ولو بلغہ
الحدیث واعتمدہ یعنی افطر الحاجم
والمحجوم فکذلک عند محمد یعنی
انہ لا کفارۃ علیہ اذا احتجم ثم
اکل علی ظن ان الحجامۃ فطرتہ معتمدا
علی الحدیث لان قول الرسول
لا ینزل عن قول المفتی فی العبارۃ
مسامحۃ بل ھو خطاء والامر اعظم من ذلک

حنفی ہونے سے باہر نہین نکلتا کیونکہ امام سے
ثابت ہوچکا ہے کہ حدیث صحیح ہو تو میرا
وہی مذہب ہے۔ بحر الرائق مین کہا ہے
کہ اگر اس عامی (سینگی لگواکر روزہ
کہول دینے والے نے) کسی مفتی سے
فتوے نہین لیا مگر اُسکو یہ حدیث پہنچ گئی
کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوکا
افطار ہوا۔ یا یہ حدیث کہ غیبت روزہ کو
توڑ دیتی ہے اور اُسکو اسکا منسوخ یا
مؤل ہونا معلوم نہوا تو بہی اسپر کفارہ
نہین ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے
اسمین ابو یوسف کا خلاف ہے کیونکہ
عامی کو ناسخ ومنسوخ کا علم نہین ہوتا۔
ابن الغرنے ہدایہ کے حاشیہ مین کہا ہے صاحب
ہدایہ کا یہ قول کہ اگر اُسکو حدیث پہونچے اور
وہ اسپر اعتماد کرلے تا آخر یہ معنے رکہتا ہے
کہ اگر اس عامی کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم
پہنچ جائے اور اسکے ظاہری معنے کے بہروسہ
پر وہ سینگی لگواکر روزہ افطار کردے تو امام محمد کے نزدیک اسکا بہی یہی حکم ہے
کہ اسپر کفارہ نہین ہے اسلئے کہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے نیچے
نہین ہے۔ اس عبارت مین کوتاہی وسستی ہے بلکہ یہہ کہنا خطا ہے۔

وعن ابی یوسف خلاف ذلک یعنی علیہ الکفارۃ فان علی العامی الاقتداء بالفقہاء لعدم الاھتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث وفی تعلیلہ نظر فان المسئلۃ اذا کانت مسئلۃ النزاع بین العلماء وقد بلغ العامی الحدیث الذی احتج بہ احد الفریقین کیف یقال فی ھذا انہ غیر معذور فان قیل ھو منسوخ فقد تقدم ان المنسوخ ما یعارضہ ومن سمع الحدیث فعمل بہ وھو منسوخ فھو معذور الی ان یبلغہ الناسخ ولا یقال من لمن سمع الحدیث الصحیح لا تعمل بہ حتی تعرضہ علی رای فلان او فلان وانما یقال لہ انظر ھل ھو منسوخ ام لا۔ اما اذا کان الحدیث قد اختلف

اور پیغمبر کی شان اس سے بزرگ ہے۔ اور امام ابو یوسف کا اسمین خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ اسپر کفارہ ہے کیونکہ عامی کیلئے فقہا کا اقتدا واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی پہچان نہین ہے۔ امام ابو یوسف کی اس دلیل مین یہہ شبہ ہے کہ جس حالت مین اس مسئلہ مین علمار کا اختلاف ہو اور اس عامی کو وہ حدیث پہنچ چکی ہو جس سے دو مختلف فریقون سے ایک فریق استدلال کرتا ہے تو پھر وہ عامی اس مختلف فیہ مسئلہ مین اس حدیث سے تمسک کرنےمین کیون معذور نہین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ منسوخ وہ حدیث ہے جو اسکی معارض ہے اور اگر کوئی حدیث منسوخ پر بھی عمل کرلے توبھی وہ معذور ہے جبتک کہ اسکو ناسخ کا علم نہو۔ اور جو کوئی حدیث صحیح کو سُنے اُسکو یہہ نہین کہا جاسکتا کہ تو اسپر عمل نکر جبتک کہ فلان فلان امام کی اسمین رائے نہ لے لے ہان یہہ کہا جاویگا کہ تو اسکا منسوخ ہونا دیکھہ لے اور جب کسی حدیث کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہوگا

یعنی بجائے اسکے یون کہنا مناسب ہے کہ مفتی کا قول انحضرت کے فعل سے نیچے ہے یا یون کہو کہ اس سے بزرگ نہین ہے یہہ کہنا کہ انحضرت کا قول فعل مفتی سے نیچے و کمتر نہین ہے ایک نوع کی گستاخی و بے ادبی ہے۔

فی نسخہ کما فی ہذہ المسئلۃ فالعامل بہ فی غایۃ العذر فان تطرق الاحتمال الی خطاء المفتی اولی من تطرق الاحتمال الی نسخ ما سمعہ من الحدیث الی ان قال وایضاً فالمنسوخ من السنۃ فی غایۃ القلۃ وقد جمعہ ابن الجوزی فی ورقات وقال افرد فیہا قدر ما صح نسخہ واحتمل واعرض عما لا وجہ النسخہ ولا احتمال ثم قال وقد تدبرتہ فاذا ہی احد وعشرون حدیثاً فاذا کان العامی یسوغ لہ الاخذ بقول المفتی بل یجب علیہ مع احتمال خطاء المفتی کیف لا یسوغ بہ الاخذ بالحدیث فلو کانت سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز العمل بہا حتی یعمل بہا فلان وفلان لکان قولہم شرطاً فی العمل بہا وہذا من ابطل الباطل ولذا قام اللہ تعالی الحجۃ

جیسے کہ اس حدیث افطار مین اختلاف ہے تو اسپر عمل کرنے والے کے لئے نہایت درجہ کا عذر ہے کیونکہ نفس مفتی کے خطا کرنے کا احتمال حدیث کے منسوخ ہونیکے احتمال سے بڑہکر ہے + اور نیز منسوخ حدیثین نہایت کم ہین جنکو ابن الجوزی نے چند (دوتین) ورقون ‡ مین جمع کر دیا اور کہا ہے کہ مینے اسمین وہی حدیثین ذکر کی ہین جنکا نسخ ثابت ہو چکا ہے یا اسکا احتمال ہے - نہ وہ حدیثین جنکے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ واحتمال نہین ہے اور کہا ہے کہ مینے نسخ مین غور کی تو صرف اکیس حدیثین منسوخ پائین - اور جس حالت مین کہ مفتی کے قول پر باوجودیکہ اسمین خطا کا احتمال بہی لگ رہا ہے عمل کرنا جائز یا واجب ہے تو اُسکو حدیث پر عمل کرنا کیون درست نہین ہے اور اگر آنحضرت کی سنت پر صحیح ہوجانیکے بعد بہی عمل درست نہین ہے جبتک فلان فلان کا اسپر عمل ثابت نہو تو اسکا قول اس حدیث پر عمل کرنیکے لئے شرط ٹھہرا - اور یہہ بڑی باطل سے باطل بات ہے -

+ اور جس حالت مین مفتی کی بات ان لینے مین سایل وعامل معذور ہے تو اس حدیث پر عمل کرنے مین کیون معذور نہوگا -

‡ یہہ رسالہ ہمارے پاس موجود ہے اسکو ہم عنقریب کسیے موقع پر تمامہا معہ ترجمہ نقل کرینگے -

برسولہ دون احاد الامۃ (ایقاظ ھمم اولی الابصار)۔	خدا تعالے نے آنحضرت کو ہمارے لئے دست آویز بنایا ہے۔ نہ کسی ایک کو اس

اس امت سے۔

یہہ اقوال دعوی اول کے شواہد ہین اب ہم شواہد دعوی دوم و چہارم پیش کئے جاتے ہین مسلم الثبوت اور اسکی شرح فواتح الرحموت مین ہے جو مجتہد مطلق (سبہی مسائل

غیر المجتہد المطلق ولو کان عالماً یلزمہ تقلید المجتہد فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات ای تحصیلہ باجتہادہ بناء علی التجزی فی الاجتہاد ویلزمہ التقلید مطلقاً فیما یقدر علیہ وفیما لا یقدر علیہ بناء علی نفیہ بالتجزی وقد عرفت ان الحق ھو الاول (علم)	مین مجتہد) نہو اگرچہ عالم ہو اُسکو مجتہد کی تقلید لازم ہے ان اجتہادی مسائل مین جنپر انکو اجتہاد کی قدرت نہو یعنی اپنے اجتہاد سے اُن مسائل کو حل نکر سکتا ہو یہہ مسئلہ اسپر مبنی ہے کہ تقلید و اجتہاد مین تجزی (یعنے بعض مسائل مین مجتہد ہونا بعض مین مقلد رہنا) درست ہے۔

اور تجزی اجتہاد کے نہ ماننے پر ہر مسئلہ مین (خواہ وہ اسمین اجتہاد کر سکتا ہو خواہ نکر سکتا ہو) تقلید لازم ہے۔ اور تو پہلی کتاب مین معلوم کر چکا ہے کہ حق وہی پہلا مسئلہ ہے کہ اجتہاد مین تجزی درست ہے۔

امام رازی کی کتاب محصول مین ہے کہ صفت اجتہاد کا ایک فن بلکہ ایک مسئلہ مین

مسئلہ الحق انہ یجوز ان یحصل صفۃ الاجتہاد فی فن دون فن بل فی مسئلۃ دون مسئلۃ خلافاً لبعضھم لنا ان الاغلب فی الحادثۃ من الفرائض ان یکون اصلہا فی الفرائض دون المناسک	اور فنون اور مسائل کے سوا حاصل ہونا جائز ہے اسمین بعض لوگونکا اختلاف ہے۔ ہمارے لئے جواز پر یہہ دلیل ہے کہ اکثر مواقع اجتہاد فرائض ہین۔ اور جو شخص آن احادیث و آیات و اجماع و قیاس سے واقف ہوگا

والاجازات فمن عرف ما ورد من
الآيات والسنن والاجماع والقياس
في باب الفرائض وجب ان يتمكن
من الاجتهاد غايته ما في الباب ان
لعله شذ منه شيء لكن النادر لا
عبرة به كما ان المجتهد المطلق وان
بالغ في الطلب فانه يجوز ان يكون
قد شذ عنه اشياء (محصول امام رازی)

جو فرائض کے باب مین وارد ہین تو ضرور
ہے کہ وہ اجتہاد پر قادر ہو۔ اسمین نہایت
درجہ کا یہہ سوال ہو سکتا ہے کہ ایسے
مجتہد سے بعض مسائل کا علم رہجاتا ہے
ولیکن شاذ و نادریات کا اعتبار نہین ہوتا۔
بعض مسائل کا علم تو مجتہد مطلق (خواہ وہ
طلب و تحقیق مین کیسا ہے مبالغہ کرے)
سے بہی رہجاتا ہے

زرکشی کی کتاب بحر مین ہے علم دو قسم ہے ایک قسم مشترک جسکے جاننے اور

في بحر الزركشي العلم نوعان نوع
مشترك في معرفته الخاصة والعامة
ويعلم من الدين بالضرورة كالمتواتر
فلا يجوز فيه التقليد لاحد كعدد
الركعات وتعيين الصلوة وتحريم
الامهات والبنات واللواطة فان هذا
مما لا يشق على العامي معرفته ولا
يشغل عن اعماله ونوع يختص بمعرفته
الخاصة والناس فيه ثلثة اقسام
الاول العامي الصرف والجمهور على
انه يجب عليه التقليد في فروع الشريعة

سمجہنے مین خواص اور عوام سبہی شریک
ہوتے ہین) اور وہ دین سے بطور بداہت
معلوم ہے جیسے متواتر احکام مثلاً
رکعات نماز کی گنتی اور نماز کی اتفاقی صورت
اور مان بیٹی کے نکاح کا حرام ہونا اور
لواطت وغیرہ) جنکی پہچان عوام کے لئے
مشکل نہین اور وہ اسکو عمل سے روک
نہین سکتی اس قسم مین کسیکو تقلید جایز نہین
ایک قسم خاص ہے جسکی پہچان خاص
لوگون کو ہوتی ہے (یعنے جو اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے)
اسمین لوگ تین قسم کے ہین اول

عوام لوگ انپر جمہور علما کے نزدیک سبہی احکام شریعت مین کسی مجتہد کی

جمیعا ولا ینفع ما عندہ من علم یودی الی الاجتہاد۔

تقلید واجب ہے - انکی اپنی سمجھ جو اجتہاد کو نہ پہنچی ہو نفع نہیں دیتی -

ومن الاستاذ الجبائی یجوز یعنی تقلیدہ فی الاجتہادیۃ دون ما طریقہ القطع الحاقا بقطعیات الفروع بالاصول الثانی العالم الذی حصل بعض العلوم المعتبرۃ ولم یبلغ رتبۃ الاجتہاد فاختار ابن الحاجب وغیرہ انہ کالعامی الصرف لعجزہ عن الاجتہاد وقیل لا یجوز لہ التقلید ویجب علیہ معرفۃ الحکم بطریقہ لان لہ صلاحیۃ معرفۃ الاحکام بخلاف غیرہ قال وما اطلقوہ من الحاقہ ههنا بالعامی فیہ نظر لاسیما فی اتباع المذاهب المتبحرین فانہم لم ینصبوا انفسہم نصبۃ المقلدین

استاد جبائی سے یہہ منقول ہے - کہ انکو صرف اجتہادی فروعات مین تقلید جائز ہے نہ اُن فروعات سے جو یقینی + طریق سے معلوم ہین اُسنے ایسے فروعات کو بہی اصول دین کے حکم مین شامل کیا ہے قسم دوم وہ عالم جسکو بعض علوم حاصل ہین پر وہ رتبہ اجتہاد کو نہین پہنچا ایسے شخص کو ابن الحاجب نے تو محض عامی قرار دیا ہے کیونکہ وہ اجتہاد سے عاجز ہے بعض علما کا یہہ قول ہے (کہ وہ عامی محض نہین ہے اسلیئے) اسکو تقلید جائز نہین بلکہ حکم کا دلیل سے جاننا واجب ہے اسلیئے کہ اسکو دلیل سے احکام جاننے کی لیاقت ہے ایسے شخص کو عامی کہنا محل اعتراض ہے خصوصاً اُن لوگون کو جو مذاہب مین خوب ماہر ہین اور انہون نے اپنے آپ کو مقلد نہین ٹہرا رکہا

وقد قال ابو علی وغیرہ لسنا مقلدین للشافعی وکذا الاشکال فی الحاقہم بالمجتہدین اذ لا یقلد

ابو علی وغیرہ نے کہا ہے ہم شافعی کے مقلد نہین ایسا ہی انکو مجتہد کہنا مشکل ہے کیونکہ مجتہد تو کسیکی تقلید نہین

+ یقینی فروعات تو قسم اول مین داخل ہین جسمین عوام خواص سبہی شریک ہین پہر معلوم نہین قسم ثانی مین اسکا ذکر کیون ہوا - اس بات مین عمدہ تفصیل وہ ہے جو طورۃ الحق مین ضمیمہ نمبر ۱۲ - جلد ۱ مین بصفحہ ۹۱ گذری -

نمبر سوم جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

اذا ا... مجتہدا مجتہدا ولا یمکن ان یکون واسطۃ بینہما الا انہ لیس لنا سوی حالتین قال وقال ابن المنیر والمختار انھم مجتہدون ملتزمون ان لا یحدثوا مذھبا۔ اما کونھم مجتہدین فلان الاوصاف قائمۃ بھم واما کونھم ملتزمین ان لا یحدثوا مذھبا فلان احداث مذھب زائد بحیث یکون لفروعہ اصول وقواعد متباینۃ لسائر قواعد المتقدمین متعذر الوجود لاستیعاب المتقدمین سائر الاسالیب نعم لا یمتنع علیھم تقلید امام فی قاعدۃ فاذا ظہر لہ صحۃ مذھب غیر امامہ فی واقعۃ لم یجز لہ ان یقلد

کیونکہ مجتہد تو کسی کی تقلید نہین کرتا اور یہہ کبھی تقلید بھی کرتے ہین اور یہہ بھی نہین ہو سکتا کہ وہ نہ مجتہد ہون نہ مقلد کچھہ اور ھی ہون۔ کیونکہ (اجتہادی مسایل ہین) ہماری لئے (سواے حالت اجتہاد و تقلید) کوئی تیسری حالت نہین ھی۔

اس باب مین قول مختار یہہ ھی کہ وہ مجتہد ہین پر ایسے جنکا یہہ التزام ہے کہ نیا مذہب نکالین مجتہد تو اسلئے ہین کہ انمین مجتہدون کی صفتین موجود ہین۔ نیا مذہب نکالنے کے التزام کی یہہ وجہ ھی کہ ایسا نیا مذہب نکالنا جسکی فروعات کے اصول و قواعد متقدمین مجتہدین کے قواعد سے جداگانہ ہون مشکل ہے۔ کیونکہ متقدمین نے سبھی اصول وقوانین کو پورا لیلیا ہے۔ ہان انکو یہہ منع نہین ہے کہ وہ کسی قاعدہ مین کسی امام کی تقلید کرین

✝ یہہ اسلئے کہا گیا ہے کہ زرکشی کی اس کلام مین اسی قسم علم کا بیان ہے جو جولانگاہ اجتہاد ہو (دیکھو ضمیمہ نمبر ۲ ج ۲ صفحہ ۱۵ و ۱۶) اور ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ظواہر نصوص پر عمل کرنا نہ اجتہاد ہے نہ تقلید ہے۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

اسامہ لکن وقوع ذلک مستبعد لکمال نظر من قبلہ وقال القدوری الحنفی ما ظنہ یعنی العالم الغیر المجتہد اقوی فعلیہ تقلیدہ فیہ وقد سمعت موافقۃ ابن المنیر لہذا انفا غیر انہ استبعد وقوعہ قال ابن امیر الحاج فی التحبیر بعد نقل ہذا من الزرکشی وما استبعدہ لیس بعید انتہی۔

پس جب انکو کسی موقع پر کسی دوسرے امام کے مذہب کی صحت ثابت ہو تو پھر انکو اپنے امام کی تقلید جایز نہیں ہے ولیکن ایسا وقوع مین آنا بعید سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلون کی نظر کمال کو پہنچ چکی ہے

قدوری حنفی نے کہا ہے جس مسئلہ (یا قاعدہ) مذہب غیر کو وہ عالم جو مجتہد نہین قوی سمجھے اسمین وہ اسکی تقلید کرلے۔ اور

تو نے اس باب مین ابن المنیر کی اس سے موافقت بھی سُن لی ہے فرق صرف اتنا ہی کہ اُس نے اس امر کے وقوع کو بعید سمجھا ہے۔ ابن امیر الحاج نے تحبیر مین زرکشی کے اس قول کو نقل کرکے کہا ہے کہ جسکو ابن المنیر بعید سمجھا ہے وہ بعید نہین ہے۔
صاحب دراسات نے اس کلام زرکشی و ابن امیر الحاج کو نقل کرکے کہا ہے کہ زرکشی

حاصل بحث الزرکشی بقولہ فیہ نظر لاسیما فی اتباع المذاہب الخ ان المتبحرین من العلماء والعلم والمذہب ماخوذ من افعالہم کما ہو ماخوذ من اقوالہم لم ینصبوا انفسہم نصبۃ المقلدین عملا وفتوی اما عملا فلبیان ترجیحہم دلایل الخصوم والعمل بہا بعد ترجیحہم بل بعض العلماء ترکوا تمام مذہب وقلدوا مذہبا اخر وہذا ابو جعفر الطحاوی

کے اس قول کا (اُن لوگون کو عامی قرار دینا محل اعتراض ہے) حاصل یہہ ہے کہ متبحر علمائ جنکے افعال و اقوال سے علم و مذہب سیکھے جاتے ہین) قول و فعل سے کسیکے مقلد نہین فعل سے تو اسلئے کہ وہ اپنے مذہب کے سوائے اور مذاہب کے دلایل کو ترجیح دیتے ہین پھر بعد ترجیح اس مذہب مرجح کو اختیار کرتے ہین بعضون نے تو بالکل ہی اپنا مذہب چھوڑدیا اور مذہب غیر کو اختیار کرلیا ہے یہہ (دیکھیو) ابو جعفر طحاوی

تخنف بعد شفعویته - واما قول الصد قول مثل ابی علی السابق وغیرہ فلو کان حدهم اللحوق بالعوام الصرفة بحکم الشریعة المطهرة لکان قولهم وعلهم هذا خارجا عنها وهذا بهتان عظیم یتوجه الیهم فلم یبق الا ان نقول کان لهم الاجتهاد فی المسایل الجزئیة والاخذ بالتی قوی عندهم دلیلها وترک غیرها لتمام الحجة علیهم من الله سبحانه حسب طاقتهم ولانهم لو لم یلحقوا بالمجتهدین فی هذہ المسایل ولیسوا بملحقین بالعوام لزمت الوسطة بین من هو مجتهد وبین من لیس بمجتهد ولیس لنا سوی حالتین واذا کانوا مجتهدین ولو فی بعض المسایل یحرم علیهم تقلید غیرهم فیه وهذا هو القول بالتجزی فی الاجتهاد وعلیه الجمهور وقد حکیت هذہ المسئلة فی اصول ابن الحاجب وذکر فیها جوازها وهو قول اصحاب ابی حنیفة علی ما ذکرہ البستی من

(امام مشہور) شافعی ہونے کے بعد حنفی ہو گئے قول سے اسلئے کہ ابو علی وغیرہ نے صاف کہدیا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہین ہین سو اگر انکا رتبہ شریعت کے رو سے عوام کا سا ہوتا تو انکا یہہ قول و عمل شریعت سے خارج ہوتا اور یہہ کہنا انپر بہتان بابنا ہے پس انکی نسبت بجز اسکے کچھہ نہین کہا جا سکتا کہ ان لوگون کو مسایل جزئیہ مین اجتہاد حاصل تہا اور ان مسایل کو جنکے دلایل انکے نزدیک قوی ہون لے لینا اور جو ایسے نہون انکو چھوڑ دینا انکا کام تہا اور اگر انکو ایسے مسایل مین مجتہد نہ کہا جاوے اور عوام تو کہا جا ہی نہین سکتا تو مجتہد و غیر مجتہد مین ایک واسطہ (یعنی تیسرا درجہ) نکلتا ہے حالانکہ (ایسے* مسایل اجتہادیہ مین) سوا دو حالت اجتہاد و تقلید ہماری کوئی تیسری حالت نہین ہے - اور جبکہ وہ مجتہد ٹھہرے (بعض مسایل مین ہی کیون نہون) تو انپر ان مسایل مین غیر کی تقلید حرام ہوئی - یہہ کہنا اجتہاد و تقلید مین تجزی کا قایل ہونا ہے جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے

* دیکھو حاشیہ صفحہ (۱۷)

من مشايخه وهو مختار الغزالي و
نسبه السبكي وغيره الى الاكثرين
وقال انه صحيح وقال ابن دقيق العيد
هو المختار وقال شيخ الحنفية ابن الهمام
في التحرير انه الحق واما قول العلامة
التفتازاني في الفصول البدائع والحق
عدم التجزي وهو المنقول عن ابي حنيفة
لما مر من حد الفقه ان الفقيه هو المتهيء
للكل اعني الذي له ملكة الاستنباط
في الكل وان المقلد يجوز علمه
ببعض الاحكام عن الادلة (انتهى)
ففيه للمطالبة عليه باثبات هذا
النقل عن ابي حنيفة ولو كان لما صحت
الرواية لابن امير الحاج صاحب
التحبير عن فقهاء الحنفية بقوله اي
التجزي وهو قول اصحابنا وهو نقل
صريح عنهم من غير اخذ عن كلامهم۔

یہہ مسئلہ **تجزی اجتہاد** اصول ابن حاجب
مین بھی مذکور ہے جسمین اسکا جواز
بیان ہوا ہے اور یہی امام **ابو حنیفہ**
کے اتباع کا قول ہے چنانچہ **سبکی** نے
نقل کیا ہے اور یہی امام **غزالی** کا مذہب
مختار ہے اور **سبکی** نے اسکو اکثر علماء کیطرف
منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مسئلہ
صحیح ہے ابن **دقیق العید** نے کہا ہے
کہ یہی مختار ہے **شیخ الحنفیہ ابن الہمام** نے
تحریر الاصول مین کہا ہے کہ یہی حق
ہے اور جو علامہ تفتازانی نے فصول البدائع
مین کہا ہے کہ حق اجتہاد کا متجزی نہ ہونا ہے
اور یہی امام ابی حنیفہ سے منقول ہے کیونکہ
فقیہ کی تعریف انسے یہہ منقول ہو چکی ہے
کہ فقیہ وہ ہے جو سبھی احکام کے استنباط
کے لئے تیار ہوا اور یہہ تعریف اس مجتہد پر
جو بعض مسایل مین تقلید کرے بعض مین
اجتہاد صادق نہین آتی – رہی یہہ بات کہ اگر وہ شخص مقلد ہے تو اسکا بعض احکام کو دلائل
سے جاننا کیا معنی رکھتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ مقلد کو بعض احکام کا دلائل سے معلوم ہونا چاہئے
ہمیں اسمین علامہ سے نقل صریح کا مطالبہ ہے وہ یا انکا کوئی ہمخیال بیان کرے کہ امام ابو حنیفہ
سے کس نے یہ امر نقل کیا ہے اگر یہہ امر صحیح ہوتا تو ابن امیر حاج فقہاء سے جواز تجزی اجتہاد نقل نہ کرتا

کما اخذ صاحب البدایع معارض ھذا عن حد الفقہ فحکم علی الماخوذ بانہ المنقول عن ابی حنیفۃ مع الفرق بین الماخوذ من کلامہ والمنقول من صاحبہ ولما حکم افضل المتاخرین منھم فی التحریر بان التجزی ھو الحق بالحصر المفید لبطلان ما ینقل فی الباب مما سواہ علی ان صاحب البدائع لم یدع نقل ذلک صریحا عن ابی حنیفۃ بل فھم من التعریف المنقول عنہ حیث قال لما مر فی حد الفقہ الخ وفی فھم ذلک نظر ظاھر فان المتھیٔ للکل ھو الفقیہ المطلق الذی یکون صاحب مذھب مستقل وانما التجزی یوجب جواز مجتہد متھیٔ لما یتعلق بالجزئیات التی فیھا اجتہادہ فالتھیٔ للکل لیس شرطا

اور نہ کہنا کہ یہی ہمارے ائمہ کا قول ہے۔ یہ ابن امیر حاج کی صریح نقل ہے نہ یہہ کہ انکے کسی قول سے یہہ بات نکالی گئی ہو جیسے صاحب بدائع (علامہ تفتازانی) نے عدم جواز تجزی اجتہاد و فقیہ کی تعریف سے نکال لیا ہے۔ پھر یہہ کہدیا کہ یہہ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے حالانکہ ایک امر کا ایک شخص سے صریح طور پر منقول ہونا اور ہے اور اسکا اسکی کلام سے مفہوم و ماخوذ ہونا اور ہے۔ اور اگر وہ بات امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہوتی تو افضل المتاخرین (ابن الہمام) اپنی تحریر مین یہہ نہ کہتے کہ تجزی اجتہاد ہی حق ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا خلاف عدم تجزی اجتہاد و باطل ہے علاوہ اسکے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے اس بات کو امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہونے کا خود دعوی نہین کیا بلکہ ان کی کلام سے اس کے مفہوم ہونیکا دعوی کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ یہہ اسلئے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مجتہد کی تعریف یہہ منقول ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) اور اس بات کے مفہوم ہونے مین ظاہر اعتراض ہے اسلئے کہ جو تعریف مجتہد مین کل مسایل کے لئے تیار رہنا بیان ہوا ہے یہہ مجتہد مطلق کی تعریف ہے جو صاحب مذہب مستقل ہو نہ بعض مسایل مین مجتہد کی جسکا صرف بعض مسایل مین جنمین وہ اجتہاد

للمجتهد مطلقا بل للمجتهد المطلق دون المقيد - والمجتهد المقيد عسايل عديدة مقلد للمجتهد المطلق فيما ليس له فيه يد على الاجتهاد على حاصرحوا فتسمية من فرض كونه مجتهدا مقيدا في الحد بالمقلد في قوله وان المقلد يجوز علمه ببعض الاحكام عن الادلة انتفى عنه مطلق الاجتهاد بل الاجتهاد المطلق - (دراسات اللبيب)

کرتا ہے) تیار رہنا ضروری ہے -
اِس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد مطلق (جو سبہی مسایل مین مجتہد و صاحب مذہب ہوم) کے لئے کل مسایل کے لئے تیار رہنا شرط ہے نہ مجتہد مقید کے لئے جو بعض مسایل مین اجتہاد کرتا ہے یہ مجتہد مقید بعض مسایل مین جنہین اُسکے اجتہاد کو دسترس نہ ہو دوسرے امام کا مقلد ہی ہوتا ہے پس اسکو ان مسایل کی نظر سے مقلد کہنا اسکے مجتہد ہونے کو (ان مسایل مین جنمین وہ خود اجتہاد کرتا ہے) نہین مٹاتا -

اُن شواہد سے ہمارا دعوی دوم و چہارم ثابت ہوا - اور دعوی اول و سیوم پہلے ثابت ہو چکا ہے - اِن چارون دعاوی کے ثبوت و دلایل سے محقق ہوا کہ اولا تو ظواہر و نصوص پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے اور اگر اسکو اجتہاد ہی مانا جاوے تو پھر مجتہدین کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے اور باتفاق جمہور علماء اجتہاد و تقلید مین تجزی جایز ہے - و بناءً علیہ جایز اور ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسایل مین (جنکا وہ ماخذ اور اصل کتاب و سنت سے نہ جانتا ہو) کسی مجتہد کا مقلد ہو اور بعض مسایل مین (جنکو آیات و حدیث سے جانتا ہو) مجتہد ہو اِس بیان سے (جو صفحہ ۳ نمبر ۲ سے شروع ہوا ہے) اُن اقوال کا جو شواہد جواب اول کے مقابلہ مین پیش کئے گئے تھے جواب پورا ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہوا کہ عمل بظاہر حدیث و قرآن اجتہاد نہین ہے

شاید اسپر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا ہے اس زمانہ مین اجتہاد (گو بعض مسایل مین ہو) کب ممکن ہے اور مسئلہ جواز تجزی اجتہاد صحیح بھی ہو تو اسوقت کے لوگون کو

اس سے علاقہ کیا حلوے خوردن را روے باید مشہور مثل ہے -

اس کے جواب مین ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے بحث کی ہے اور یہہ بات ثابت کر دکھائی ہے کہ پچھلے زمانہ مین پہلے زمانہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے وسایل سہل موجود ہین - ہم اس مقام مین اُنہین اکابر کی کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہین - علامہ ہارون حنفی کتاب ناظورۃ الحق مین فرماتے ہین - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ جو بیان ہوا ہے (کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا جایز ہے اور یہہ فقہا کے اقوال پر عمل کرنیسے سہل و آسان ہے) اس بیان کے مخالف ہے جو علماء نے بتصریح کہا ہے کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص ایک زمانہ دراز سے تمام ہو چکے ہین (اب) مقلد کے لئے مجتہد کا قول دلیل ہے اور اسکو اپنے مذہب پر مضبوط رہنا واجب ہے - اور مذہب کے اجتہاد اور دلیل کے سبب انتقال کرنیوالا گناہگار ہے جسپر تعزیر واجب ہے تو بلا دلیل و اجتہاد بطریق اولی گناہگار ہوگا - کتاب خلاصہ کے مولف نے کہا ہے جب قاضی کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرکے کسی مقدمہ مین حکم لگا دے اور پھر ظاہر ہو کہ

فان قيل هذا البيان ينافي ما صرحوا به ان عصر الاجتهاد قد مضى واهله قد انقرض منذ زمان طويل وانقضى وان دليل المقلد قول المجتهد ويجب الصلابة في المذهب والمنتقل من مذهبه باجتهاد وبرهان اثم يجب عليه التعزير وبدونهما اولى - قال صاحب الخلاصة من الحنفية ان القاضي اذا قاس مسئلة على اخرى وحكم فظهر ان الحق بخلافه فالخصومة للمدعى عليه يوم القيمة على القاضي والمدعى لان القاضي اثم بالاجتهاد لانه ليس من اهل الاجتهاد - والمدعى اثم باخذ المال قال الغزالي من الشافعية في احياء العلوم ومن ليس له رتبة الاجتهاد وهو حكم

مذہبی روایت کی رو سے حق اسکا خلاف ہے تو مدعی علیہ کو قاضی اور مدعی دونون پر قیامت کو دعوی ہوگا قاضی پر اسلئے کہ اجتہاد کے لایق نہ تہا اور مدعی پر اسلئے کہ بیگانہ مال لینے مین گنہگار ہے

اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے جسکو رتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو چنانچہ اس زمانہ

اهل العصر انما يفتي فيما يسئل عنه
ناقلا عن صاحب مذهبه فلو ظهر له
ضعف مذهبه لم يجز له ان يتركه
وليس له الفتوى بغيره - وما يشكل عليه
يلزمه ان يقول لعل عند صاحب
مذهبي جوابا عن هذا فاني لست مستقلا
بالاجتهاد في الشرع وقال ابو العباس
القرطبي من المالكية في شرح مسلم -
المجتهد ضربان المطلق وهو المستقل
باستنباط الاحكام من ادلته فهذا لا شك
في انه اذا اجتهد ماجور ولكن يعسر
وجوده بل العدم في هذه الازمان
وثانيهما المجتهد في مذهب امام وهذا
غالب قضاة العدل في هذه الزمان
وشرط هذا ان يتحقق اصول امامه
وادلته وينزل عليها احكامه فيما لم
يجده منصوصة في مذهب امامه واما ما
وجده منصوصا فان لم يختلف قول
امامه عمل على ذلك النص وقد كفي
مؤنته البحث والاولى به تعرف

کے لوگون کا یہی حکم ہے) وہ جب کسی مسئلہ
سے سوال کیا جاوے اپنے امام کا مذہب
نقل کر دے - اسکو اپنے امام کا مذہب ضعیف
بھی معلوم ہو تو اسکو نہ چھوڑے اور اس کے
سوائے دوسرے کے مذہب پر فتوی نہ دے اور جو مسئلہ
اسکو مشکل (مخالف دلیل) معلوم ہو اسمین
یہہ کہے شاید اسکا کوئی جواب ہوگا مین مجتہد
مستقل نہین ہون کہ اسکو جانون قرطبی مالکی
نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے - مجتہد دو قسم
ہین ایک مجتہد مطلق جو دلایل سے احکام نکالنے
مین مستقل ہو - اسمین شک نہین کہ ایسا مجتہد
مستحق اجر ہے ولیکن اسکا وجود مشکل بلکہ اس
زمانہ مین معدوم ہی دوسرا مجتہد فی المذہب
جو کسی امام کے مذہب مین اجتہاد کرتا ہے
چنانچہ اکثر قاضی اس زمانہ کے ایسے ہی ہوتے
ہین اسکی شرط یہہ ہی کہ یہہ اصول و دلایل امام
کو خوب جانے اور ان سے ان احکام
کو نکالے جو صریح طور پر امام کے مذہب مین نہ پاوے
اور جس حکم کو صریح طور پر امام کے مذہب مین
پاوے اسمین اگر اختلاف روایت نہ ہو

وجہ ذلک واما ان اختلف قول امامہ
فہناک یجب علیہ البحث فی الاولی من
القولین علی اصول امامہ انتہی
وقد اختلف راء المتاخرین من اصحاب
الشافعی فی ان الغزالی وشیخہ
ابو المعالی الجوینی والرویانی من اصحاب
الوجوہ فی المذہب ام لا - مع قول الرویانی
لو ضاعت نصوص الشافعی لامليتها
من صدری ولما ادعی السیوطی
علی راس المائۃ العاشرۃ قام معاصروہ
ورموہ عن قوس واحد وانکروا علیہ
دعواہ وکتبوا الیہ مسایل اطلق اصحاب
فیہا وجہین وطلبوا منہ الترجیح علی
قواعد الاجتہاد فرد السوال من غیر
جواب واعتذر بان لہ شغلا یمنعہ
عن النظر فیہ. فاذا ظہر نزول ہولاء
وتقصیرہم عن ہذا القدر فکیف من دونہم
بالکثیر من ذلک

تو اسکو عمل مین لاوے اور بحث کی مشقت
سے نجات پاوے - اور اگر اسکی دلیل ووجہ
کو جان لے تو یہہ بہتر ہے اور جس حکم مین
امام کے دو مختلف قول پاوے اسمین
دونون اقوال سے اولی قول کی بحث
وکرید کو واجب خیال کرے متاخرین شافعیہ
کا اسمین اختلاف ہے کہ امام غزالی اور انکا
اوستاد ابو المعالی (امام جوینی) اور رویانی
شافعی مذہب مین مجتہد محتمل قول امام کے
وجوہات بیان کرنیوالے ہین یا نہین -
باوجودیکہ رویانی نے یہہ کہہ رکہا ہے کہ اگر
امام شافعی کے سبہی اقوال جاتے رہین تو
مین انکو اپنی یاد سے لکہدون اور جب امام
سیوطی نے دسوین صدی کے سرے پر
مجتہد ہونیکا دعوی کیا تو اسکے ہمعصر
مقابلہ کو کہڑے ہو گئے اور اسکو ایک
کمان کا نشانہ بنایا اور اسکے دعوی کو نمانا
اور انکی طرف کئی مسایل جو شافعی مذہب
مین دو طرح پر بیان کئے گئے تہے لکہکر بہیجے اور بقواعد اجتہاد کسی ایک وجہ کی ترجیح کے خواستگار ہوے
امام سیوطی نے ان مسایل کو واپس کیا اور کسی شغل کے بہانہ سے انکے دیکہنے سے عذر کیا -
جب ایسے لوگون کا اس رتبہ سے نیچے ہونا اور قاصر رہنا ظاہر ہوا تو پہر انسے نیچے والونکا کیا حال

قلت الادلة الدالة علی وجوب التمسک بالکتاب والسنة والاجماع والقیاس عامة لما تفیدہ من الحکم من غیر تخصیص بشخص دون شخص وعصر دون عصر ولا یجوز العدول عن مقتضاها الا لضرورة العجز مقدرا بقدرها ولذلک صرح غیر واحد من العلماء ان الاجتهاد فرض دائم وحق قائم الی قیام الساعة وانقراض هذہ النشاءة ودعوی انقراض عصر الاجتهاد وانقراض اهله تقول لا دلیل علیه قال محمد بن عبد الکریم الشهرستاني فی کتاب الملل والنحل النصوص متناهیة والوقائع غیر متناهیة۔ وما لا یتناهی لا یضبطه ما یتناهی فالاجتهاد والقیاس واجب الاعتبار حتی یکون بعد کل حادثة اجتهاد۔ وکلام الغزالی علی سبیل الالزام علی معاصریه فی خوضهم علی المناظرات طلبا للجاه والمال۔ وقد صرح صاحب احمد بن علی بن برهان بان العامی

(اسکے جواب مین) مین (مولف ناظورہ) کہتا ہون کہ قرآن وحدیث وغیرہ دلایل شرعیہ سے تمسک کہ انکی دلایل ہر ایک کو اس تمسک کی اجازت دیتے ہین کسی شخص اور کسی زمانہ کو اس سے خاص نہین کرتے ان دلایل کے مقتضا سے عدول کرنا بجز حالت ضرورت جسکی حد زمانہ ناواقفی ہے جائز نہین اسی نظر سے بہت سے علماء نے صاف کہا ہے کہ اجتہاد دائمی فرض ہے اور قیامت تک رہنے والا ہے اور یہہ دعوی کہ اجتہاد کا زمانہ گذرچکا ہے اور اسکے لایق اشخاص تمام ہوئے محض بناوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہین۔ محمد بن عبد الکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین کہا ہے کہ آیات واحادیث محدود ہین اور احکام کے موقع غیر محدود اور محدود سے غیر محدود کا انضباط مشکل ہے۔ اسلئے اجتہاد کا اعتبار ضروری ہو تاکہ ہر ایک موقع پر اجتہاد کام آوے۔ اور جو امام غزالی نے اس اجتہاد کو اپنے زمانہ سے اٹھایا ہے یہہ ان لوگون کے الزام کے لئے تہا جو انکے وقت دنیا ومال کے لئے جہگڑا کرتے تہے انکی

لا يلزمه التقليد بمذهب وجه
النووي وكلام القرطبي في المجتهد
المطلق لاصحاب المذاهب المتبوعة
وكلام الخلاصة محمول عليه ولا يدل
كلامهم قط على امتناع وجوده
بل على عدم وجدانهم في تلك الازمنة
ومبني على الاستقراء الناقص فحسب
وما يدريهم باحوال البلدان النائية
والازمان الاتية -
ولعل الله يحدث بعد ذلك امرا - ولا
يلزم من عدم كون الغزالي والجويني
والروياني والسيوطي مجتهدين ان لا
يكون مجتهد غيرهم لو سلم انهم لم
يبلغوا رتبة الاجتهاد وقد قال ابن
الرفعة لا اختلاف بين اثنين في ان ابن عبد السلام
وابن دقيق العيد بلغا رتبة الاجتهاد
انتهى وابن عبد السلام من رجال المائة
السابعة وابن دقيق العيد مات سنة
اثنين وسبع مائة وابن الهمام ليس بشاءه

شاگرد احمد بن علی نے صاف کہا ہے
کہ عامی کو کسی مذہب کی تقلید لازم نہین ہے
اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے -
اور جو قرطبی نے کہا ہے وہ مجتہد مطلق
کی نسبت ہے اور خلاصہ کا قول بھی اسی پر
محمول ہے -
اور انکی کلام مین وجود مجتہد کا محال ہونا
ہرگز نہین پایا گیا ہان اس زمانہ مین مجتہد
کا موجود نہونا انکی کلام مین پایا جاتا ہے
جو انکے نقصان تلاش پر مبنی ہے انکو دور دراز
کے شہرون اور آیندہ زمانون کا حال کیا معلوم
ہے - شاید خدا انکے بعد کوئی اور امر پیدا
کرے - اور غزالی و جوینی و رویانی و
سیوطی کے مجتہد نہونے سے (اگر اسکو مان
بھی لیا جاوے) یہہ لازم نہین آتا کہ انکے
سواے اور کوئی مجتہد نہو -
ابن الرفعہ نے کہا ہے اس بات مین دو شخصوں کا
بھی اختلاف نہین ہے کہ ابن عبد السلام اور ابن
دقیق العید رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین ابن عبد السلام
ساتوین صدی کا آدمی ہے اور ابن دقیق العید سات سو دو مین فوت ہوا اور ابن الہمام
کی رائے السے کچھ کم نہین ہے -

بدون شائبهما بل هو احق بذلك منهما
ومعنى قولهم دليل المقلد قول المجتهد
ان العاجز عن فقه الدليل الشرعي المضطر
الى التقليد ليس عنده دليل يرجح الفعل
على الترك او بالعكس سوى قول
المجتهد الذى يقلده وينتحل رايه وليس
معناه ان غير المجتهد يجب عليه تقليد
غيره ولا يجوز له التمسك بالادلة وقد
عرفت انه ليس من ضرورة ان لا يكون
الرجل مجتهدا ان يكون مقلدا —
وما نقل بعضهم فى كتاب تحرير الاصول
من انه انعقد الاجماع على عدم العمل بمذهب
مخالف للائمة الاربعة لا يصح اصلا فان
المذكور فى التحرير ما نقله عن الكتاب
البرهان لابى المعالى الجوينى ان اجماع
المحققين على منع العوام من اعيان تقليد
الصحابة بل عليهم اتباع الذين سبروا
ووضعوا ودونوا- ثم قال وعلى هذا
ما ذكره بعض المتاخرين يعنى ابن الصلاح
منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم
وتقييد مسائلهم وتخصيص

وہ ان دونون سے مجتہد ہونیکی لئے زیادہ
لائق ہے اور جو انہون نے کہا ہے مقلد
کے لئے قول مجتہد دلیل ہے اسکے معنی یہہ ہین
کہ جب کوئی دلیل شرعی سے عاجز ہو کہ تقلید
ہی کرنیکو لاچار ہوا اسکے لئے بجز قول مجتہد جسکی
وہ تقلید کرتا ہے اور اسکی رائے لیتا ہے اور
کوئی دلیل نہین ہے اور اسکی معنی یہ نہین
کہ جو مجتہد نہو اسکو غیر کی تقلید واجب ہے اور
دلایل سے تمسک ناجائز- اور یہہ تم پہلے جان
چکے ہو کہ جو مجتہد نہو اسکے لئے ضرور نہین ہے
کہ وہ مقلد ہی ہو جاوے-
اور جو بعض لوگون نے تحریر ابن الہمام سے
نقل کیا ہے کہ چارون مذہب کے مخالف عمل کرنے
پر اجماع ہو چکا ہے یہ ہرگز صحیح نہین ہے
تحریر مین تو صرف اس قدر ہی جو اس نے کتاب
برہان سے نقل کیا ہے کہ محققون کا اسپر
اجماع ہے کہ عوام لوگ صحابہ کی تقلید نکیا کرین
ان پر ان لوگون کا اتباع واجب ہے جنہون نے
غوض کرکے مسایل کو بنایا اور کتابون مین جمع
کیا پہر کہا اسی بنا پر ابن الصلاح نے مذاہب
اربعہ کی سوائے اور مذاہب کی تقلید سے منع کیا ہے

عمومها ولم يدر مثلها في غيرهم لانقراض اتباعهم انتهى -

قال ابن امير الحاج في شرحه وحاصل هذا انه امتنع تقليد غير هولاء لتعذر نقل مذهبهم وعدم ثبوت حق ثبوت لا لانه لا يقلد غيرهم ومن ثم قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام لا خلاف بين القولين في الحقيقة بل ان تحقق ثبوت مذهب عن واحد منهم جاز تقليده وفاقا والا فلا وقال ايضا اذا صح عن بعض الصحابة مذهب في حكم من الاحكام لم يجز مخالفته الا بدليل اوضح من دليله انتهى -

فانظر الى هذا الناقل كيف افترى بهتانا عظيما واثما مبينا وقال انعقد الاجماع - وحمله على الاجماع الشرعي احد الادلة الاربعة وتعصب على الحق ثم نسبه الى ابن الهمام وانما هو نقل عن غيره اتفاق من وصفه

کیونکہ صرف انکے مذہب میں انضباط پایا جاتا ہے اور مسایل کا عام ہونا اور خاص ہونا اور بلا قید و مقید ہونا سب بیان ہو چکا ہے جسکی نظیر اور مذاہب مین پائی نہین جاتی کیونکہ انکے اتباع وانصار گذر چکے ہین -

ابن امیر حاج نے شرح تحریر مین کہا ہے کہ اسکا حاصل یہہ ہے کہ غیر مذاہب کی تقلید اسلئے منع ہے کہ انکے مذہب کی ٹھیک ٹھیک نقل نہین ملتی نہ یہ کہ انکے سوائے کسی اور کی تقلید جایز ہی نہین ہے - اسی لیے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ان دونون اقوال مین درحقیقت اختلاف نہین ہے بلکہ اگر ان اماموں مین سے کسی کا مذہب بتحقیق ثابت ہو تو اسکی تقلید بھی بالاتفاق جایز ہے اگر ثابت نہ ہو تو نہین اور یہہ بھی شیخ نے کہا ہے کہ جب بعض صحابہ کا کسی حکم مین کوئی مذہب ثابت ہو تو اسکی مخالفت بہی جایز نہین ہے مگر ایسی دلیل کے لحاظ سے جو اس مذہب کی دلیل سے واضح ہو کلام شیخ تمام ہوا -

پس تم دیکھو اس ناقل مضمون تحریر نے کیسا بہتان باندھا اور کہدیا کہ ایمہ اربعہ کے مذہب کے سوائے اور مذاہب کی تقلید ناجایز ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اور اس اجماع کو اجماع شرعی بتایا پہر اسبات کو

ذلك الغير بالتحقيق والله اعلم به
وقد اعترض عليه بان ذلك ايوجب
تقليد الاربعة فحسب لان من عداهم
جمع وسيروا ان لم يكن اكثر ولا يجب
اتباعهم — والحق انه لا يصح هذا النقل
اصلاً لما من الادلة وتصريحات
الائمة وكيف يصح هذه الدعوے
واني وقع هذا الاجماع بل الاجماع على
خلافه وقد صرح ابن الهمام نفسه
في فتح القدير وغيره ما ينافيه
قال في فتح القدير لا دليل على وجوب
اتباع المجتهد المعين بالتزام نفسه
ذلك بل الدليل اقتضى العمل
بقول مجتهد فيما احتاج اليه لقوله
تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون — والسوال انما يتحقق عند
الحادثة المعينة وحينئذ اذا ثبت
عنده قول المجتهد وجب العمل به
والغالب ان مثل هذه يعني منع
الانتقال الزامات منهم لكف الناس عن تتبع الرخص

ابن الہمام کیطرف نسبت کیا اور درحقیقت
ابن الہمام نے دوسرے شخص سے عوام کے لئے
مذاہب صحابہ پر عمل کرنیکے ممانعت پر خاص
اُن لوگونکا اتفاق جسکو وہ محقق قرار دیتا ہے
نقل کیا ہے پھر اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس
اتفاق سے چار اماموں کی خصوصیت تقلید
ثابت نہیں ہوتی — کیونکہ اُن کے سوائے
اور اماموں نے بھی خوض و تصنیف کی ہے
گو کثرت سے نہو اور حق یہہ ہے کہ یہہ نقل کسیوجہ
سے صحیح نہیں ہے اور یہہ دعوی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے اور یہہ اجماع کہاں ہے اجماع تو
اسکے خلاف یہہ ہے ابن الہمام نے خود فتح القدیر
میں اسکا خلاف بتصریح کہا ہے کہ مجتہد معین
کی تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل
نہیں دلیل یہی چاہتی ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید
بوقت حاجت کرلے چنانچہ اس آیت میں ہے
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو — اور یہہ
سوال کسی خاص موقع پر پایا جاتا ہے اور اسوقت
جب سایل کو کسی مجتہد کا قول ثابت ہوا اسپر اسکو
عمل لازم ہے غالبًا یہہ جو لوگوں نے کہا ہے
کہ ایک مذہب سے دوسرے کیطرف انتقال منع ہے یہہ لوگوں کو رخصتوں اور آسان باتوں

ہمکو اس آیۃ کی اس تفسیر میں کلام ہے جو ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۵ المطبوعہ ۱۸۷۳ء میں لکھ چکے ہیں —

واخذ العامی فی کل مسئلۃ بقول مجتہد
اخف علیہ۔
وانا لا ادری ما یمنع من ہذا من
النقل والعقل فکون الانسان یتبع
ما ہو اخف علی نفسہ من قول مجتہد
مسوغ لہ الاجتہاد ما علمت من الشرع
ذمہ علیہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم
یحب ما خفف علی امتہ اھ قال
القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم
فلہ ان یقلد من شاء من العلماء
بغیر حجر واجمع الصحابۃ رض ان من
استفتی ابا بکر وعمر وقلدہما فلہ
ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل
وغیرہما ویعمل بقولہم من غیر نکیر
فمن ادعی برفع ہذین الاجماعین
فعلیہ البیان او الدلیل ہذا کلامہ
وقد ضبط وسبر مذہب جماعۃ
من الائمۃ سوی الاربعۃ ولہم اصحاب
ینتحلونہ واتباع یعملون بہ الی ان سرد
اسماءہم واسماء من تبعہم منہم
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

کے تلاش کرنیسے روکنے کیلئے کہا ہے
مگر میں (ابن الہمام) نہیں جانتا کہ اس سے
عقل یا شرع کی طرفسے کونسا مانع ہے
بلکہ انسان کا آسان بات کی تابع ہونا
شرع کے رو سے منع نہیں ہے - اور
آنحضرت صلعم اپنے امۃ کے لئے تخفیف
کو دوست رکہتے - قرافی نے کہا ہے
اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو اسلام لاوے
وہ جس عالم کی چاہے بلا روک تقلید
کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع تہا کہ جو ابو بکر رض
و عمر رضی اللہ عنہ سے مسایل پوچہے اور ان کی
تقلید کرے وہی ابو ہریرہ رض و معاذ بن جبل رض
وغیرہ سے مسایل پوچہے اور بلا انکار انکے
اقوال پر عمل کرے - پس جو ان دونوں اجماعوں
کے اٹہانیکا مدعی ہو اسپر دلیل یا بیان
لازم ہے
اور ضبط و خوض جو آئمہ اربعہ کے مذاہب
مین تہا پایا گیا ہے اور اماموں کے مذاہب
مین بہی پایا جاتا ہے انکا اتباع بہی موجود
ہین جو انکے رائے لیتے ہین اور اسپر عمل
کرتے ہین پہر ان اماموں کا اور انکی اتباع کا

وسفيان الثوری- وابی ثور وداود بن علی الظاهری ومحمد بن جرير الطبری وابی بکر محمد بن خزيمة وتقی بن مخلد القرطبی واسحق بن راهويه تركنا التفصيل مخافة السامة والتطويل ثم قال فكيف يصح دعوی هذا الاجماع ومعنی وجوب الصلابة فی المذهب وجوب الثبات علی الطريقة الثابتة عن النبی صلعم والصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة الدين والسلف الصالحين علی ما بيناه- لا التقليد بفتوی فقيه واحد والتعصب له علی صاحبه من غير قيام دليل يوجب ذلك ومن يتعصب لواحد من الائمة دون البواقی ويری ان قوله هو الصواب ويجب اتباعه ويرد غيره وان ظهرت قوته ونهضت حجته فهو ضال جاهل بمنزلة من يتعصب لواحد من الصحابة كالروافض والخوارج والنواصب وغيرهم من اهل البدع والاهواء وقال الرافعی وغيره لا واجب الا ما اوجبه الله

علامہ ہارون نے نام لیا ہے ازانجملہ عبداللہ بن عباس اور سفیان و ابو ثور و محمد بن جریر طبری و ابن خزیمہ و قرطبی و اسحاق بن راہویہ ہیں ان لوگوں کی تفصیل حال کو خوف تطویل و ملالت ناظرین سے ترک کردیا ہے پھر علامہ ہارون نے کہا ہے کہ ایسی حالت میں انکا دعوی اجماع کیونکر صحیح ہے اور مذہب پر ثابت رہنے کے معنی یہہ ہیں جو آنحضرت و اصحاب و تابعین اور انکے پیچھے آئمہ دین اور سلف صالحین سے ثابت ہوا اسپر قایم رہے نہ یہ کہ کسی ایک فقیہ کے فتوی سے مقید ہورہے اور اسکے لئے بلا دلیل تعصب کرے جو کوئی ایسا تعصب کسی ایک امام کی پیروی مین کرے اور اسی کے قول کو صواب اور اسکے اتباع کو واجب جانے اگرچہ اسکے خلاف کی قوت معلوم ہو وہ گمراہ اور جاہل ہے جیسے وہ شخص جو کسی ایک صحابی کے اتباع مین تعصب کرتا ہے جیسے روافض اور خوارج اور نواصب کا حال ہے امام رافعی نے کہا ہے واجب وہی ہے جو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو۔

داود ظاہری

ضمیمہ

ولم یوجب الله ورسوله علی احد من الناس ان یتمذهب بمذهب رجال من الائمة فیقلده فی دینه کل ما یأتی منه دون غیره علی ان ابن حزم قال اجمعوا انه لا یحل الحاکم ولا مفت تقلید رجال فلا یحکم ولا یفتی الا بقوله انتهی۔ قال ابن امیر الحاج فی شرح التحریر وقد انطوت القرون الفاضلة علی عدم القول بذلک بل لا یصح للعامی مذهب ولو تمذهب به لعدم تأهله ولیس له نظر وبصیرة بالمذهب علی مسنه ولا یعرف فتاوی امامه واقواله ودعوی بانه حنفی او شافعی کقوله انا فقیه او نحوی وکیف یصح له الانتساب بالدعوی المجردة من الحجة والقول الفارغ من المعنی من کل وجه هذا کلامه ۔ وکیف یتخیل صحة ذلک والکلمة الشایعة بین الائمة من قولهم اتفاقهم حجة قاطعة واختلافهم رحمة واسعة تشهد علیه بخلافه وعکس بغیه مراده فانه لو جعل اتباع الواحد حتما وتقلیده لازما یکون تضییقا واقع تضییق وفی اتباع الناس للعلماء علی التوزیع لیس فیه شیئ

اور خدا اور رسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ اماموں مین سے کسی ایک کی تقلید کو اختیار کرے۔ اوروں کے اقوال کو رد کرے ابن حزم نے کہا ھی کہ اس پر اجماع ہے کہ کسی حاکم اور مفتی کو بہر حکم و فتوی مین ایک ہی مجتہد کی تقلید حلال نہین۔ ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ افضل زمانہ کے لوگ اسی پر گذرے ہین بلکہ عامی کا کوئی مذہب (اختیار بھی کرلے تو) صحیح نہین ہے۔ نہ اوسکو مذہب مین نظر و ابصیرت نہ امام کے اقوال و فتووں کی خبر اسکا یہہ دعوی کہ مین حنفی ہوں یا شافعی ایسا ہے کہ مین مجتہد یا نحوی ہون صرف دعوے سے کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ یہہ ابن امیر الحاج کا کلام ہے اور عامی کے لئے ایک مذہب کا لازم ہونا کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے جس حالت مین یہہ مشہور بات کہ اتفاق امت دلیل قطعی اور اختلاف رحمت ہے۔ اس کے خلاف پر شاہد ہے کیونکہ اگر ایک امام کا اتباع واجب ہو تو لوگوں کو تنگی ہوتی ہے اور کیسی کچھ تنگی ہے اور لوگون کو علماء کے پیروی تقسیم کے ساتھ

من التخفيف والتوسيع وانما يحصل التوسع
بجواز اتباع كل لكل في المسئلة الخلافية
التي سوغ فيه الخلاف - قال ابو يزيد
البسطامي اختلاف العلماء رحمة الا في
تجريد التوحيد ذكره القشيري في رسالته -
وقال الشيخ محي الدين رح في الفتوحات
وبحمد الله جعل ذلك رحمة لنا لولا ان
الفقهاء حجرت هذه الرحمة على العامة
بالزامهم مذهب شخص لم يعينه الله ورسوله
ولا دل عليه كتاب ولا سنة صحيحة ولا ضعيفة
ومنعوا ان يطلب رخصة في مذهب عالم
آخر اقتضاه اجتهاده وشددوا في ذلك
ثم قال والذي وسعه الشرع لهذه الامة
يتقربون حكم المجتهدين ضيقه عوام الفقهاء
بربط الرجل بمذهب خاص لا يعدل عنه
الى غيره والعجب عليهم مالم يحجر الشرع واما
الائمة مثل ابي حنيفة ومالك واحمد بن حنبل
والشافعي رحمهم الله تعالى فحاشا هم
عن ذلك ما فعله واحد منهم قط ولا نقل
عنهم انهم قالوا لاحد اقتصر علينا وقلدنا
فيما افتيناك به بل المنقول عنهم خلاف هذا - انتهى

کہ یہہ فلانے کا پیرو ہے اور یہ فلانے کا کچھہ
تخفیف وسہولت نہین رکہتی - سہولت تو اسمین
ہے کہ ہر کسیکو ہر کسی کی پیروی (ان مسایل
مین جنہین اختلاف علماء جایز ہے) جایز ہو -
ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے علماء کا اختلاف رحمت
ہے (بجز مسئلہ توحید کو خالص کرنیکی) اسکو امام
قشیری نے نقل کیا ہے شیخ محی الدین ابن عربی نے
فتوحات مین کہا ہے خدا کا شکر ہے کہ یہہ اختلاف
علماء ہمارے لئے رحمت ہوا اگر اس رحمت کو فقہا ایک
شخص کی پیروی (جسکو خدا نے مقرر نہین کیا)
لازم ٹھہرا کر اور لوگون کو شرعی رخصتون کی پیروی
سے مانع ہو کر بند نہ کر دین - پہر فرمایا جس امر کو شرع
نے فراخ کیا ہے فقہا نے اوسکو ایک مذہب کی قید
اور اس روک ٹوک لگا نیسے (جو شرع نے ان پر نہین لگائی)
تنگ کر دیا ہے - اماموں ابو حنیفہ ومالک واحمد و
شافعی نے یہہ کام ہرگز نہین کیا اون سے کہین
منقول نہین ہے کہ اونہون نے کسیکو کہا ہو
کہ ہمارے ہی قول کے پابند رہو اور نہ یہ کہا ہے
کہ ہر بات مین جو ہم فتوی دین ہماری تقلید کیا کرو
اون سے تو اس کا خلاف منقول ہے ابن العربی نے
کتاب تنبیہات مین کہا ہے جو ایک امام کے لئے

قال ابن العز فی التنبیهات علی مشکلات الهدایة من یتعصب لواحد معین غیر الرسول ویری ان قوله هو الصواب الذی یجب اتباعه دون غیره فهو جاهل بل کافر† یستتاب فان تاب والا قتل لجعله بمنزلة النبی المعصوم هذا کلامه وبالجملة لایمکن ان یوجد دلیل یوجب علی احمد بن محمد اتباع ابی حنیفة رح وعلی احمد بن عمر اتباع الشافعی رح ثم العمل بمقتضی الادلة الشرعیة والتمسك بالاصول الاربعة والاخذ بها لیس من الانتقال فی شیء ولو سلم وفرض کون التشدیدات المذکورات فی کتب المتاخرین فی حق المنتقل من مذهب الی اخر صحیحة فمحلها من ینتقل انتقالا کلیا من غیر برهان یدعو الیه او اعتقاد رجحان یحملہ علیه بل بمجرد التهاون وعدم المبالات او اتباع هوی النفس وتضییق الطبع کما قیل فی وجیه الدین المعروف بابن الدهان النحوی انه کان حنبلیا

تعصب کرے اور یہ سمجھے کہ اسیکا قول حق ہے اور اسیکا اتباع واجب ہے وہ جاہل ہے بلکہ کافر† اس سے توبہ لیجاسے وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے کیونکہ اوس نے اس امام کو پیغمبر کی جگہہ ٹھرایا ہے یہہ ابن العز کا کلام ہے حاصل بحث کا یہہ کہ ایسی دلیل کا جو احمد پر ابو حنیفہ کی پیروی کو واجب کرے اور محمود پر شافعی کی پیروی کو واجب کرے کہین وجود نہین ہے پھر یہہ بھی جاننا چاہئے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت وغیرہ پر عمل کرنا انتقال مذہبی کے قسم سے نہین اور اگر ہم ان سختیون کو جو انتقال مذہبی پر فقہاء متاخرین کی کتابون مین پائے جاتے ہین واجبی مان لین تو بھی اُنکا محل وہ لوگ ہین جو کسی مذہب کو بالکل بلا دلیل چھوڑ دین اور محض سستی اور بے پرواہی و ہوائی نفس سے یہہ کام کرین جیسا کہ ابن الدہان نحوی سے وقوع مین آیا ہے کہ وہ حنبلی تہا پھر شافعی مذہب کیطرف انتقال کیا پھر حنفی ہو گیا جب خلیفہ وقت نے لیئے

† ابن العز کا یہہ حکم قتل و تکفیر تشدد ہے ہمکو اس سے اتفاق نہین ہے ہمارے نزدیک ایسا تعصب کفر عملی و اجتہادی ہے نہ کفر اعتقادی و عنادی جو خروج ملت کا سبب ہوتا ہے جبتک قطعی قرائن سے ثابت نہو کہ وہ متعصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہین جانتا اپنے امام کو رسالت مین آنحضرت کا

اِنتقل الی مذهب الشافعی ثم تحول حنفیا حین طلب الخلیفة نحویا یعلم ولده النحو ثم انه تحول شافعیا حین شغرت وظیفة تدریس النحو بالنظامیة لما شرط صاحبها ان لا ینزل فیها الا الشافعی - الی ان سرد اسماء من انتقل من مذهب الی مذهب من الائمة الکبار من غیر ذم احد ولا انکار بنحو ما فصلنا ه فی الضمیمة الثالثة من المجلد الاول من اشاعة السنة فلا نحب الاعادة و التکرار - ثم قال -

فان قیل قد ذکرت ان الکتب الخمسة التی هی اصول المذهب کالاخبار المتواترة او المشهورة وان المتون کالنصوص وما سویها کالاخبار الاحاد فکیف یکون الامر علی ما ذکرت قلت تلك کلمة حق وانت ترید بها معنی باطلا و ذلك لان کون الکتب الخمسة کالاخبار المتواترة او المشهورة فی کونها ثابتة عن محمد بن الحسن

بیٹے کی تعلیم کے لئے نحوی اوستاذ چاہا پھر شافعی ہوگیا جب مدرسہ نظامیہ مین نحوی مدرس کا عہدہ خالی ہوا جسمین بانی مدرسہ کے یہہ شرط تھی کہ اسمین بجز شافعی مدرس کے کوئی نہ رکھا جاویگا -

پھر علامہ مارزدنی نے اون اماموں کو بتفصیل بیان کیا جنہوں نے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے طرف انتقال کیا اور انپر کسیکا انکار نہ ہوا - اس تفصیل کے مطابق جسکا بیان ضمیمہ اشاعۃ السنہ میں جلد اول مین ہوچکا ہے -

اس کے بعد کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمنے کہا ہے کہ پانچ کتابین تصانیف امام محمد بن حسن جو اصول مذہب (حنفی) کہلاتے ہین متواتر یا مشہور حدیثون کی مانند ہین اور متن کتب فقہ آیات قرآنی کی مانند ہین اور اسکو سوا ہے اور روایات اخبار احاد کی مثل ہین پھر جو تمنے کہا ہے کہ مسلمان کسی ایک امام کا مقلد نہ ہورہے کچھہ اپنا اجتہاد بھی کرے کیونکر صحیح ہوسکتا ہے تو اس کے جواب مین کہونگا کہ علاوہ

شریک سمجھتا ہے اور یہہ امر اس کلمہ گو (جو منافق نہ ہو) کی نسبت تجویز نہین کیا جاسکتا اور حکم قتل تو کفر اعتقادی و عناوی پر بھی مطلقاً لگایا نہین جاسکتا جبتک کہ وہ شروط متحقق نہ ہون جو کفر قتل کفار کے لئے شرع مین مقرر ہین جنکی تفصیل ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد مین ہے اور ان کا خلاصہ اشاعۃ السنہ نمبر (۹) جلد ۲ وغیرہ مین مذکور ہے -

رحمه الله بالتواتر والشهرة مثل الاخبار
الثابتة عن محمد رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم كذلك لا في كونها حقا البتة
ثابتة في نفس الامر معصومة المراد محروسة
المفاد عن الكذب والخطاء والريب بحيث
يجب على كل احد وصل اليه ان ياخذ
به والعمل بمقتضيه كخبر الرسول الواجب
الاتباع اللازم الامتثال باوامره ونواهيه
وليس معنى كون المتون كالنصوص انها مثل
آيات الكتاب واحاديث الرسول في القوة
وكونها قطعية يقينية بحيث يجري مجراها
في وجوب التمسك بها على كل احد و
تضليل المعرض عنها والعادل عن مقتضيها
بل لما كان وضع المتون لجمع اقوال صاحب
المذهب حفظا دون غيرها فالمذكور
فيها بمنزلة صريح المعزى الى ابي حنيفة
مثلا بقوله قال ابو حنيفة رحمه الله -
ثم هذا الاعتماد انما هو على المتون التي
سنصف حالها فيما سيتلى عليك واما
المتون المحدثة في القرون المتاخرة فحالها
بمعزل عن ذلك لكون اصحابها غير ثقة مع

یہہ قول تو حق ہے پر معترض نے اس سے غلط معنی
مراد لئے ہیں ان پانچ کتابوں کا متواتر یا مشہور
حدیثوں کی مانند ہونا اس معنی کر ہے کہ وہ امام محمد
بن حسن سے بتواتر یا شہرت منقول ہیں جیسے کہ احادیث
صحیحہ (متواترہ) آنحضرت سے بتواتر منقول ہیں
نہ اس معنی کر کہ جو کچھہ ان کتابوں میں ہے وہ
حق ہے اور نفس الامر میں ثابت ہے اور کذب و خطا
سے محفوظ ہے اور اسمیں کسیکو شک کرنیکی مجال
نہیں ہے اور ہر کسیکو انکا ماننا اور ان پر عمل کرنا
واجب ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
پر عمل واجب ہے اور کتب فقہ کی متون آیات و
احادیث کی مثل ہونیکے یہہ معنی نہیں ہیں کہ وہ
قوت ثبوت اور قطعیت صحت میں قران و حدیث
کی مثل ہیں تاکہ ان پر عمل و تمسک ہر ایک پر واجب
ہو اور ان سے اعراض گمراہی ہو۔ بلکہ معنی اسکے
یہہ ہیں کہ جو اقوال صاحب مذہب ان میں مذکور
ہیں وہ صاف طور پر صاحب مذہب سے منقول
ہیں چنانچہ متن بنانیسے یہی غرض ہوتی ہے
کہ اس مذہب کی بانی کے اقوال اسمیں جمع کئے
جاویں۔ پھر یہہ اعتماد علماء کا ان متون
پر ہے جنکو ہم آیندہ بیان کرینگے۔ رہے وہ متن

ما يختلسون فيها من اقوال الشروح والفتاوى
وغيرها -
ثم ذكر بعض الامثلة لذلك وذكر اقوال
العلماء في تقديم العمل بالنصوص على
الآراء ثم قال واما حال الكتب المصنفة
في الفقه والفتاوى وغيرها فهو على جملة
اتفقت كلمة المتقدمين والمتاخرين
عليها وان اختلفت عباراتهم فيها
اما الاولون فعباراتهم لا يسمع عن وما
في النوادر الى ابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد رح الا اذا كان الاسناد متصلا او
وجد في كتاب مشهور معروف تداولته
الايدي - واما الآخرون فقالوا لا يؤخذ
بقول كل كتاب وان ما في المتون مقدم
على ما في الشروح وهو مقدم على ما في
الفتاوى وتفصيل المقام ان المسائل
الفرعية في مذهبنا على مراتب الاولى
مسائل الاصول وهي ظاهر الرواية
وظاهر المذهب هي التي اشتملت
عليها بتاليف محمد بن الحسن من الجامعين و
السيرين والزيادات والمبسوط وهذه

جو پچھلے زمانون مین بنائے گئے ہین سوا اس وجہ
اعتماد سے کمتر ہین انکے مصنف ایسے ثقہ نہین
پھر وہ ان متنون مین شرحون اور فتاوون وغیرہ
سے بھی اقوال لے لیتے ہین اس کے بعد علامہ نے
ان کم اعتبار متنون کے بعض مسائل کو بطور تمثیل
بیان کیا اسکے بعد کہا کتب فقہ وفتاوی کے حالات
پر متقدمین اور متاخرین علما کے کلمات کا اتفاق
ہے اگرچہ ان کے بیانات وعبارات مختلف ہین
متقدمین تو یہ کہتے ہین کہ جو کتب نوادر ہین انکو
امام ابی حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف
وامام محمد کیطرف منسوب کرنا صحیح نہین ہے بجز
اس روایت کے جسکی سند متصل ہو یا وہ کسی
مشہور کتاب مین پائی گئی ہو - متاخرین نے یون
کہا ہے کہ ہر ایک کتاب کی روایت لائق قبول
نہین ہے اور جو متنون مین ہے وہ شرحون سے
مقدم ہے - اور جو شرحون مین ہے وہ فتاوون
سے مقدم ہے - اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ہمارے
مذہب حنفی کے فروعی مسایل کے تین درجہ
ہین - درجہ اول مسائل اصول مذہب اور اسکو
ظاہر الروایۃ اور ظاہر المذہب بھی کہتے ہین یہہ
اصول مسائل وہ ہین جو امام محمد کی کتابون از تصنیف

المسائل التی اسندها محمد بن الحسن عن ابی یوسف عن ابی حنیفه وصنف تلک الکتب فی بغداد ثم تواترت عنه ای اشتهرت بروایة جمع کثیر وجم غفیر من الصحابة قد بلغ عددهم مبلغاً لا یجوز العقل تواطئهم علی الکذب والخطأ وهلم جرا الی ان وصل الینا۔

الثانیة مسائل النوادر وهی غیر ظاهر الروایة لانها لم تظهر کما ظهرت الاولی ولم ترو الا بطریق احاد بین صحیح وضعیف کالرقیات والکیسانیات والجرجانیات والهارونیات من تصانیف محمد التی رویها عنه الاحاد ولم یبلغ حد التواتر والشهرة عنه والرقیات صنفها حین نزل رقة مع الرشید قاضیا علیها والکیسانیات رویها عنه شعیب بن سلیمان الکیسانی والجرجانیات یروی عنه علی بن صالح الجرجانی من اصحابه وکتاب المنتقی للحاکم مجموع کلامه فی غیر روایة الاصول وفی حکمه ومن ذلک الامالی والجوامع لابی یوسف رحمه الله وکتاب المجرد للحسن بن زیاد

وجامع کبیر دونو سیر زیادات۔ مبسوط مین موجود ہین یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد بسند امام ابو یوسف امام ابو حنیفہ سے لائے ہین۔ ان کتابون کو امام محمد نے بغداد مین تالیف کیا اور وہ اون سے تواتر یا شہرت کے ساتہہ منقول ہوئین۔

درجۂ دوم مسائل نوادر یعنی وہ مسائل جو ظاہر الروایات نہین اور وہ ان سے بطریق شہرت مروی نہین ہوے ایک دو صحیح یا ضعیف اسناد سے مروی ہوئے ہین جیسے رقیات جنکو امام محمد نے زمانہ قیام مقام رقہ مین جب وہ ہارون الرشید کے ساتہہ قاضی ہوکر وہان گئے تہے) تصنیف کیا تہا) اور کیسانیات جنکو امام محمد سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے نقل کیا ہے اور جرجانیات جنکو امام محمد سے علی بن صالح جرجانی نے نقل کیا ہے اور حاکم کی کتاب منتقی امام محمد کی اس کلام کا جو روایات اصول کے سوای ہے مجموعہ ہے اور اسکی حکم مین ہے۔ اور کتاب امالی وجوامع ابی یوسف بہی اسی قسم سے ہین اور نوادر محمد بن سماعہ۔ نوادر ابراہیم بن رستم۔ نوادر ہشام بن عبید اللہ وغیرہ بہی از انجملہ ہے۔

رحمه الله ومنها الروايات المتفرقة كنوادر
محمد بن سماعة ونوادر ابراهيم بن رستم
المروزي ونوادر هشام بن عبيد الله الرازي
وغيرهم - واما المختصرات التي صنفها
حذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجلة
المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة و
الثقة في الرواية كالامام ابي جعفر الطحاوي
وابي الحسن الكرخي والحاكم الشهيد المروزي
وابي الحسين القدوري ومن في هذه
الطبقة من علمائنا الكبار فهي موضوعة
لضبط اقوال صاحب المذهب وجمع فتاويه المروية
عنه فمسائلها ملحقات بمسائل الاصول وظواهر
الروايات في صحتها وثقة رواتها وثبت اسانيدها
عند اصحابها بين متواتر ومشهور او احاد
صحيحة الاسناد وتواترت عنهم وتلقتها
علماء المذهب بالقبول منهم والثالثة الفتاوى
وتسمى الواقعات وهي مسائل استنبطها
المتاخرون من اصحاب محمد وابي يوسف
وزفر والحسن بن زياد واصحابهم وهلم
جرا مثل كتاب النوازل لابي الليث السمرقندي
جمع فيه فتاوى مشايخه ومشايخ شيوخه

اور جن مختصر کتابوں کو ہمارے اماموں اور
اکابر فقہاؤں نے جو علم و زہد و فقاہت
و ثقہ ہونے سے معروف و مشہور ہیں جیسے
امام طحاوی و امام کرخی و حاکم شہید
و قدوری وغیرہم جو ان کے طبقہ میں
ہیں تصنیف کیا انکے مسائل بھی اصول مسائل
اور ظاہر الروایۃ سے ملحق و مقبول ہیں - و جز
سوم فتاوی جنکو واقعات بھی کہتے ہیں
یہہ وہ مسائل ہیں جنکو امام محمد و امام ابویوسف
و زفر و حسن اور ان کے شاگردوں سے
پچھلے علماؤں نے تالیف کیا جیسے کتاب النوازل
فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی جسمیں انہوں
نے اپنے اوستادوں اور استادوں کے
اوستادوں کے فتووں کو جمع کردیا اور
مجموع النوازل احمد بن موسی کشی اور
واقعات ناطفی اور واقعات صدر
شہید -

پہر ان کے بعد ایسے فتاوے جمع ہوے
جو گڈمڈ ہیں - ان میں کچھہ امتیاز نہیں -
جیسے فتاوے قاضی خان اور محیط برہانی
اور خلاصۃ الفتاوے اور سراجیہ وغیرہ -

کمحمد بن سماعة ومحمد بن مقاتل الرازی وعلی بن موسی القمی ومحمد بن سلمة وشداد بن حکیم ونصیر بن یحیی البلخیین - ومجموع النوازل والحوادث والواقعات لاحمد بن موسی بن عیسی الکشی - والواقعات لابی العباس احمد بن محمد الرازی الناطفی والواقعات للصدر الشهید ثم جمع من بعدهم فتاوی اولئک مختلطة غیر ممتازة کما فی فتاوی قاضیخان وصاحب المحیط البرهانی وخلاصة الفتاوی والسراجیة وغیرها نعم قد احسن الشیخ رضی الدین السرخسی رحمه الله ونعم ما فعل فانه بدا فی کتابه المحیط بمسائل الاصول ثم بمسائل النوادر ثم الفتاوی فالاصول الستة فی مذهب ابی حنیفة کالصحیحین فی الحدیث والنوادر کالسنن الاربعة والمحیط الرضوی کالمصابیح والمشکوٰة ومن ذلك اشتهر ان المتون کالنصوص بالمعنی الذی بینا وانها متقدمة علی ما فی الشروح وما فیها علی ما فی الفتاوی لان ما یورد فی الشروح

ہان شیخ رضی الدین نے محیط سرخسی مین خوب کام کیا ہے کہ پہلے مسائل اصول کو لائے ہین پہر مسائل نوادر کو پہر مسائل فتاوے کو۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین امام محمد کی چھہ کتابین ایسی ہین جیسی حدیث مین صحیحین اور نوادر ایسی ہے جیسے سُنن اربعہ اور محیط رضوی ایسی ہے جیسے مصابیح و مشکوٰۃ اسی جگہہ سے اور اسی لئے مشہور ہوا ہے کہ متون فقہ نصوص کتاب وسنت کی مانند ہین اس معنی کر جو ہمنے بیان کئے ہین (یعنی اون اماموں سے بسند متصل و متواتر ثابت ہوتی ہین نہ نفس الامر مین صحیح وخطا سے محفوظ ہوتی مین) اور یہہ بہی مشہور ہے کہ جو متون مین ہے وہ مسائل شروح سے مقدم ہے - اور جو شروح مین ہے وہ مسائل فتاوے پر مقدم ہے یہہ اسلئے کہ جو متون مین مسائل وارد کئے جاتے ہین ان کو اصول سے انس ہونیکی سبب کچہہ قوت ہوجاتی ہے - اور جو مسائل فتاووں مین ہوتے ہین متاخرین

الناطفی - بالفاء لا بالقاف والناطفی بالنون لا بالقاف (منه)

من المسائل الاستيناس بما في المتون من الاصول وكشف حال العفاليا فلدراعتضادها بالاصول ثم ما في الفتاوى فانه مخلوط باراء المتاخرين ودون تلك النوادر اذهي في نفسها ليس جميعها من اقوال صاحب المذهب وليس لها اسناد يرفعها الى اصحاب المقالة ولا اصحابها في مثابة الاصحاب الثلاثة واربلب العقول في المتانة من حيث الزهد والورع والعدالة ولا من حيث العلم والاتقان والفقاهة والحفظ والثقة في الرواية بل انما جمعها اشخاص من المتفقهاين لم يعرف حالهم في الرواية وحسن الدراية فلا يعمل بها ولا يقبل ما فيها من متفردا تهم الا بشرط مساعدة الادلة ومعاضدة القواعد الاصولية واما الروايات الغريبة التي يتفرد بنقلها احاد المصنفين من اهل القرون المتاخرة فلا يعتبر بها ولا يعتمد عليها ولا يعتد بصاحبها ولا سيما فيما خالف الاصول وباين المعقول والمنقول وحكمها في حكم الفهارس والجامع المجهولة بالنسبة

کی راؤن سے گڈمڈ ہوتے ہیں۔ ان سے اتر کر مسائل نوادر ہین۔ وہ سبھائے خود سب کے سب صاحب مذہب کے اقوال نہین ہوتے اور نہ انکی کوئی سند ہوتی ہے جو صاحب اقوال تک پہونچے اور نہ ان کے مصنف زہد و عدالت وعلم و فقاہت مین اصحاب متون اوران سے پہلے علمار کی مثل ہوتی ہین بلکہ ان کے مصنف تو ایسے لوگ ہین جو خود بخود فقیہ بن بیٹھتے ہین جنکی روایت ودرایت کا حال کچھ معلوم نہین ان کتابون پر عمل کیا جاویگا اور نہ انکی اکیلی روایات کو بدون شہادت اصول قبول کیا جاویگا۔ اور جن شاذونادر روایات کو پچھلی مصنفون سے ایک آدہ نے روایت کیا ہے اُسکا تو کچھ بھی اعتبار نہین۔ اور نہ ان کے ناقل پر اعتماد ہے۔خصوصًا وہ روایات جو اصول ومعقول ومنقول کے مخالف ہون پس جب کوئی مسلمان حنفی لاچار ہوکر تقلید کا محتاج ہوا اور وہ اسمین حالت ضرورت کو پہنچے تو وہ پہلی روایات اصول کو لے پھر اُن روایات کو جو مختصر متون متقدمین

ف ان الفاظ مین علامہ محمد زمان خفی نے ہمنیتا یا ہے کہ عالم کے لئے جو حنفی ہیں کہلانا ہے سوا ارکی تقلید ایک انطاری امر ہے جاری کا حالت ضرورت جبکہ عین علم نہ ہو۔ یعنی عین علم نہ ہو۔ یعنی قرآن وسنت سے کہنا جاتا نہیں ہیں۔ شرع میں اس میں علے ہیں تو شرع کے پیارا نہیں کر سکتا ہے۔ وغیرہ کی صنیعیہ یہاں سے بہلی کتاب عمور (۲۰) منقول ہو چکی ہیں

۱۲

الی المقاصد فھمما اضطر المسلم الحنفی الی التقلید وانتہی حالہ الی ھذہ الضرورۃ یاخذ بما فی الاصول ثم بما فی المتون المختصرات کمختصر الطحاوی والکرخی والحاکم الشھید والقدوری رحمھم اللہ فانھا تصانیف معتبرۃ وتوالیف معتمدۃ قد تداولھا العلماء وتنافس فیھا الفقھاء واولعوا فیھا حفظا وروایۃ و درسا وقرأۃ وتفقھا ودرایۃ وشرحا وتعلیقا۔ ولیس المراد من المتون الا مختصرات ھؤلاء من حذاق الائمۃ والفقھاء الاجلۃ واما المختصرات التی جمعھا المتاخرون کالوقایۃ والکنز والنقایۃ وغیرھا فان اصحابھا وان کانوا علماء صالحین فضلاء کاملین لیسوا بھذہ المثابۃ من الثقۃ والفقاھۃ مع خلو کلامھم عن الحجۃ والاسناد وعدم سلامتہ عن نوع تغییر وخلط وتصرف فی التعبیر فلا یعتمد علیھا ھذا الاعتماد وانما یعمل بما فیھا من الضروریات والمشھورات وما

(جیسے مختصر طحاوی وکرخی وغیرہ جنکو علماء نے قبول کرلیا ہے) × × × × مین ہون متون سے ان ہی اماموں کے مختصرات مراد ہین اور جن متنون کو پچھلے علماء نے جمع کیا ہے جیسے وقایہ وکنز الدقائق اور نقایہ وغیرہ انکے مصنف بھی اگرچہ عالم فاضل نیکبخت ہین مگر ثقہ اور فقیہ ہوئے ہین پہلے متنون والون کے برابر نہین ہین اور باوجود اس کے انکا کلام دلیل واسناد سے خالی ہے اور وہ تبدیل و گڈمڈ ہونے سے بھی خالی نہین ہین لہذا ان پر اس قسم کا اعتماد نہین ہے۔ ان متنون مین سے ان مسئلون پر عمل کیا جائیگا جو مشہور ہون اور مذہب سے بالبداہتہ ثابت ہون اُن مسئلون کے قبول کرنے مین اُنکی شہرت اور بالبداہتہ ثابت ہونے پر اعتماد ہے نہ اُن کتابون کے مصنفون کے نقل پر۔ جب ان متنون کا یہہ حال ہے تو اُن متنون کا کیا حال جو اُن سے بھی پیچھے والون لوگون کے جمع کئے ہین جیسے کتاب غرر۔ اور ملتقی اور تنویر متن درمختار ملکہ سچ پوچھو تو کنز اور وقایہ وغیرہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ یہہ متاخرین کے راؤن سے پر ہین

قد صح في المذهب عنا داعلى الشهرة او
ظهور الصحة اوابتناء على اعتضاد الاصول
وتطابق الادلة لا لانه اورده واحد من
اصحاب هذه الكتب فضلا عن المختصرات
التي دونها من دونهم ثان كتاب
الغرر والملتقى والتنوير بل الوقاية والكنز
وامثالها المشحونة باراء المتاخرين
ثم بين اقسام المجتهدين وانواع الاجتهاد
واجاب عما قالوا ان الاجتهاد قد انقسم وختم
فلا يقدر على قسم منها احد من العباد ثم اعلم ان المجتهد
جنسان احدهما المجتهد المطلق وهو
صاحب الملكة الكاملة في الفقه والنباهة
وشرائط التصنيف والتمكن من الاستنباط
المستقل به من ادلة كابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد وزفر ومالك والشافعي واحمد
والثوري والاوزاعي - وثانيهما المجتهد
في مذهب امام قالوا وهو الذي يتحقق اصول
امامه وادلته ويتخذ نصوصه اصولا
يستنبط منها الفروع وينزل عليها الاحكام
نحو ما يفعل بنصوص الشرع فيما لم يقدر على
الاستنباط من الادلة وهذه الطائفة وان لم

اس کے بعد علامہ نے اقسام مجتہدین اور
انواع اجتہاد کو بیان کیا اور لوگون
کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اجتہاد
کے تو اقسام مقرر ہین جو ختم ہو چکی ہین
انمین سے کسی قسم پر اب کوئی قادر نہین
ہے چنانچہ فرمایا تو جان لے کہ مجتہد
دو قسم ہین۔
قسم اول مجتہد مطلق۔ یہ وہ ہے جو فقہ اور
استنباط کی قدرت کاملہ کا ملکہ رکھتا ہو
جیسے امام ابو حنیفہ وابی یوسف ومحمد وزفر
وشافعی واحمد وثوری واوزاعی وغیرہ
دوم مجتہد فی المذہب علماء نے کہا ہے یہ
وہ ہے جو اپنے امام کے اصول ودلایل
کو تحقیق کر چکا ہو اور امام کے اقوال کو
استنباط مسائل کے لئے اصول بنا کر اس سے
احکام نکالتا ہو ایسے لوگ اگرچہ رتبہ اجتہاد
مطلق کو نہین پہنچے اور وہ قسم اول کی راے
سے قاصر و کمتر ہین پر وہ محض مقلد بھی نہین
ہین بلکہ وہ اہل نظر واستدلال ہین اصول
وفقہ مین نظر رکھتے ہین اور علم اور سمجھ دار ہونے
مین عالی محل ہے۔ اور جرح وتعدیل اور تصحیح وتضعیف

يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وتقاصروا
في الفقه عن شأو أولئك لكنهم ليسوا
بمقلدين بل هم أصحاب النظر والاستدلال
والبصارة في الأصول والخبرة التامة بالفقه
ولهم محل رفيع في العلم وفقاهة النفس وثاقبة
الفكر فقدرتهم وافية في الجرح والتعديل و
التمييز بين الصحيح والضعيف وقدرة عالية في
الحفظ للمذهب والنضال عنه والذب وتحقيق
المسئلة وبسط الأدلة ونقض الحجة وتزييف
الشبهة وكانوا يفتون ويخرجون ثم من بعدهم
طوائف متفاوتة في العلم بين ثقة وضعيف
في الرواية وكامل وقاصر في الفقه والدراية
وقد جعل احمد بن سليمان الرومي المعروف
بابن الكمال أحد فضلاء المشاهير في
الدولة العثمانية فقهاء الأصحاب على
ست طبقات الطبقة الأولى المجتهدون
في الشرع كالأئمة الأربعة ومن حذو
حذوهم في تأسيس قواعد الأصول و
استنباط أحكام الفروع عن الأدلة الأربعة
من غير تقليد لأحد في الفروع ولا في
الأصول والثانية المجتهدين في المذهب

کی تمیز مین کافی قدرت اور اپنے مذہب کے
محافظت اور اعتراضات مخالفین کی مدافعت
مین ثابت قدم - ان کے بعد اور لوگ ہین
جو ثقہ اور ضعیف ہونے مین علم وفقہ و
سمجھ مین کامل و ناقص ہونے میں باہم متفاوت
ہوتے ہین -

احمد بن سلیمان رومی مشہور
بابن الکمال نے جو ریاست **عثمانیہ**
کا ایک مشہور فاضل تھا فقہاء حنفی مذہب
کے چھ طبقے مقرر کئے ہین (جنکا ساتوان
طبقہ مقلدین محض کا ہے) طبقہ اولی مجتہدین
فی الشرع کا جیسے ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ
شافعی مالک احمد رحمہم اللہ) اور جو قواعد
بناتی اور بلا تقلید احکام مسائل استنباط
کرتے ہین ان کے ہم رتبہ ہین -

طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے تینون شاگرد (امام
ابو یوسف و محمد و زفر) اور جو ان کی
چال پر ہین - جو امام ابو حنیفہ کی مقرری
قواعد پر احکام مستنبط کرتے ہین اور
ان قواعد مین وہ امام ابو حنیفہ کے مقلد

کاصحاب ابی حنیفۃ الثلاثۃ ومن سلک مسلکہم فی استخراج الاحکام علی القواعد التی قررھا شیخہم واستاذھم فہم وان خالفوہ فی بعض الاحکام لکنہم یقلدونہ فی قواعد الاصول وبہ یمتازون عن المخالفین لہ فی الاصول والفروع الثالثۃ المجتہدون فی المسائل کالخصاف والطحاوی والکرخی وشمس الائمۃ الحلوانی وشمس الائمۃ السرخسی وفخر الاسلام البزدوی وفخر الدین قاضی خان وامثالہم الذی لا یقدرون علی المخالفۃ لا فی الاصول ولا فی الفروع وانما یستنبطون الاحکام فیما لا نص فیہا عن المجتہد فی الشرع علی حسب اصول قررھا ومقتضی قواعد بسطہا والرابعۃ المقلدون الذین لا یقدرون علی الاجتہاد اصلا ولکنہم لاحاطتہم بالاصول وضبطہم المآخذ یقدرون علی تفصیل قول مجمل ذی وجہین وحکم محتمل الامرین منقول عن احد المجتہدین وھم اصحاب التخریج کالرازی واضرابہ والخامسۃ اصحاب الترجیح کابی الحسین القدوری وصاحب الہدایۃ وشانہم تفضیل بعض الروایات

ہین از خود قواعد نہین بناتے اور اسی سبب سے وہ امام شافعی وغیرہ سے (جو امام ابو حنیفہ کے اصول مین مخالف ہین) امتیاز رکھتے ہین **طبقہ سوم** مجتہدین فی المسائل کا جیسے خصاف وطحاوی وکرخی وشمس الائمۃ حلوانی وشمس الائمہ سرخسی وفخر الاسلام بزدوی وقاضی خان اور ان کے مثال واقران ہین جو نہ امام ابو حنیفہ کے اصول کے مخالفت کر سکتے ہین نہ اون کے فروعی مسائل سے۔ صرف امام صاحب کے قواعد واصول سے نئے مسائل جو امام صاحب نے نہین فرمائے استنباط کرتے ہین۔ **طبقہ چہارم** مقلدین مخرجین کا جو کسی قسم کے اجتہاد پر قادر نہین پر اصول اور اقوال امام کے محل استنباط سے واقفیت کے سبب امام کی دو رخی بات کی تفصیل کر سکتے ہین اور اُس کے دونون احتمالون سے ایک احتمال متعین کر سکتے ہین انکو اہل تخریج کہا جاتا ہے جیسے امام ابو بکر رازی اور اسکے امثال ہین **طبقہ پنجم** مقلدین مرجحین کا جیسے امام ابی الحسین قدوری اور صاحب ہدایہ انکا کام صرف بعض

علی بعض بقولهم هذا اصح روایة وهذا
اوفق للقیاس وارفق بالناس ـــ
والسادسة المقلدون القادرون علی
التمییز بین الاقوی والقوی والضعیف
ظاهر المذهب ظاهر الروایة وغیرها
کصاحب الکنز والمختار والوقایة
والمجمع وغیرهم ـ والسابعة المقلدون
الذین لا یقدرون علی ما ذکروا
ولا یفرقون بین الغث والسمین ولا
یمیزون الشمال عن الیمین بل یجمعون
ما یجدون کحاطب اللیل فالویل
لهم ولمن قلدهم کل الویل هذا
ما ذکره وقد اورده التمیمی فی طبقاته
بحروفه ثم قال وهو تقسیم حسن جدا
واقول بل هو بعید عن الصحة بمراحل
فضلا عن حسنه جدا فانه تحکمات
باردة وخیالات فارغة وکلمات
لا روح لها والفاظ غیر محصلة لمعنی
ولا سلف له فی ذلك المدعی ولا سبیل له
الی ذلك الدعوی وان تابعه من جاء
من عقبه من غیر دلیل یتمسك به وحجة

روایات کو بعض پر ترجیح دینا اور یہہ بیان
کرنا ہے کہ یہہ روایت اصح ہے اور یہہ
قیاس کے مطابق اور یہہ روایت لوگون
کے حق مین اوفق و سہل ـ طبقہ ششم
مقلدین تمییز ہین کا جو اقوی و قوی و ضعیف
مین اور ظاہر الروایت و ظاہر المذہب وغیرہ
مین تمییز کرنے پر قادر ہین جیسے صاحب کنز
و مختار و وقایہ و مجمع وغیرہ ہین ـ ہفتم
مقلدین محض کا ـ یہہ وہ لوگ ہین جو
اس تمییز قوی و ضعیف پر بھی قادر نہین
نہ وبلہ کو فربہ سے تمییز کر سکتے ہین اور نہ داہنے
کو بائین سے بلکہ اپنی تصانیف مین رات کو
ایندہن لانے والے کی طرح جو کچھہ پاتے ہین
جمع کر دیتے ہین ـ ان کے لئے خرابی ہے اور
جو ان کے تقلید کرے اُن کے لئے بھی خرابی
یہہ ابن کمال باشا کا کلام ہے اسکو تمیمی
اپنی طبقات مین حرف بحرف لایا ہے ـ یہہ کہا
ہے کہ یہہ تقسیم نہایت عمدہ ہے ـ مین (صاحب ماخوذہ)
کہتا ہون وہ عمدہ کیا ہوگی وہ تو صحت سے کوسون
دور ہے وہ تو دہینگا دہینگی کے کلمات اور بیمعنی
خیالات ہین اسمین ابن الکمال کا کوئی مقتدا نہین ہے

تلجیہ الیہ وھما ساعدناھم فی کون
الفقہاء والمتفقہۃ علی ھذہ المراتب
السبعۃ وھو غیر مسلم لھم فلا یتخلصون
من فحش الغلط والوقوع فی الخطاء المفرط
فی تعیین رجال الطبقات وترتیبھم
علی ھذہ الدرجات فلیت شعری ما معنی
قولھم ابو یوسف ومحمد وزفر وان
خالفوا ابا حنیفۃ فی بعض الاحکام لکنھم
یقلدونہ فی قواعد الاصول ما الذی
یریدون من الاصول فان ارادوا منہ الاحکام
الاجمالیۃ التی یبحث عنھا فی کتب الاصول
الفقہ فھی قواعد عقلیۃ وضوابط
برھانیۃ یعرفھا المرء من حیث انہ
ذو عقل وصاحب فکر ونظر سواء
کان مجتھدا او غیر مجتھد ولا تعلق لھا
بالاجتھاد فقط وشان الائمۃ الثلاثۃ
ارفع واجل من ان لا یعرفوھا کما ھو اللازم
من تقلید غیرھم فیھا فحاشاھم ثم
حاشاھم عن ھذہ النقیصۃ وحالھم فی
الفقہ ان لم یکن ارفع من مالک والشافعی
وامثالھما فلیسوا بدونھما وقد اشتھر فی افواہ الموافق

اگرچہ اِسکے پیچھے جو آیا سو اُسکا بلا دلیل مقلد ہوا
اگر ہم فقہا کا ان مراتب ہفتگانہ میں منقسم ہونا
مان بھی لین (جو ماننے کے لائق نہین ہے)
تو بھی جو اِن کے بیان احوال اشخاص اور انکی
ترتیب درجات مین فاحش غلطیان ہین اُنسے
خلاصی ممکن نہین۔ کاش مجھے اسکا علم ہو کہ انکی
اس قول کے (کہ ابو یوسف و محمد و زفر اگرچہ امام
ابو حنیفہ کے بعض احکام فرعیہ کے مخالفت کرتے
ہین پر وہ اصول مین انہی کے مقلد ہین) کیا
معنی ہین؟ اصول سے انکی کیا مراد ہے؟
اگر اُن سے وہ احکام اجمالی جنسی (کہ کتب اصول
مین بحث ہوتی ہے) مراد ہین تو یہ عقلی قواعد
ہین جسکو ہر صاحب عقل و فکر (مجتہد ہو خواہ نہو)
جانتا ہے انکو اجتہاد سے خصوصیت و تعلق
نہین ہے۔ اور آئمہ ثلاثہ (ابو یوسف و محمد و زفر)
کا رتبہ اس سے بلند تر ہے کہ وہ ان قواعد عقلیہ
کو خود نہ جانتے ہون (جیسا کہ ان کو ان قواعد
مین مقلد ٹھہرانے سے نکلتا ہے) یہ لوگ اجتہاد
مین امام مالک و شافعی سے زیادہ نہین تو کم
بھی نہین ہین۔ موافق و مخالف مین زبان زد
ہو رہا ہے اور مشہور مثالون کیطرح بولا جاتا ہے

ضميمه اشاعة السنة

والمخالف وجرى مجرى الامثال قولهم
ابو حنيفة ابو يوسف بمعنى ان البالغ الى
الدرجة القصوى في الفقاهة هو ابو يوسف
ليس الا وقولهم ابو يوسف ابو حنيفة
بمعنى ان ابا يوسف بلغ الدرجة القصوى
من الفقاهة ولم يقصر عنها والقصر
على كلا التقديرين امر ادعى وقال
الخطيب البغدادي قال طلحة بن محمد
بن جعفر ابو يوسف مشهور الامر
ظاهر الفضل وافقه اهل عصره ولم
يتقدمه احد في زمانه وكان على النهاية
في العلم والحكم والرياسة والقدر
وهو اول من وضع الكتب في اصول الفقه
على مذهب ابي حنيفة واملى المسائل
ونشرها وبث علم ابي حنيفة في اقطار
الارض وقال محمد بن الحسن مرض ابو يوسف
وخيف عليه فعاده ابو حنيفة فلما خرج
من عنده قال ان يمت هذا الفتى فانه
اعلم من على الارض وكذلك محمد بن
الحسن قد بالغ الشافعي في مدحه
والثناء عليه وقال الربيع بن سليمان

کہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف ہی جسکے معنی یہہ ہین
کہ اعلی درجہ فقاہت تک پہنچنے والا ابو یوسف
ہی ہے اور جو اونہون نے کہا کہ ابو یوسف
ابو حنیفہ ہے اس کے بھی یہی معنے ہین کہ
ابو یوسف فقاہت مین درجہ ابو حنیفہ تک
پہنچ گیا ہے اُس سے کم نہین -

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ
طلحہ بن محمد نے فرمایا ہے کہ ابو یوسف مشہور
الحال اور ظاہر بزرگی والا اپنے زمانہ کے
لوگون سے بڑہکر فقیہ ان کے ہم زمانہ سے
کوئی ان سے نہین بڑہا علم وحکمت وریاست
اور مرتبہ مین حد کو پہنچ چکے ہین - وہی
ہین جنہون نے پہلے پہلے ابو حنیفہ کے مذہب
پر اصول فقہ مین کتابین تالیف کین - اور
مسائل کو قلمبند کیا اور امام ابو حنیفہ کے
علم کو اطراف مین پہیلایا - **امام محمد**
بن حسن نے کہا ہے کہ جب امام ابو یوسف
خوفناک بیماری مین مبتلا ہوئے تو امام ابو حنیفہ
ان کی عیادت کو آئے جب وہان سے نکلے
تو بولے یہہ جوان فوت ہوا تو اپنے زمین کے
سب لوگون سے بڑہکر عالم فوت ہو گا - ایسا ہی

كتب اليه الشافعي وقد طلب منه كتاباً فاخرة فكتب اليه (شعر)
قل للذي لم يرعيني من راه مثله ؛
ومن كان من راه قد راى من قبله
؛ العلم ينهى اهله ان يمنعوه اهله ؛
؛ لعله يبذله لاهله لعله ؛
فانفذ اليه الكتب وقال ابراهيم
الحربي قلت لاحمد بن حنبل من اين لك
هذه المسائل الدقيقة قال من كتب
محمد بن الحسن وقال الحسن بن
ابي مالك لم يكن ابي يوسف يدقق
هذا التدقيق الشديد وقال عيسى
بن ابان هو افقه من ابي يوسف وقد
ذكر القاضي عبد الرحمن بن خلدون
المالكي في مقدمته ان الشافعي رحل
الى العراق ولقي اصحاب الامام ابي حنيفة
واخذ عنهم ومزج طريقة اهل الحجاز
بطريقة اهل العراق واختص بمذهب
وكذلك احمد بن حنبل اخذ عن اصحاب
ابي حنيفة مع وفور بضاعته في الحديث
فاختص بمذهب انتهى -

امام محمد بن حسن کا حال ہے امام شافعی
نے انکی مدح مین بہت مبالغہ کیا ہے -
ربیع بن سلیمان نے نقل کیا ہو کہ امام محمد
سے امام شافعی نے کتابین طلب کین تو
اونہون نے کچھ دیر کی جب امام شافعی نے
انکیطرف چند اشعار لکھکر بھیجا ئے جنکا ماحصل
یہہ ھو کہ جس شخص کے مثل مینے کوئی نہین دیکھا اور
جس نے اسکو دیکھا اس نے گویا پہلونکو دیکھا
انسے کہدو کہ اہل علم سے علم کو نہ روکین شاید
وہ اسکو اہل علم مین پھیلاوین - تب امام محمد
نے کتابین بھیجدین - ابراہیم حربی نے کہا ہے
مینے امام احمد بن حنبل سے پوچھا یہہ باریک مسائل
اپکو کہاں سے حاصل ہوئے اونہون نے کہا امام محمد
کی کتابون سے - حسن بن ابی مالک نے کہا امام
یوسف ایسے باریک مسائل نہ نکالتے جیسے
کہ امام محمد - عیسیٰ بن ابان نے کہا ہو کہ امام
محمد امام ابو یوسف سے بڑھکر فقیہ تھے - قاضی
عبد الرحمن بن خلدون مالکی نے مقدمہ مین
کہا ہے کہ امام شافعی ملک عراق مین گئے
اور امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے ملے اور
اون سے استفادہ کیا اور اپنا طریق اجتہاد وطریق

ادعى انه لما ادعى بعض الشافعية
ترجيح القول بمفهوم الصفة على القول
بنفيه بكون الشافعي قائلا به
مع سلامة طبعه واستقامة فهمه
وغزارة علمه وصحة النقل عنه
لكثرة اتباعه رده ابن الهمام و
احتج بان هذه الكمالات كلها
متحققة في محمد بن الحسن مع تقدم
زمانه وعلو شانه وهو قائل
بنفيه - واما زفر فقد قال فيه ابو حنيفة
رحمه الله هذا امام من ائمة المسلمين
وانه اقيس اصحابي -
وقال المزني هو احدهم قياسا
وكفى بذلك شهادة له ولكل واحد
منهم اصول مختصة به تفردوا بها
عن ابي حنيفة وخالفوه فيها ومن ذلك
ان الاصل في تخفيف النجاسة تعارض
الادلة عند ابي حنيفة رحمه الله و
اختلاف الائمة عندهما بل قال
الغزالي انهما خالفا ابا حنيفة في ثلثي
مذهبه ونقل النووي في كتابه

اہل حجاز سے ملا کر ایک خاص مذہب بنا لیا
ایسا ہی احمد بن حنبل نے باوجود وفور علم
حدیث امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے
استفادہ کیا۔ ایسا ہی امام زفر کے فضائل
فقہ و اجتہاد علامہ ہارون نے علماء مذہب سے
نقل کئے پھر فرمایا ان تینون امامون سے ہر ایک
امام کے خاص خاص ایسے اصول ہین جنکی
سبب وہ امام ابو حنیفہ سے علیحدہ اور مخالف ہو گئے
ہین از انجملہ یہ اصل کہ نجاست کا خفیف سمجھنا
کس وجہ سے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک
ایک چیز کے پاک و ناپاک ہونے مین دلایل
کا تعارض و اختلاف نجاست کو خفیف کرتا ہے
صاحبین کے نزدیک اس چیز کی پاکی و ناپاکی مین
ائمہ کا اختلاف اسکو نجس خفیف بناتا ہے
بلکہ امام غزالی نے تو یہ کہدیا ہے کہ
امام ابو حنیفہ کے شاگرد دو تہائی مذہب مین
ان کے مخالف ہین ۔ امام نووی نے کتاب
تہذیب الاسماء و اللغات مین امام ابی المعالی
جوینی سے نقل کیا ہے کہ جو کچھ مزنی شاگرد
امام شافعی کہی اسکو تو مین مذہب امام شافعی
کے تخریج یعنی اس سے نکالی ہوئی بات

تہذیب الاسماء واللغات عن ابی المعالی الجوینی ان کل ما اختارہ المزنی اری انہ تخریج ملتحق بالمذہب فانہ یخالف اقوال الشافعی لا کابی یوسف ومحمد فانہما یخالفان اصول صاحبہما واحمد بن حنبل لم یذکرہ الامام ابو جعفر الطبری فی عداد الفقہاء وقال انما ہو من حفاظ الحدیث وذلک مشہور وقال ابن خلدون واما احمد بن حنبل فمقلدہ قلیل لبعد مذہبہ عن الاجتہاد وقال ان الحنفیۃ اہل البحث والنظر واما المالکیۃ فلیسوا باہل النظر انتہی فکیف یکون ہو من المجتہدین فی الشرع دون ابی یوسف ومحمد ونفس تبحرہم رحمہم اللہ فی ضرام غم غایات الفقہ ولیوث غیاض النظر غیر انہم لحسن تعظیمہم لاستاذہم وفرط اجلالہم لمحلہ ودعایتہم لحقہ تشمر واعلی تنویہ شانہ وتوغلوا فی انتصارہ والاحتجاج لاقوالہ ودرایتہا للناس ونقلہا لہم وردہم

سمجھتا ہون کیونکہ مزنی امام شافعی کا صرف اقوال مین تو نہ اصول مین مخالف ہی اور جو امام ابو یوسف و محمد کہین اسکو امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تخریج نہین سمجھتا ہون اسلیئے کہ وہ دونون امام ابو حنیفہ کے اصول سبب سے مخالف ہین۔ امام احمد بن حنبل کو تو امام ابو جعفر طبری فقہاء کے شمار ہی مین نہین لائے اور صاف فرما گئے ہین کہ وہ حفاظ حدیث سے ہین۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے مقلد کم ہین کیونکہ انکا مذہب اجتہاد سے دور ہے مالکیہ بہی اہل نظر واجتہاد نہین ہان حنفیہ اہل بحث ونظر ہین۔ جب امام ابو حنیفہ کا شاگردون کا بمقابلہ امام احمد بن حنبل کے یہہ حال ہے تو یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل جو صرف اہل حدیث ہین شرع مین مجتہد ہون اور امام ابو یوسف و محمد و زفر جو فقہ کے جنگلون کے شیر ہین مجتہد فی الشرع نہون صرف امام ابو حنیفہ کی مذہب ہی مین مجتہد ہون۔ ہان اس قدر فرق ہے کہ امام ابو یوسف

† اس مقام مین امام ابو یوسف و محمد کے فضائل مین علامہ ہارون حنفی نے بہت مبالغہ کیا ہے جیسا کہ

البها والافتاء عند وقوع الحوادث
بها وبحرر والتحقيق فروعها واصولها
وتعيين ابوابها وفصولها وتمهيد
قواعد محكمة ومقاييس متقنة يستفاد
بها الاحكام واستنباط قوانين صحيحة
وطرايق قويمة يتعرف بها المعاني
في تضاعيف الكلام واجب واذ ذلك
في تصحيح مذهبه وبيانه لمن يتمسك
به لاعتقادهم انه اعلم واورع
واحق للاقتداء به والاخذ بقوله
واوثق للمفتي وارفق للمستفتي على
ما قال مسعر بن كدام من جعل ابا حنيفة
بينه وبين الله تعالى رجوت ان
لا يخاف عليه ولم يكن فرط على
نفسه في الاحتياط انتهى - ومقامه
في الفقه بمقام لا يلحق شهد له

و محمد اپنے استاذ ابو حنیفہ کی تعظیم و بزرگی
کی لحاظ سے امام ابو حنیفہ کی شان بلند کرنے
مین مصروف رہے ہین اور انکی مدد مین اور
اون کے اقوال کو مدلل کرنے مین اور ان
کو لوگون مین پہیلانے اور روایت کرنے
اور اُن کے اقوال کے موافق فتوے دینے
اور ان کے فروع و اصول کے تحقیق کرنے
اور ان کے لئے باب اور فصلین مقرر کرنے
اور اُن سے استنباط احکام کے لئے قواعد
بنانے مین متوغل و مشتغل رہے ہین اس
خیال سے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ عالم
اور پرہیز گار اور اقتداء و متابعت کے لائق
تہے اور ان کے اقوال مفتی و مستفتی کے
لئے زیادہ بہروسہ کے لائق - چنانچہ مسعر
بن کدام نے کہا ہے کہ جو شخص امام ابو حنیفہ
کو متابعت حکم الہی کا ذریعہ کریگا مین امید

اکثر مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کرتے ہین) کہ انکو امام شافعی و امام احمد سے بہی
ترجیح دی ہے لیکن ہمکو اس مقام مین اس سے بحث نہین اس مقام مین اس تفصیل مذہب
سے ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ جس حالت مین حنفیون مین امام ابو یوسف اور امام
محمد کو امام شافعی واحمد سے بڑہکر لقب مجتہد سمجہا جاتا ہے تو پہر انکو صرف مجتہد فی المذہب کیون
مانا جاتا ہے اور وہ اون سے کم رتبہ امام شافعی واحمد کو مجتہد فی الشرع - یہ علماء حنفیہ کی جو ان طبقات کو ماننے والے ہین کم فہمی
منہ

بذلك اهل جلدته وخصوصًا
مالك والشافعي - ومن ذلك
الوجه امتازوا عن المخالفين كالائمة
الثلاثة والاوزاعي وسفيان
وامثالهم لا لانهم لم يبلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق في الشرع ولو انهم
اولعوا بنشر ارائهم بين الخلق وبثها
في الناس والاحتجاج لها بالنص والقياس
لكان كل ذلك مذهبًا منفردًا
عن مذهب الامام ابي حنيفة مخالفا له
هذا وان اراد منه الادلة الاربعة
واصول الشريعة من الكتاب والسنة
والاجماع والقياس في الاخذ عنها
والاستنباط منها فلا سبيل له الى ذلك
لان الشريعة مستند كل الائمة و
ملجاؤهم في اخذ الاحكام فلا تتصور
مخالفة غيره له فيها فان قيل لعل مراده
انهم يقلدون ابا حنيفة في كون قول
الصحابي والمراسيل حجة دون الاستحسان
والمصالح المرسلة وامثال ذلك -
قلت هذا ليس من التقليد في شيء

کرتا ہوں کہ اسکو کچھ ڈر نہ ہوگا - کیونکہ امام
ابو حنیفہ نے اجتہاد مین قصور نہین کیا
اور انکو اسمین وہ رتبہ تہا جو کسیکو حاصل
نہین ہوا چنانچہ ان کے ہمجنسون خصوصًا
امام شافعی و مالک نے شہادت دی ہے
اسی امر مین وہ امام ابو حنیفہ کے مخالفین
امام مالک واحمد وشافعی واوزاعی و
سفیان وغیرہ سے ممتاز ہین نہ اس
امر مین کہ وہ ان کے مثل شرع مین مجتہد
مطلق نہین ہین اور اگر وہ لوگ بہی اپنے
راؤن پہیلانے اور مشہور کرنے کی حرص کرتے
اور ان اقوال پر نص وقیاس سے دلایل
بیان کرتے تو ان کے مذاہب بہی امام
ابو حنیفہ کے مذہب سے جداگانہ اور اسکی مخالف
مذاہب قرار پاتے - اور اگر ان کی مراد ان
اصول سے جسمین وہ امام ابو یوسف ومحمد
کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتے ہین ادلہ اربعہ
شرعیہ (کتاب وسنت واجماع وقیاس) ہین
اور یہہ مراد ہے کہ ان دلایل سے احکام
استنباط کرنے مین وہ لوگ امام ابو حنیفہ
کے مقلد تہے تو یہہ بات بن نہین سکتی -

بل انما وافق رایهم فی ذلک رائه وفات الحجة عندهم کما قامت عنده - الا تری ان مالکًا لا یلزمه تقلید ابی حنیفة من القول لحجیة المراسل ولا الشافعی من القول بنفی الحجیة عن المصالح ولا تقلید بعضهم لبعض من اتفاق فی کون الاجماع وخبر الواحد والقیاس حجة فانه انما انکر حجیة الاجماع بعض المبتدعة وحجیة القیاس داود الظاهری وغیره من الشذوذ وقد نقل عن ابی بکر القفال وابی علی بن حیران والقاضی حسین من الشافعیة انهم قالوا لسنا مقلدین للشافعی بل وافق راینا رایه وهو الظاهر من حال الامام ابی جعفر الطحاوی فی اخذه بمذهب ابی حنیفة رحمه الله واحتجاجه له وانتصاره لا فق اله علی ما قال فی اول کتاب

ان ادلہ سے احکام استنباط کرنے مین تو سبھی ائمہ باہم موافق ہین کوئی کسیکا مخالف نہین یہی شریعت سب امامون کا ماخذ و مستند ہی پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ان تو ان ادلہ مین ان کے موافق ہین اور باقی امام احمد و شافعی و مالک انکے ان کے مخالف ہین اگر کوئی کہے کہ شائد ان کے اصول مین مقلد ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے ان اصول مین مقلد ہین کہ قول صحابی اور حدیث مرسل (جسکو تابعی بلا ذکر وسیلہ صحابی آنحضرت سے نقل کرے) لایق دست آویز ہے - اور استصحاب (ایک چیز کو حکم سابق پر باقی رکھنا) اور مصالح مرسلہ (وہ مصلحتین یا ضرورتین جنکے لحاظ کا نہ شرع نے حکم دیا ہے نہ اس سے منع کیا ہے) لایق دست آویز نہین ہین ایسی ہی اور اصول اسکی جواب مین مین کہونگا کہ یہہ تقلید نہین ہے

+ اس کی مثال یہہ ہے کہ بادشاہ نے ایک مفسد باغی قوم مین چڑہائی کی باغیون نے چند بیگناہ اشخاص کو قید کرکے اپنے آگے آڑ کھڑی کر لی اب اگر اس آڑ پر باڑ چلائی جاتی ہے تو ان بیگناہون کی جان جاتی ہے - اور اگر لڑائی ہٹائی جاتی ہے تو باغیون کے تسلط کا خوف ہی یہان ضرورت و مصلحت یہہ ہے کہ اس آڑ پر باڑ چلائی جاوے گو اسمین چند بیگناہون کی جان جاتی ہے — حاشیہ

شرح الآثار اذكر في كل كتاب ما فيه
الناسخ والمنسوخ وتاويل العلماء واحتجاج
بعضهم على بعض واقامة الحجة لمن صح عنده
قوله منهم بما يصح فيه مثله من كتاب
او سنة او اجماع او تواتر من اقاويل
الصحابة او تابعيهم رضي الله عنهم ثم
ان قوله في الخصاف والطحاوي والكرخي
لا يقدرون على مخالفة ابي حنيفة لا في
الاصول ولا في الفروع ليس بشيء فان ما
خالفوه من المسائل لا يعد ولا يحصى ولهم
اختيارات في الاصول والفروع واقوال
مستنبطة بالقياس والمسموع واحتجاجات
بالمنقول والمعقول على ما لا يخفى على
من تتبع كتب الفقه والخلافيات والاصول
وقد انفرد الكرخي رحمه الله عن ابي حنيفة
رحمه الله وغيره في ان العام بعد التخصيص
لا يبقى حجة اصلا وان خبر الواحد الوارد

یہہ تو ایک مجتہد کے دوسرے مجتہد کی رائے
سے موافقت ہی جو دلیل ایک کے خیال مین
آئی وہی دوسرے کے نزدیک صحیح ہوئی اسلیئے
ایک ہی بات دونون نے کہی دیکھو امام
مالک بھی حدیث مرسل کو لائق دست آویز
سمجھتے ہین باوجود اسکے وہ امام ابو حنیفہ کے
مقلد نہین سمجھے جاتے - اور امام شافعی مصالح
مرسلہ کو لائق دست آویز نہین جانتے - پہر بھی
انکو امام ابو حنیفہ کا مقلد نہین سمجھا جاتا - پس ان
باتون کے قایل ہونے سے امام ابو یوسف و محمد
کو کیونکر امام ابو حنیفہ کا مقلد سمجھا جاسکتا ہی اجماع
و خبر واحد اور قیاس کو لائق حجت سمجھنے پر سب کا
اتفاق کرنا ایک دوسرے کا مقلد ہونا نہین ہے
ابو بکر قفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین یہ
سب (جو شافعی کہلاتے) صاف کہا ہی کہ امام شافعی
کے ہم مقلد نہین ہین بلکہ ہماری رائے سے انکی رای
کا اتفاق ہو گیا ہے† امام جعفر طحاوی کا بھی امام ابو حنیفہ

† امام طحاوی نے صاف یہہ بھی کہدیا ہی کہ جو کچھہ امام ابو حنیفہ کہین مین اسین انکا مقلد نہین ہون چنانچہ ضمیمہ نمبر ۲ جلد ۱
مین لسان المیزان سے بواسطہ القاف اصل کلام جناب منقول ہوا اس کلام طحاوی سے اور اقوال ابو بکر القفال اور
ابو علی بن خیران اور قاضی حسین سے اس اعتراض کا جواب بھی ادا ہوا جو اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہین کہ ان لوگون
کے اقوال تم عدم ضرورۃ تقلید کی تائید مین پیش کرتے ہو یہہ لوگ خود حنفی شافعی کہلاتے تھے اگر تقلید کسی مذہب کی لازم
نہ ہوتی تو یہہ لوگ حنفی وشافعی نہ کہلاتے ۔

في حادثة تعم بها البلوى ومتروك المحاجة
عند الحاجة ليس بحجة قط وابو بكر الرازي
رحمه الله في ان العام المخصوص حقيقة
ان كان الباقي جمعا والا فمجاز اليس هذا
من مسائل الاصول ثم انه عد
ابا بكر الرازي الجصاص من المقلدين
الذين لا يقدرون على الاجتهاد
اصلا وهو ظلم عظيم في حقه وتنزيل
له عن رفيع محله وغض منه رجل
بين لجلالة شانه في العلم وباعه
الممتد في الفقه وكعبه العالي في
الاصول ورسوخ قدمه وشدة
وطأته وقوة بطشته في معارك
النظر والاستدلال ومن تتبع
تصانيفه والاقوال المنقولة
عنه علم ان الذين عدهم
من المجتهدين من شمس الائمة
ومن بعده كلهم عيال لابي بكر الرازي
ومصداق ذالك دلائله التي
نصبها لاختياراته وبراهينه
التي كشف فيها عن وجوه استدلاله

کا مذہب اختیار کرنے اور اسپر دلائل قائم
کرنے اور ان کے اقوال کی تائید کرنے
مین یہی حال ہے چنانچہ اونہون نے
شرح معانی الآثار کے ابتدا مین لکھا ہے
کہ مین تمام کتاب مین ناسخ ومنسوخ کو ذکر
کرونگا اور علما کی تاویل کو اور ایک کا
دوسرے کے مقابلہ مین دلیل قائم کرنا
اور جس شخص کا قول میرے نزدیک صحیح ہے
اسکی سند جو صحیح ہو اور میسر آوے کتاب
یا سنت یا اجماع یا متواتر اقوال اصحاب
وتابعین سے بیان کرنا۔
پھر ابن الکمال کا یہ کہنا کہ خصاف
اور طحاوی اور کرخی امام ابوحنیفہ کے
مخالفت پر قادر نہین نہ اصول مین نہ
فروع مین) یہ بھی کچھہ چیز نہین ہے
اسلئے کہ جن مسائل مین ان لوگون نے
امام ابوحنیفہ کا خلاف کیا ہے وہ شمار اور
تعداد سے خارج ہین مسائل اصول وفروع
جو انہون نے اختیار کئے ہین اور وہ مسائل
جو انہون نے نص وقیاس سے استنباط کئے ہین
اور وہ دلائل عقلی ونقلی جو انہون نے

نشاء ببغداد التي هي
دار الخلافة ومدار العلم
والرشاد ومدينة
السلام ومعقل الاسلام
ورحل في الاقطار ودخل
الامصار ولقي العلماء
اولي الايدي والابصار
واخذ الفقه والحديث
عن المشايخ الكبار
وقال شمس الائمة
فيه هو رجل كبير معروف
في العلم وانا نقلده
وناخذ بقوله فكيف
يصح تقليد المجتهد
للمقلد وذكر في الكشف
الكبير ما يدل على انه
افقه من ابي المنصور
الماتريدي وقال
قاضيخان في التوكيل
بالخصومة يجوز للمراة
المخدرة ان توكل

قایم کئے ہین ناظرین کتب فقہ وخلافیات پر مخفی نہین ہین
امام کرخی امام ابوحنیفہ سے اس مسئلہ مین علیحدہ ہو گئے
ہین کہ لفظ عام خاص ہو جانے کے بعد ہرگز لائق عمل
نہین رہتا۔ اور جو حدیث ایسے محل مین وارد ہو جس سے
بہت لوگون کو کام پڑے پہر اسکو صرف ایک دو شخص ہی
روایت کرین اور وہ حدیث جو حاجت کے وقت متروک
العمل رہی ہو لایق دست آویز نہین ہین۔ اور ابوبکر
رازی نے امام ابوحنیفہ سے اس مسئلہ مین مخالف ہین کہ عام
مخصوص البعض اگر جمع ہو تو باقی افراد مین حقیقت ہی ورنہ
مجاز ہے کیا یہ مسائل جنمین کرخی اور ابوبکر رازی نے امام سے
خلاف کیا ہے مسائل اصول نہین ہین؟ پہر ابن الکمال نے
ابوبکر جصاص کو ایسے مقلدین سے شمار کیا ہے جو کسی نوع
کی اجتہاد پر قادر نہین۔ اور یہ ابوبکر کی حق مین بڑا ظلم ہے
اور انکو انکی عالی مرتبہ سے اوتارنا اور انکی علم مین جلیل الشان
اور فقہ مین زبردست۔ اور اصول مین بلند قابت اور ثابت
قدم ہونے سے اور انکی مضبوطی طاقت اور نظر و استدلال
کو سید الونمین سخت گیری سی اور چشم پوشی اور جہالت ہے
اور جو کوئی انکی تصانیف کو اور ان اقوال کو جو اورون کی
تصانیف مین انسے منقول ہین تلاش کریگا وہ یقیناً جان لیگا
کہ شمس الائمہ کے بعد جو لوگ جنکو ابن الکمال نے مجتہدین مین شمار
کیا ہے وہ سبہی ابوبکر رازی جصاص کے عیال (ذریات) ہین اسکے

وهي التي لم تخالط الرجال بكرا كانت او ثيبا كذا ذكره ابو بكر الرازي ثم قال وعامة المشائخ اخذوا بما ذكره ابو بكر الرازي رحمه الله وفي الهداية ولو كانت المراة مخدرة قال الرازي يلزم التوكيل منها ثم قال وهذا شئ استحسنه المتأخرون وقال ابن الهمام رحمه الله هو الامام الكبير ابو بكر الجصاص احمد بن علي الرازي رحمه الله يعني ما علي ظاهر اطلاقه الاصل وغيره من ابي حنيفة رحمه الله لا فرق بين البكر والثيب المخدرة والمبرزة والفتوي

تصدیق ان دلایل سے ہو سکتی ہی جو ابو بکر رازی نے اپنے مختار مسایل پر قایم کی ہین آپنے بغداد مین جو دار الخلافہ ہی اور علم کا گہر ہی نشو و نما پایا ہی اور اطراف اور بلاد مین سفر کیا اور اہل ثروت و بصیرت کی ملاقات کی اور بڑے بڑے مشایخ سے حدیث و فقہ حاصل کی۔ شمس الایمہ حلوانی نے انکی نسبت کہا ہے کہ یہہ شخص بڑا آدمی ہے علم مین مشہور ہی ہم اوسکی تقلید کرتے ہین (یعنے ان باتوں مین جنکا خود علم نہو) اور اوسکی بات مان لیتے ہین سو اگر یہہ مقلد ہوتے تو شمس الایمہ کو جنکو ابن الکمال مجتہد کہتا ہی انکی تقلید کیونکر جایز ہوتی۔ کشف کبیر مین مذکور ہے کہ ابو بکر رازی امام ابو المنصور ماتریدی سے بہی بڑے فقیہ ہین۔ قاضیخان نے اپنے فتاوی کے باب توکیل بالخصومۃ مین کہا ہی کہ پردہ دار عورت کو جسکو مردون سے اختلاط نہو خواہ وہ کنواری ہو خواہ بیاہی ہوی اپنی طرف سے کسیکو جہگڑنے کو وکیل بنانا جایز ہی چنانچہ ابو بکر رازی نے فرمایا ہی پھر کہا کہ عام مشایخ نے اسی قول کو لیا ہی۔ ہدایہ مین کہا ہی کہ اگر عورت پردہ نشین ہو تو اسکے حق مین امام رازی فرماتی ہین کہ اس عورت کیطرف سے وکیل کا ہونا لازم پہر کہا یہہ مسئلہ علماء متاخرین نے پسند کیا ہی۔ ابن الہمام نے کہا ہی وہ یعنی اس مسئلہ کو بیان کرنے والا امام کبیر الشان ابو بکر جصاص احمد بن علی رازی ہین یعنے اصل مذہب امام ابو حنیفہ مین تو پردہ نشین اور کہلم کہلی عورت مین کوئی فرق نہین پر فتوے اسی پر ہے جو انہون نے فرمایا ہے کہ عورت

على ما اختاره من ذلك وحينئذ
تخصيص الرازي ثم تعميم المتاخرين
ليس الا لفائدة انه المبتدي
بتفريع ذلك وتبعوه انتهى كلامه
وقد اكثر شمس الائمة السرخسي
في كتبه النقل عن ابي بكر الرازي
والاستشهاد به والمتابعة لاراءه
ثم الحلوائي ومن ذكره بعده وعدهم
من المجتهدين في المسائل كلهم ينتهي
سلسلة علومهم الى ابي بكر الرازي
فقد تفقه عليه ابو جعفر الاستروشني
وهو استاذ القاضي ابي زيد الدبوسي
وابو علي حسين بن خضر النسفي وهو
استاذ شمس الائمة الحلوائي۔
ومعلوم ان السرخسي من تلامذته
وقاضيخان من اصحاب اصحابه
فلعله نظر الى قولهم انه كان في
تخريج الرازي فظن ان وظيفته
في الصناعة هي التخريج فحسب وان
غاية شاءه هذا القدر وقد
خرج ابوحنيفة واصحابه قول

پردہ دار رہو تو وکیل کرنا مناسب ہے صاحب
ہدایہ کا بیٹا اس مسئلہ کو امام رازی کیطرف منسوب کرتا
پھر عام متاخرین کو شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ
سب سے پہلے یہ بات امام رازی نے کہی ہے اِن ہی کی
متابعت متاخرین نے اختیار کر لی۔
شمس الائمہ سرخسی اپنی کتابوں میں ابوبکر رازی سے
بہت نقل لائے ہیں اور انکے اقوال سے بہت متابعت
و استشہاد کئے ہیں پھر حلوائی نے اور جنکو ابن الکمال
نے انکے بعد مجتہدین میں شمار کیا ہے ان سبکا سلسلہ
استاد علمی ابوبکر رازی تک پہونچتا ہے۔ ابو جعفر
استروشنی نے (جو قاضی ابوزید دبوسی کا استاد ہے) اور ابو علی
حسین بن خضر نسفی نے (جو شمس الائمہ حلوائی کا استاد ہے) انکی
سے علم فقہ حاصل کیا ہے اور یہ بھی سبکو معلوم ہے کہ سرخسی
بھی آپکے شاگردوں سے ہیں۔ اور قاضیخان
آپکا شاگردان شاگرد ہے۔ شاید ابن الکمال
نے ابوبکر رازی کو صرف مخرجین سے شمار
کرتے ہیں یہہ وہو کہہ کہا ہے کہ لوگوں کا کسی مسئلہ
کی نسبت یہہ قول دیکہا کہ یہہ مسئلہ رازی کی تخریج
پر یوں ہے اور یہیں سے یہہ سمجھ لیا کہ رازی کا منصب صرف
تخریج ہے اور اسکی رای کی حد اسی مرتبہ تخریج تک ہے
حالانکہ یہہ تخریج تو امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردوں نے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فی
تکبیرات العیدین انہا ثلث عشر
تکبیرة بحمل انہا علی ہذا العدد
باضافة التکبیرات الاصلیة والتی فیہ
واتباعہ بحملہا علی الزوائد وخرج
ابو یوسف قول الشعبی رحمہ اللہ
ان للخنثی المشکل من المیراث نصف
النصیبین بان ذلک ثلاثة من سبعة
ومحمد رحمہ اللہ بانہ خمسة
من اثنی عشر وتخریج ابو الحسن الکرخی
قول ابی حنیفة ومحمد رحمہما اللہ
فی تعدیل الرکوع والسجود وجعلہ
واجبا وابو عبد اللہ الجرجانی
وحملہ علی سنة ونظائر ذلک
کثیرة وقعت من کبار المجتہدین
فما ضرہم ذلک فی اجتہادہم
ولا نزلہم من شانہم فکیف
ینزل ابا بکر الرازی الی الرتبة
النازلة عن منزلتہ ثم انہ
جعل القدوری وصاحب الہدایة
من اصحاب الترجیح وقاضیخان

بہی کی ہے اونہوں نے حضرت ابن عباس کے
اس قول ہین کہ تکبیرات زوائد عیدین تیرہ
ہین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ اصلی تکبیرات کی
سمیت تیرہ ہین اور امام شافعی اور اونکے
شاگردون نے اسمین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ
صرف تکبیرات زوائد ہین اور امام ابو یوسف نے
شعبی کے اس قول سے کہ خنثی کی میراث دو حصون سے
نصف ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ سات مین سے
تین ہین اور امام محمد نے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ بارہ سے
پانچ ہین اور امام ابو الحسن کرخی نے امام ابو حنیفہ
و محمد کے اس قول سے جو تعدیل رکوع و سجود مین
وارد ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ تعدیل واجب ہے
اور ابو عبد اللہ جرجانی نے یہہ تخریج کی ہے
کہ وہ سنت ہے اور اسکی نظیرین اور بہت ہین
جو بڑے مجتہدین سے واقع ہو چکی ہین اس تخریج
کرنے نے انکو تو ضرر نہ دیا اور انکو منصب اجتہاد سے
نہ گرایا پھر یہہ تخریج امام رازی کو اس منصب
اجتہاد سے کیونکر اتار سکتی ہے ۔
پھر ابن الکمال نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو
تو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور
قاضیخان کو مجتہدین سے باوجودیکہ قدوری شمس الائمہ

من المجتهدين مع تقدم القدوري على شمس الائمة زمانا وكونه اعلى منه كعبا واطول باعا فكيف لا من قاضيخان واما صاحب الهداية فهو المشار اليه في عصره والمعقود عليه الخناصر في دهره وفريد وقته ونسيج وحده وقد ذكر في الجواهر وغيره انه اقر له اهل عصره بالفضل والتقدم كالامام فخر الدين قاضيخان والامام زين الدين العتابي وغيرهما وقالوا انه فاق على اقرانه حتى على شيوخه في الفقه واذعنوا له به فكيف ينزل شانه عن قاضيخان بل هو احق منه بالاجتهاد واثبت في اسبابه والزم لابوابه هذا ثم لم يحصل من بيانه فرق بين اهل الطبقة الخامسة والسادسة وليت شعري ان هذا الرجل باي مقياس قاسهم ووجد

سے بہی زمانہ مین اور علم مین مقدم ہین تو پہر قاضیخان سے کیونکر نہو گا۔ رہے صاحب ہدایہ سو یہہ بہی اپنے زمانہ مین جسمین قاضیخان تہا) مشار الیہ تہے اور اپنے عہد مین یکتا۔ جواہر وغیرہ مین کہا ہے کہ صاحب ہدایہ کی اہل زمانہ (قاضیخان وامام زین الدین عتابی) وغیرہ نے صاحب ہدایہ کا اپنے ہمعصرون سے علم مین مقدم ہونا تسلیم کرلیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اپنے اقران وامثال بلکہ اپنے استادون سے فقہ مین فایق ہوگئے ہین جسکو انکو استاد بہی مان گئے ہین۔ پہر یہہ قاضیخان سے اجتہاد مین کیونکر کم رتبہ ہو سکتے ہین وہ تو قاضیخان سے زیادہ اجتہاد کا حق رکہتے تہے اور اسکے اسباب کو زیادہ ثابت اور موجود رکہنے والے اور اس اجتہاد کے دروازہ مین چپکے رہنے والے۔ پہر ابن الکمال کا بیان لیا ہے کہ اس سے اہل طبقہ پنجم و ششم مین کچہہ فرق معلوم نہین ہوتا۔ کاش کہ مین جانتا کہ اس شخص (ابن الکمال) نے کس پیمانہ سے ان مجتہدین کو ناپا ہے اور کیونکر ان مین یہہ فرق پایا۔ یہہ شخص اس بات مین

هذا التفاوت بينهم وهو قليل
المدارسة في الباب كليل المؤانسة
بمن ذكره في الكتاب ولا يعرف كثيراً
منهم وربما يجعل الواحد اثنين
ويعكس الامر ويقدم ما هو تاليه
ويؤخر وينسب كثيراً من الكتب
لا الى صاحبها فكيف يعرف طبقاتهم
ويميز في الفقه درجاتهم والحال
ان العلم بهذه الكلية كالمتعذر نسبة
الى اجلة الفقهاء وائمة العلماء
فانهم كالحلقة المفرغة لا يدرى
اين طرفاها على ما يشير اليه قوله
تعالى وما نريهم من آية الا هي
اكبر من اختها يريد والله اعلم
ان كل آية اذا جرد النظر اليها
قال الناظر هي اكبر الآيات والا
فلا يتصور ان يكون كل آية اكبر
من الاخرى من كل جهة للتناقض
ولكن لما كان الغالب على فقهاء
العراق السذاجة في الالقاب
وعدم التلون في العنوانات

کم عبارت تھا اور اون لوگون سے جنکا
کتاب مین ذکر لایا ہے بہت واقف نہ تھا -
انمین سے بہت لوگون کو نہین پہچانتا تھا
ایک شخص کو دو سمجہتا ہے اور دو کو
ایک - پہلے کو پچھلا بتاتا ہے اور پچھلے
کو پہلا - بتہیری کتابون ان لوگونکی
تصنیف بتاتا ہے جنکی وہ تصنیف نہین
ایسا شخص طبقات فقہا رکو کیونکر
پہچان سکتا ہے انکے درجات فقہیہ
کیونکر جان سکتا ہے - ان درجات کا
پہچانتا بڑے بڑے علمار اور آئمہ کی نسبت
محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی مثال
ایک حلقہ کیسی ہے جسکے دونون طرف معلوم
نہون جیسا کچھ ہمت قول خداوندی کا کہ ہم جو
نشانی انکو دکہلاتے ہین وہ ساتہ والی سے بڑی ہے اشارہ ہے
لیکن ابن الکمال کی غلطی اور دہوکہ
کہانے کا منشا یہہ ہے کہ اکثر فقہار
عراق کی عادات مین سادہ پن اور القاب
وخطاب بدلانے مین غیر متلون المزاج ہونا
اور بڑے بڑے القاب وخطابات سے سلف
صالحین کے طریق پر چشم پوشی کنارہ کشی کرنا

والمحافظة في الجري على منهاج السلف
في التجافي عن الالقاب الهائلة والاوصاف
الحافلة والتحاشي عن الترفع وتنويه
النفس واعجاب الحال تدينا وتصلبا
وتورعا وتقادبا كما كان الغالب
عليهم الخمولة والاجتناب عن
ولاية القضاء وتناول الاعمال
السلطانية لان منازع الاتباع ما كانت
مفارقة عنهم ولا اشعارهم
مخولة الى اشعار غيرهم فكانوا
يذهبون مذهبهم في الاكتفاء
بالتمييز عن غيرهم باسماء
ساذجة ينبئ لها العامة
ويمتهنها السوقة من الانتساب
الى الصناعة او القبيلة او القرية
او المحلة او نحو ذلك كالخصاف
والجصاص والقدوري والثلجي
والطحاوي والكرخي والصيمري
فجاء المتاخرون منهم على منهاجهم
في الاكتفاء بها وعدم الزيادة
عليها في الحكاية عنهم واما الغائب

اور قضا وغیرہ عہدہ ہائے ریاست سے
اجتناب وگوشہ نشینی اختیار کرنا پایا جاتا ہے
کیونکہ اتباع سنت انسے جدا نہ تھا اور نہ غیر
اقوام کا طریق انمیں جمول ہوا تھا — وہ
سلف صالحین کی چال یہ تھی اور ایک دوسرے
کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام
لوگ ہلکا سمجھتے استعمال میں لاتے یعنے پیشوں
یا قبیلوں یا بستیوں یا محلوں کی طرف
منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی)
جصاص (چونہ فروش یا چونہ ساز)
قدوری (ہنڈیا بیچنے والا یا قدورہ
کے رہنے والا) ثلجی (برف بیچنے والا
یا ثلج بن عمرو کا بیٹا) طحاوی (طحہ کا
رہنے والا) صیمری (موضع صیمر کا
رہنے والا) وعلی ہذا القیاس —
متاخرین کا وقت آیا تو انہوں نے
ان ائمہ کے نام لینے میں ان ہی کے
طریق پر اکتفا کیا اور انسے روایت
نقل کرنے کے وقت ان القاب سے
کچھ نہ بڑھایا ولیکن اہل خراسان خصوصًا
ماوراء النہر کے ساکنین کو پچھلے امر پر

علی اهل خراسان ولاسیما ماوراء النهر
فی القرون الوسطی والمتاخرة فهو
المغالات فی التوقح علی غیرهم
واعجاب حالهم الذهاب
بانفسهم عجبا وکبریاء والتصنع
بالتواضع سمعة وریاء یستفرغ
الاحادیث عمن سواهم ولایستکر
هون فی معمورة الارض مثوی
غیر مثواهم قد تصور کل منهم فی
خلده ان الوجود کله یصغر
بالاضافة الی بلده فلاجرم
انتزع عرق منهم فی علمائهم
فلقبوا بالالقاب النبیلة وسموا
بالاوصاف الجلیلة مثل
شمس الائمة وفخر الاسلام
وصدر الشریعة واستمر الحال
فی اخلاقهم علی ذلک المنوال
من الاتراف والغلو فی تنویه
اسلافهم والحط من غیرهم
فاذا ذکروا واحدا من انفسهم
بالغوافی وصفه وقالوا الشیخ

کے زبانون مین اپنے بڑائی کے اظہار مین
غلو ہوگیا تہا اور انہین عجب (خودپسندی)
اور تکبر غالب ہوگیا تہا وہ اگر تواضع
(فروتنی) کرتے تو برے نمایش کرتے
اور دوسری باتون کو حقیر سمجہتے اور تمام ابادی
زمین مین اپنی جگہہ کے سوائے کسی جگہہ
کو بزرگ نہ جانتے - ان مین ہر ایک
اپنے دل مین خیال کرتا کہ بہ نسبت اس کی
بستی کے اور جگہہ کی ہستی ہیچ ہے - ان
ہی لوگون کی رگ علماء اس دیار کیطرف
نکل آئی انہون نے اپنے گروہ کے بڑے
بڑے لقب مقرر کرلئے جیسے شمس الائمہ
(اماموں کا سورج) فخر الاسلام
(اسلام کی بڑائی) صدر الشریعۃ
(شریعت کے سردار) اور افراط
انکے اخلاق مین ہی غلو اور اپنے
شان و رتبہ کو اونچا کرنے اور دوسرون
کی بزرگی سے چشم پوشی کرتا جاری رہا -
جب اپنے علماء سے کسیکا نام لیتے ہین
تو انکے اوصاف و القاب مین یون مبالغہ کرکے
کہتے ہین کہ فلانے شیخ امام اجل زاہد

الامام الاجل الزاهد المشهور ونحو ذلك واذا نقلوا كلام من دونهم فلا يزيدون على مثل قولهم قال الكرخي والجصاص ونحو ذلك وربما يقتدي بهم من بعدهم ممن يتلقى منهم الكلام فيظن الجاهل باحوال الرجال ومراتبهم في الكمال وطبقات العلماء ودرجات الفقهاء ظن السوء فياخذ في الاستدلال بنباهة الاوصاف على نباهة الموصوف فيحمله ذلك على الانكار فيما عداهم واستخفاف رجال الله سواهم وقد كان ابن الكمال على ولايته عمل الافتاء من جهة الدولة فاوجبه ذلك الى مراجعة كتب الفتاوى والاكثار من مطالعة ما فيها في تحصيل ادلته والتخلص عن كديه ووقع نظره في ما سار به اهل ما وراء النهر من رفع القسم والوضيع من غيرهم فانجر اليهم وصار ذلك طبيعة له وسببا لهجومه الى هذه الكلمات الباردة والتعسفات الداهية فكان

فقیہ نے یون فرمایا ہے اور جب وہ اونکے اقوال نقل کرتے ہین تو اس سے زیادہ نہین بولتے کہ کرخ کے باشندے نے یون کہا ہے اور اوس جونا بیچنے والے دیا اس سوچی نے یون کہا ہے - پس ایسا ہی انکے مقتدی ہوتے ہین جو انکا کلام سنتے ہین اسلئے جاہل لوگ جو اشخاص کے حالات اور مراتب کمال نا واقف ہوتے ہین انکی طرف سے بدظن ہوجاتے ہین اور بڑے بڑے القاب [illegible] والے لوگونکو القاب سے انکی بڑائی ثابت کرنے لگ جاتے ہین مثلاً یون کہتے ہین کہ شمس [illegible] اور چھوٹے القاب والے بزرگونکی القاب سے اونکی خفت ثابت کرتے ہین یعنی یون کہتے ہین کہ بیچارہ ایک موچی یا چونہ فروش ہے یہ شمس الائمہ کے رتبہ کو کیونکر پہونچ سکتا ہی نہیں حضرت ابن الکمال بحیثیت عہدہ جب دولت عثمانیہ کے مفتی ہوئے تو آپ فتاوون کی کتابین دیکھنے لگے اس سیر و مطالعہ مین انکی نظر ماوراءالنہر یون پر پڑی جو اپنے آپکو بلند کرتے اور غیرونکو پستی مین گراتے لہذا انمین بھی انکی رگ پھوٹ آئی اور یہی انکی عادت ہوگئی جوانکے کلمات رد نیگا و بینگی

ما تعلمه عدة من بعدها من الجهلة ولا يجاوزون عما ذكر ولا ينتحلون طورهم في تنزيل العالي عن درجته ورفع غيره فوق رتبة فلو نقل اليهم شيء عن كبار العلماء ربما يقولون انه ليس من المجتهدين لانه ليس ممن كورهم في طبقاتهم وغير مستور عن اهل الشان ان ما اورده الرجل منهم في كتابه كنخبة من داء ما توبة في بهماء وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينزل الناس منازلهم صححه الحاكم وغيره وكلهم ائمة الدين ودعاة الحق في الارض ولكن الله فضل بعضهم على بعض — (ناطوره)

اور تکلفات کی جانب ہجوم کرتے ہیں انمین سے ہوتے ہیں اور انکا یہ فعل اور جاہلوں کے لئے ایک حد بن گیا ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے اور اپنے انداز سے کسی کو اسکے مقرری درجے سے نیچے یا اونچا کرتے ہیں اور اس حد سے آگے نہیں بڑھتے۔ انکے سامنے کسی بڑے عالم مجتہد کی کوئی بات نقل کیجاوے تو کہدیتے ہیں کہ یہ مجتہد نہ تہا کیونکہ مجتہدون کی طبقات میں اسکا ذکر نہیں آیا اور یہ امر مخفی نہیں ہے کہ جن لوگوں کا اس شخص نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے وہ تو ایسے ہیں جیسے دریا میں ایک گہونٹ اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو انکے لائق مرتبہ کی جگہہ دین اس حدیث کو حاکم وغیرہ نے صحیح کیا ہے۔ وہ سب علماء (جو اکثر ابن الکمال کے طبقات میں مذکور نہیں) دین کے امام ہیں اور زمین پر حق کیطرف لوگوں کو بلانے والے لیکن خدا نے ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے —

یہہ آخر کلام علامہ صاحب ناطورہ کا ہے جو اس باب مین اونہوں نے فرمایا ہے اس کلام مین جو کچھ علامہ نے فرمایا ہے وہ اجلہ حنفیہ وغیرہ علماء کے کتب مین موجود ہے جوان کی کسی بات کی اور علماء حنفیہ وغیرہ سے تصدیق و شہادت چاہے وہ ہمسے مطالبہ کرے۔ اور انکی ہر ایک دعوی پر متعدد شہادتین و اقوال اجلہ علماء رسن لی معروف ہیں بعض

اقوال علماء آپکی تائید مین پیش کرتے ہین۔ ہمارے اس زمانہ کے محقق حنفی مولوی محمد عبد الحی صاحب لکہنوی نے اپنے رسالہ **النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر** مین علامہ ہرون کے اعتراضات کو جو ابن الکمال پاشا کی طبقات وتجویزات پر انہون نے وارد کئے ہین نقل کرکے فرمایا ہے۔

وھذہ الانظار التی اوردھا کلہا مستحکمۃ مضبوطۃ وقد کان بعضہا یخطر ببالی ویختلج بقلبی الا ان خوف المجادلین کان لا یدعنی لذکرھا الی ان ارسل الی بعض افاضل العصر الکتاب المذکور فطالعت واستفدت وحمدت اللہ علی حسن التوارد	یہہ اعتراضات جو علامہ ہرون نے وارد کئے ہین سب کے سب محکم و مضبوط ہین۔ یہہ اعتراضات میرے دل مین بہی کہٹکا کرتے یہہ ناحق جہگڑنے والون کا خوف مجہے انکو ذکر کرنے کی اجازت ندیتا تہا یہانتک کہ بعض فضلائے زمانہ نے علامہ ہرون کی کتاب میرے پاس بہیجی تو مینے اسکا مطالعہ کیا

اور اس سے نفع اوٹہایا اور ان اعتراضات مین علامہ ہرون کی رائے سے توافق حاصل ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا۔

اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے علامہ ہرون کی اس کلام کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۱) مین منقول ہوا ہے کہ فقہاء عراق مین سادہ پن تہا اور فقہاء خراسان وما ورالنہر مین بڑائی اور تفاخر۔ اسکے بعد علامہ ہرون کے اس قول کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۶) مین منقول ہوا کہ مسائل مذہب حنفی کے تین طبقہ ہین۔ اور متون مختصرہ متاخرین وقایہ وکنز ونقایہ وغیرہ ان متون مین سے نہین جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ جو مسئلہ متون مین ہو وہ شروح والے مسائل سے مقدم ہے"۔ اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے مجتہدین کے اقسام کو بیان کیا ہے اور امام ابویوسف وامام محمد کا اصول و فروع مین امام ابوحنیفہ سے مخالف ہونا بیان فرمایا ہے جسمین ابن الکمال کی کلام کی تزئیف اور علامہ ہرون کی کلام کی

جو ضمیمہ نمبر۲ مین بصفحہ (۱۵) منقول ہوا تائید پائی جاتی ہے

واعلم ان مذہب الامام ابی حنیفة الاکثر ماخوذ عن الصحابة الذین نزلوا بالکوفة ومن بعدہم من علمائہا وکان الزم بمذہب ابراہیم عظیم الشان فی التخریج علی مذہبه وکان اشہر اصحابه ابو یوسف تولی قضاء القضاۃ زمن ہارون الرشید فکان سببا لشیوع مذہبه فی اقطار العراق وبلاد ماوراء النہر وغیرہا وکان احسنہم تصنیفا وجمعا محمد بن الحسن وجمع فی تصانیفه رایه ورای شیخه فتوجه اصحاب ابی حنیفة الی تلك التصانیف تلخیصا وتقریبا وتخریجا وتاسیسا وانما عد مذہب ابی یوسف ومحمد من مذہب ابی حنیفة مذہبا واحدا مع انہما مجتہدان مستقلان - لانہما مع مخالفتہما له فی الاصول والفروع لم یتجاوزا عن منہجة ابراہیم وغیرہ من علماء الکوفة کذا قال المحدث ولی الله الدہلوی فی رسالة

آپ فرماتے ہین امام ابو حنیفہ کا مذہب اکثر ان صحابہ سے ماخوذ ہے جو کوفہ مین تہے انکے سوائے وہانکے تابعیون سے امام صاحب ابراہیم (تابعی) کے مذہب پہ تخریج کرنے مین عظیم الشان تہے - آپکے صحبتیون (شاگردون) سے امام ابو یوسف ہارون رشید کے زمانہ مین قاضیون کے قاضی بنے یہی امر ملک عراق وماوراء النہر مین انکے مذہب پہیلنے کا سبب ہوا اور آپکے شاگردون سے امام محمد کو تصنیف کا ڈہب خوب آتا تہا انہون نے اپنی تصانیف مین اپنے اور اپنے استاذ (ابو حنیفہ) کی رائے کو جمع کیا - حنفیہ علماء نے اون تصانیف (امام محمد) کے خلاصہ نکالنے اور اُنکو قریب الفہم کرنے اور انمین سے تخریج کرنے اور اُنکی بناء پر اور تالیف کرنے کی طرف توجہ کی ابو یوسف ومحمد کا مذہب حنفیہ مذہب مین شامل ہوکر ایک سمجہا گیا باوجودیکہ وہ اصول وفروع مین امام ابو حنیفہ کے مخالف ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ انہون نے ابراہیم تابعی وغیرہ علماء کوفہ کی طریق اجتہاد سے تجاوز نہین کیا - ایسا ہی محدث ولی اللہ دہلوی نے

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف
واعلم ان المجتهد علی اقسام ثلثة احدها
المجتهد المطلق المستقل ومن شرطه
فقه النفس وسلامة الذهن وصحة
التصرف والاستنباط والتیقظ ومعرفة
الادلة والاتها المذكورة فی الاصول
وشروطها مع الفقه والضبط لامهات
المسائل وثانیها المجتهد المطلق المنتسب
الی امام معین من الائمة المجتهدین
لكن لا یقلد لا فی المذهب ولا فی الدلیل
لاتصافه بالات الاجتهاد وانما ینتسب
الیه لسلوكه طریقه فی الاجتهاد
وثالثها المجتهد فی المذهب
وهو ان یكون مقیدا بمذهب
امام مستقلا بتقریر اصوله بالدلیل
غیر انه لا یجاوز فی ادلته اصول
امامه وقواعده وشرطه كونه عالما بالمذهب
واصوله وادلة الاحكام تفصیلا
وكونه بصیرا بمسالك الاقیسة والمعانی
تام الارتیاض فی التخریج
والاستنباط بقیاس غیر المنصوص علی المنصوص

اپنے رسالہ (انصاف فی بیان سبب الاختلاف) میں کہا ہے
(وہ یہ ہی) جان لے کہ **مجتہد تین قسم ہیں**
ایک مجتہد مطلق مستقل اسکی شرط یہ ہے
کہ اسکی ذات (یا طبیعت) میں قوت اجتہاد و سلامت
ذہن و صحت تصرف و استنباط و بیدار مغزی اور معرفت
دلائل شرعیہ اور انکے آلات کی (جو علم اصول میں
مذکور ہیں) اور ضبط مسایل اصول ہو جود ہو۔
قسم دوم مجتہد مطلق منتسب یہ وہ ہے
جو کسی مجتہد کیطرف منسوب ہو لیکن وہ اسکا
مقلد نہو نہ اصول میں نہ فروع میں کیونکہ
وہ خود اسباب اجتہاد کا محل ہوتا ہے اسکا اسی امام
کیطرف منسوب ہونا صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنے اجتہاد
میں اس امام کے طریق پر چلتا ہے **قسم سوم**
مجتہد فی المذہب۔ یہ وہ ہے کہ کسی امام کے مذہب
کا پابند ہو اور اپنے اصول کے تقریر و دلایل بیان
کرنے میں مستقل ہو۔ پھر وہ ان اصول و دلایل
میں امام کے اصول و دلایل کی مخالفت نہ کرتا ہو
اسکی شرط یہ ہے کہ وہ اس مذہب کے اصول و دلایل
سے بخوبی واقف ہو اور اسکی تخریج و استنباط
پوری مشق رکھتا ہو یہ شخص تقلید سے خالی نہیں
ہوتا کیونکہ اسمیں بعض اسباب اجتہاد

لعلمه باصول امامه ولا يعرى
عن تقليد لامامه لاخلاف له
ببعض ادوات الاجتهاد المستقل
كالنحو والحديث والنحو ذلك كذا
ذكره ابن حجر المكي في رسالته
شن الغارة على من اظهر معرة
تقوله في الحنا وعوارة اما القسم
الاول فما يتصف به الائمة الاربعة
ومن بعدهم وقال ابن حجر قال
ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد انقطعت
من نحو ثلث مائة سنة ولابن الصلاح نحو
ثلث مائة فيكون انقطعت من نحو ستمائة
سنة بل نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين
انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل نعم
وفي الميزان لعبد الوهاب الشعراني قد نقل
الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين
مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة
ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
قال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير
المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام
محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى
لكن النقل عن الميزان الشعراني انتهى قال

مثل علم نحو و حدیث وغیرہ کا نقصان
پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی ابن حجر نے
رسالہ شن الغارہ
میں کہا ہے۔ قسم اول اجتہاد تو ائمہ
اربعہ اور انکے پچھلے مجتہدوں میں پایا جاتا
ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح
نے فرمایا ہے کہ یہہ مرتبہ تین سو
برس سے موقوف ہو چکا ہے۔
اور تین سو برس ابن الصلاح کو ہو چکے
ہیں۔ تو اب (لغو ین صدی میں جو ابن
حجر کا زمانہ ہے) اس مرتبہ کو انقطاع
کو چہہ سو برس ہو لئے بلکہ ابن الصلاح نے تو بعض
اصولیوں سے یہہ بھی نقل کیا ہے کہ زمانہ امام
شافعی کے بعد مجتہد مستقل کوئی نہیں ہوا شعرانی
کی میزان کبریٰ میں ہے کہ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے
کہ اجتہاد دو قسم ہے اجتہاد مطلق غیر منتسب
جیسے ائمہ اربعہ تھے۔ اجتہاد مطلق منتسب
جیسے انکے اکابر شاگردان یا اہل مذہب تھے
پھر کہا کہ اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی
ائمہ اربعہ کے بعد بجز امام محمد بن جریر طبری
کسی نے نہیں کیا۔ اور انکا دعویٰ مانا نہیں گیا +
ایسا ہی مولوی صاحب موصوف نے میزان شعرانی سے نقل کیا ہے

+ یعنی سچے نہیں مانا گیا چنانچہ کلام صاحب فتح کبیر جو صفحہ (۲۳) میں منقول ہوگا اسپر شاہد ہے ورنہ بعض علما میں انکے
اجتہاد کا مسلم ہونا تو محل انکار نہیں ہے۔ دیکھو معیار الحق مطبوعہ دہلی صفحہ (۲۷) جسمیں انکا اور کئی اور مستقل مجتہدین کا اجتہاد
بڑے بڑے علما کی شہادت سے ثابت کیا گیا ہے۔

وقال بحر العلوم اللكنوي في شرح تحرير
الاصول اعلم ان بعض المتعصبين
قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة
الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم
والاجتهاد في المذهب اختتم على العلامة
النسفي صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد
في المذهب وهذا غلط ورجم بالغيب
فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون
على ابداء الدليل اصلا ثم هو تحكم على
قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم
ان لا يوجد الى يوم القيمة احد
يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد
فاجتنب عن مثل هذه التعصبات انتهى
وقال هو ايضا في شرح مسلم الثبوت
من الناس من حكم بوجوب خلو الزمان
عن المجتهد بعد العلامة النسفي
وعنوا به الاجتهاد في المذهب واما الا
جتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة
الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من
هؤلاء على الامة وهذا كله هوس
من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولا

پھر فرمایا بحر العلوم لکھنوی نے شرح
تحریر ابن الہمام میں فرمایا ہے تو جان لے
بعض متعصبوں نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ائمہ
اربعہ پر ختم ہو چکا انکے بعد مجتہد مطلق کوئی
نہیں ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی
صاحب کنز پر ختم ہوا ہے اسکے بعد مجتہد فی
المذہب کوئی نہیں یہہ بات غلط اور غیب سے
پتھر مارنا ہے اگر کوئی انسے پوچھے کہ یہہ بات تم نے
کہاں سے جانی تو اسپر دلیل پیش نکر سکیں گے
پھر یہہ تو خدا تعالی کی قدرت پر دھینگا دھینگی
کا ایک حکم لگانا ہے یہہ کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے
کہ قیامت تک خدا تعالی کسی پر منصب اجتہاد کا
فضل نکریگا ایسے تعصبات سے بچنا چاہئے
اور بحر العلوم نے شرح مسلم میں
فرمایا ہے بعض لوگوں نے علامہ نسفی کے
بعد مجتہد فی المذہب سے تمام زمانہ کے خالی
ہو جانیکا حکم لگا دیا ہے - اور اجتہاد
مطلق تو وہ ائمہ اربعہ ہی پر ختم کر چکے
ہیں یہانتک کہ تمام امت پر ان ہی میں سے
کسی نہ کسی کی تقلید واجب سمجھتے ہیں یہہ سب انکی
ہوسنیں ہیں جنپر وہ کوئی دلیل نہیں لائے

لا یعبأ بکلامهم وانما هم من الذین
حکم الحدیث علیهم انهم افتوا بغیر علم
فضلوا واضلوا ولم یفهموا ان هذا
اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمهن الا
الله انتهی **والحاصل** ان من ادعی
بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد
المطلق المستقل بالائمة الاربعة
انقطاعا لا یمکن عوده فقد غلط و
خبط فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه
ورحمة الله لا تقتصر علی زمان دون
زمان ولا علی بشر دون بشر ومن
ادعی انقطاعها فی نفس الامر مع امکان
وجودها فی کل زمان فان اراد
انه لم یوجد بعد الاربعة مجتهد
اتفق الجمهور علی اجتهاده وسلموا
استقلاله کاتفاقهم علی اجتهادهم
فهو مسلم والا فقد وجد بعدهم
ایضا ارباب الاجتهاد المستقل
کابی ثور البغدادی وداود الظاهری
ومحمد بن اسمعیل البخاری وغیرهم علی
ما لا یخفی علی من طالع کتب الطبقات

اور انکی اس کلام کا کچھ بھی اعتبار نہین۔
یہہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حدیث نبوی کا یہہ
حکم ہے کہ انہون نے لاعلمی سے فتوی دیا پس خود
گمراہ ہوئے اور اورون کو بھی گمراہ کیا۔ انہون
نے یہہ نہ سمجھا کہ یہہ بات تو اون پانچ غیبی
باتون سے ہے جنکا علم بجز خداتعالی کسی کو نہین
ہے۔ **اس کلام کا حاصل** (مولوی صاحب
فرماتے ہین) یہہ ہے کہ جو یہہ دعوی کرے کہ اجتہاد
مطلق مستقل ائمہ اربعہ پر ایسا ختم ہوا ہے جسکا کہ
پھر کسی سے ہونا ممکن نہین ہے تو اسنے غلط کیا
اور خبط کیا کیونکہ اجتہاد خداکیطرف سے رحمت ہے
وہ کسی زمانہ اور کسی بشر سے مخصوص نہین۔
اور جو یہہ دعوی کرے کہ ائمہ اربعہ کے بعد مجتہد
مستقل کا ہونا ممکن تو تھا پر یہہ امکان وقوع
مین نہین آیا اور انکے بعد ایسا مجتہد کوئی نہین ہوا
اسکی مراد اگر یہہ ہے کہ انکے بعد ایسا مجتہد مستقل
کوئی نہین ہوا جسکے اجتہاد کو سب نے مان لیا
ہو جیسا کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو سبنے مان لیا
ہے تو یہہ دعوی مسلم ہے اور اگر یہہ مراد ہو کہ انکے
بعد کسی کا مجتہد مستقل ہونا کسیکے نزدیک بھی نہین مانا تو
یہہ غلط ہو۔ ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہین

واما القسم الثاني فاتصف به ابو يوسف ومحمد وغيرهما من اصحاب ابي حنيفة وفي الشافعية كثيرون بلغوا هذه المرتبة كالنووي وابن الصلاح وابن دقيق العيد وتقي الدين السبكي وابنه تاج الدين السبكي والسراج البلقيني وابن الزملكاني والسيوطي وغيرهم ممن عاصرهم او تقدمهم على ماذكره السيوطي في حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة وغيره وفي الانصاف انقرض المجتهد المطلق المنتسب في مذهب ابي حنيفة بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جيدا واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا وانما كان فيه المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى الشروط للمجتهد ان يحفظ المبسوط وقل المجتهد المنتسب في مذهب

جیسے ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ جنکا حال ناظرین طبقات پر مخفی نہین ہے۔ **قسم دوم اجتہاد** امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ امام ابو حنیفہ کے شاگردان اور متبعین مین پایا جاتا ہے۔ شافعیہ سے اس رتبہ اجتہاد کو بہت لوگ پہنچے ہین جیسے امام نووی۔ ابن الصلاح۔ ابن دقیق العید۔ تقی الدین سبکی اسکا بیٹا تاج الدین سبکی۔ سراج الدین بلقینی۔ ابن الزملکانی سیوطی وغیرہ جو ان ائمہ کے ہمعصر تھے یا ان سے پہلے گذر چکے تھے چنانچہ امام سیوطی نے (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ) مین ذکر کیا ہے **اور انصاف** (تالیف شاہ ولی اللہ صاحب) مین ہے مجتہد مطلق منتسب امام ابو حنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے بعد گذر چکے کیونکہ مجتہد مطلق جید محدث ہوتا ہے اور ان لوگون کا شغل علم حدیث سے زمانہ قدیم وجدید مین کم رہا ہے انمین مجتہد فی المذہب ہی رہے ہین۔ یہی اجتہاد فی المذہب اس شخص کی مراد ہے جسنے کہا ہے کہ مجتہد کے لیئے

لة
مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة
فانه لا يعد تفرده وجها في المذهب
كابن عبد البر وابي بكر بن العربي
واما مذهب احمد فكان قليلاً
قديماً وحديثاً وكان فيه المجتهدون
طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في
المائة التاسعة واضمحل في اكثر
البلاد اللهم الا اناس قليلون بمصر و
بغداد واما مذهب الشافعي فاكثر
المذاهب مجتهداً مطلقاً ومجتهداً في
المذهب واكثر المذاهب اصولياً
ومتكلماً واوفرها مفسراً للقرآن وشارحاً
للحديث واسندها اسناداً ورواية
وكان اوائل اصحابه مجتهدين
بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده
في جميع مجتهداته حتى نشأ ابن شريح
فاسس قواعد التقليد والتخريج
ثم جاء اصحابه يمشون في سبيله
وينسجون على منواله ولذلك يعد
من المجددين على راس المائتين انتهى
واما القسم الثالث فاتصف
به كثيرون من الاصحاب الحنفية كشمس

کم سے کم کتاب مبسوط امام محمد کا یاد ہونا
شرط ہے - مالکی مذہب مین مجتہد منتسب کم
ہوئے ہین انمین سے جو شخص اس رتبہ اجتہاد کو پہنچا
ہے (جیسے ابن عبدالبر اور ابوبکر بن عربی)
اسکا قول مالکی مذہب کی ایک روایت متصور
نہین - امام احمد کا مذہب پہلے اور پیچھے
زمانہ مین کم رہا پر انمین طبقہ بطبقہ مجتہد مطلق
چلے آئے یہانتک کہ نوین صدی مین وہ سب تمام
ہوئے اور یہہ مذہب اکثر شہرون مین مضمحل
ہوگیا بجز مصر و بغداد کہ وہان چند لوگ
اس مذہب کے رہے - رہا شافعی مذہب
اسمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور
اصولی اور مفسر اور حدیث کے شارحین سب
مذاہب سے زیادہ ہوئے ہین اور یہہ مذہب
اسناد و روایت مین سب سے بڑھکر ہے
اس مذہب کے پہلے لوگ تو مجتہد مطلق
تھے انمین کوئی ایسا نہ تھا کہ امام شافعی کا سبھی
اجتہادی مسائل مین مقلد ہو یہانتک کہ ابن سریج
پیدا ہوا اور اسنے تقلید و تخریج کا طریق نکالا
اسکے بعد جو آیا اسنے وہی طریق اختیار کیا
اسی وجہ سے ابن سریج دوسری صدی کے مجددین
(نئے طریق نکالنے والون) سے شمار ہوا آب

ذکرہ مفصلاً وفی بلغ المذاهب ایضاکثیرون بلغوا هذہ المرتبة	رہا قسم سوم اجتہاد سو خفیون مین سے بہت لوگون مین پایا جاتا ہے

اور باقی مذہب کے لوگون سے بھی اس تبہ کو بہت لوگ پہنچے ہین۔

اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے کتاب اعلام الاخیار کفوی اور ردالمختار حاشیہ دُرالمختار سے مسائل مذہب حنفی کے تین درجات بیان کیئے ہین بعینہ اِسی بیان کے مطابق جو علامہ ہارون سے ضمیمہ نمبرہ مین بصفحہ (۳۸) منقول ہوچکا ہے

لعلك تتفطن من هذا البحث انه ليس كل ما فی الفتاوی المعتبرة المختلفة کالخلاصة والظهيرية وفتاوی قاضيخان وغيرها من الفتاوی التی لم يتميز اصحابها بين المذاهب والتخاريج وغيره قول ابيحنيفه و صاحبيه بل منها ما هو منقول عنهم ومنها ما هو مستنبط الفقهاء و منها ما هو مخرج الفقهاء فيجب على الناظر فيها ان لا يتجاسر على نسبة كل ما فيها اليهم بل يميز بين ما هو قولهم وما هو مخرج من بعدهم ومن لم يتميز بين ذلك و بين هذا اشكل الامر عليه الا ترى فی مسئلة العشر فی العشر فی بحث الحياض فان الفتاوی مملوة	**اِسکے بعد** فرمایا ہے سنا یدتو نے اس بحث سے سمجھ لیا ہوگا کہ جو مسائل اِن گذشتہ فتاوون مین (جیسے خلاصہ ظہیریہ قاضی خان وغیرہ جو اصل مذہب اور اسکی تخریج مین تمیز نہین کرتے) پائے جاتے ہین وہ سبھی امام ابوحنیفہ اور اُنکے شاگردون کے اقوال نہین ہین بلکہ بعض انہین سے اُن ائمہ سے منقول ہین بعض فقہاء کے مستنبط مسائل بعض فقہاء کی تخریجات۔ لہذا اِن مسائل مین نظر کرنیوالون کو چاہیئے کہ اِن سب مسائل کو اون ائمہ کی طرف منسوب کرنے مین دلیری نکرین بلکہ اصل قول اور اسکی تخریج مین تمیز کرلین۔ جو یہ تمیز نہین کرتا اسکو بہت سے مسائل مین شبہ اور اشکال پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو مسئلہ دہ دردہ

من اعتباره والفتوى عليه مع انه
ليس مذهب صاحب المذهب وانما
مذهبه كما صرح به محمد في الموطا في
قدر ماء اصحابنا هو انه لو كان الحوض
بحيث لا يتحرك احد جوانبه بتحريك
الجانب الآخر لا يتنجس بوقوع النجاسة
فيه والا يتنجس ومن لم يتيقنه وظن
انه مذهب صاحب المذهب تعسر
عليه الامر في تاصيله على اصل شرعي
معتمد عليه وقد حققت هذا
البحث بما لا مزيد عليه في شرح شرح
الوقاية فليراجع وكذلك مسئلة
الاشارة في التشهد فان كثيرا من
كتب الفتاوى متواردة على منعها
وكراهتها فيظن الناظرون فيها
انه مذهب ابي حنيفة وصاحبيه
فيشكل عليهم الامر بورود احاديث
متعددة قولية وفعلية تدل على
جوازها وسنيتها قال علي القاري
المكي في رسالته تزئين العبارة
لتحسين الاشارة بعد ما ذكر

متاخرین کے فتاوے اسکی معتبری بیان کرنے
اور اس پر فتوی دینے سے بھرے ہین باوجودیکہ
یہہ اصل مذہب نہین ہے اصل مذہب حنفی
(چنانچہ امام محمد نے موطا مین اور ہمارے کئی قدیم
علمانے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ اگر حوض اتنا وسیع
ہو کہ اسکی ایک جانب کے پانی کو ہلانے سے
دوسری جانب نہ ہلے تو اسکی ایک جانب مین
نجاست پڑجانے سے دوسری جانب نجس
نہین ہوتی - جو اس بات کو خوب نہین سمجھتا
اور وہ دردہ کو اصل مذہب حنفی سمجھتا ہے
اسپر اس مسئلہ کے لیئے کوئی شرعی اصل نکالنا
مشکل ہو جاتا ہے - ایسا ہی التحیات مین اشارہ
بالسبابہ کا مسئلہ ہے بہت سے فتاوون کا
اسکی ممانعت وکراہت پر اتفاق ہے اون فتاوون
کو دیکھنے والا یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ امام ابو حنیفہ
اور انکے شاگردون کا مذہب ہے پھر اسکو یہہ
شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے حدیثین قولی و
فعلی اس اشارہ کے جواز و مسنونیت پر شاہد ہین
پھر اس مذہب کراہت وممانعت کی کیا اصل ہے
ملا علی قاری نے رسالہ تزئین العبارۃ لتحسین
الاشارہ مین احادیث رفع سبابہ کے نقل

للاخبار الدالة على الاشارة لم يعلم
من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف
في هذه المسئلة ولا في جواز الاشارة
بل قال به امامنا الاعظم وصاحباه
وكذا مالك والشافعي واحمد وسائر
علماء الامصار والاعصار وقد
نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتأخرون
فلا اعتداد لما ترك هذه السنة
الاكثرون ممن سكن ماوراء النهر واهل
خراسان والعراق وبلاد الهند ممن
غلب عليهم التقليد وفاتهم التحقيق
والتاييد من التعلق بالقول السديد
وقد ذكر محمد في موطائه حديثا في
ذلك ثم قال وبصنع رسول الله صلى
الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابي حنيفة
ونقل الشمني في شرح النقاية انه قال
ابو يوسف في الامالي انه يعقد الخنصر
والبنصر ويحلق بالوسطى والابهام
ويشير بالسبابة انتهى كلامه ملخصا
ثم قال علي القاري وقد اغرب الكيداني
حيث قال والعاشر من المحرمات الاشارة

کرنیکے بعد کہا ہے کہ صحابہ اور پچھلے علما کا
اس مسئلہ مین اختلاف نہین ہوا - بلکہ خود
امام اعظم اور انکے شاگردان اور امام مالک
وشافعی وامام احمد وغیرہ سبھی شہرون اور
زمانون کے علماء اسکے قائل ہین اور ہمارے
مشائخ متقدمین ومتاخرین بھی اسکو تصریح بیان
کرچکے ہین پھر جو اکثر ماوراء النہر وخراسان و
عراق وہند کے رہنے والون نے (جنپر
تقلید غالب ہوگئی ہے اور انسے تحقیق فوت
ہوئی ہے) اسکو ترک کر رکھا ہے اسکا کچھ
بھی اعتبار نہین - امام محمد نے اپنے موطا کے
اس باب مین حدیث وارد کی ہے پھر فرمایا
کہ ہم بھی آنحضرتؐ اس فعل پر عمل کرتے ہین
اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے - اور شمنی نے
شرح نقایہ مین کہا ہے کہ امام ابویوسف نے
امالی مین فرمایا ہے کہ اشارہ کرنیکے وقت
سب سے چھوٹی انگلی اور اسکی ساتھ والی
کو اکٹھا کرلے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھی
کا حلقہ بناوے اور کلمے کی انگلی اٹھاوے
یہہ کلام شمنی کا خلاصہ ہے - پھر ملا علی قاری نے
کہا ہے کہ کیدانی نے انوکھی بات کہی ہے

بالنسابة كاهل الحديث اي مثل اشارة
جماعة بحيهم العلم بحديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم وهذا منه خطأ عظيم
وجرم جسيم منشأه الجهل عن
قواعد الاصول ومراتب الفروع من
المنقول ولولا حسن الظن به وتأويل
كلامه بسببه لكان كفره صحيحا وارتداده
صريحا فهل يحل لمؤمن ان يحرم ما
ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما كاد ان يكون متواترا في نقله ويمنع
جواز ما عليه عامة العلماء كابرا عن كابر
انتهى فظهر منه ان قول النهي المذكور
في الفتاوى انما هو من تخريجات المشائخ
لا من مذهب صاحب المذهب وقس
عليها امثاله وهي كثيرة لا تخفى على
المحقق **واذا عرفت هذا**
فيسهل الامر في دفع طعن المعاندين
على الامام ابي حنيفة وصاحبيه
فانهم طعنوا في كثير من المسائل المذكورة
في فتاوى الحنفية انها مخالفة
للاحاديث الصحيحة او انها ليست

جہان یہہ کہدیا ہے کہ دسوان فعل حرام نمازمین
اشارہ کرنا ہے جیسے اہلحدیث کرتے
ہین اسکا یہہ کہنا بڑا گناہ اور بھاری جرم
ہے جسکا منشا وسبب قواعد اصول ومراتب
فروع سے جہالت ہے اگر حسن ظنی اور اسکے
سبب تاویل کی گنجایش نہوتی تو اسکا کفر ثابت
ہوچکا تھا اور مرتد ہونا کھلم کھلا تھا بھلا
کوئی مومن آنحضرت صلعم کے ایسے فعل کو جسکی
نقل تواتر کے قریب ہو حرام کہہ سکتا ہے
اور اس فعل سے جسپر اکابر علماء چلے آئے ہین
منع کر سکتا ہے؟ ملا علی قاری کا کلام تمام
ہوا۔ اس سے ظاہر ہو کہ جو فتاوون مین
ممانعت اشارہ مذکور ہے یہہ اصل بانی
مذہب کا قول نہین ہے۔ صرف علماء
مذہب کی تخریجات سے ہے۔ اسپر اسکے نظائر
کو قیاس کرلے۔ **جب تونے یہہ
جان لیا** تو اب تجھے امام ابوحنیفہ اور
انکے شاگردون کے معاندین کے طعنون کا جواب
دینا آسان ہوگیا انہون نے بہت مسائل
پر جو حنفیون کے فتاوون مین درج ہین
یہہ طعن کیا ہے کہ یہہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین

متاصلة على اصل شرعي ونحو ذلك وجعلوا ذلك ذريعة الى الطعن للائمة الثلثة ظنا منهم انها مسائلهم و مذاهبهم وليس كذلك بل هي من تفريعات المشائخ استنبطوا من الاصول المنقولة عن الائمة فوقعت مخالفة للاحاديث الصحيحة فلا طعن بها على الائمة الثلثة بل ولا على المشائخ ايضا فانهم لم يقرهوا مع علمهم بكونها مخالفة للاحاديث اذلم يكونوا متلاعبين في الدين بل من كبراء المسلمين بهم وصل الينا ما وصل الينا من فروع الدين بل لم يبلغهم تلك الاحاديث ولو بلغتهم لم يقرهوا على خلافها فهم في ذلك معذورون وماجورون

اور انکے لیئے شرع مین کوئی اصل نہین ہے اور اس امر کو انہون نے ان امامون پر طعن کرنے کا ذریعہ بنا یا ہے یہہ سمجھکر کہ یہہ مسائل ان امامون کے مسائل ہین اور انکے مذہب مین داخل۔ اور حقیقت مین بات یون نہین وہ مسائل تو صرف حنفی علماء کے مسائل ہین جو انہون نے اصول امام سے استنباط کیئے ہین پھر وہ احادیث صحیحہ کے مخالف نکلے۔ لہذا ان مسائل کے سبب اون تین امامون پر طعن نہین ہو سکتا۔ بلکہ اون علماء (ان مسائل کے استنباط کرنیوالون) پر بھی طعن مناسب نہین کیونکہ انہون نے دیدہ و دانستہ احادیث کا خلاف نہین کیا اور نہ ان مسائل کو احادیث صحیحہ کے مخالف جانکر قائم رکھا ہے وہ دین سے ہنسی کرنیوالے نہ تھے بلکہ وہ بڑے مسلمان سے تھے جنکے سبب ہمکو مسائل دین پہنچے ہین انکو وہ حدیثین نہین پہنچی اور اگر انکو وہ حدیثین پہنچ جاتین تو وہ ان احادیث کے برخلاف ان مسائل کو قائم و مقرر نہ رکھتے۔ اسلیئے وہ ان مسائل مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرنے مین معذور ہین اور ان مسائل مین خطا کرنے پر ماجور۔

اسکے بعد مولوی صاحب نے امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کیا ہے کہ جب ہمارے اقوال احادیث صحیحہ کے مخالف ہون تو انکو ترک کردو اور احادیث صحیحہ پر عمل کرو

فبناء علی هذا امکن لنا ان نورد تقسیما
اخر للمسائل فنقول الفروع المذکورة فی
الکتب علی طبقات الاولی المسائل الموافقة
للاصول الشرعیة المنصوصة فی الایات او
السنن النبویة او الموافقة لاجماع الامة او
قیاسات ائمة الملة من غیر ان یظهر علی خلافها
نص شرعی جلی او خفی والثانیة المسائل التی
دخلت فی اصول شرعیة ودلت علیها
بعض آیات واحادیث نبویة مع ورود
بعض آیات دالة علی عکسه واحادیث ناصة
علی نقیضه لکن دخولها فی الاصول من طریق
اصح واقوی مما یخالفها وروده من سبیل
اضعف واخفی وحکم هذین القسمین
هو القبول کما دل علیه المعقول والمنقول
والثالثة التی دخلت فی اصول شرعیة
مع ورود ما یخالفها بطرق صحیحة قویة
والحکم فیه لمن اوتی العلم والحکمة
اختیار الارجح بعد وسعة النظر ودقة
الفکرة ومن لم یتیسر له ذلک فهو مجاز
فی ما هنالک والرابعة التی لم یستخرج
الا من القیاس وخالفه دلیل فوقه غیر قابل

پھر فرمایا کہ اس بنا پر ہم مسائل مذہب حنفی نیز
ایک اور تقسیم بیان کرسکتے ہین وہ یہہ کہ مسائل
مذہب حنفی کے پانچ طبقہ (درجہ) ہین اول وہ مسائل
جو اصول شرعیہ آیات واحادیث واجماع امت
کے موافق ہین یا وہ قیاس مجتہدین[14] کے موافق ہین
اور کوئی نص آیت وحدیث انکے مخالف نہین ہے
درجہ دوم وہ مسائل جو بعض آیات و
احادیث کے موافق ہین اور بعض آیات احادیث
کے مخالف - پر جن آیات واحادیث کے وہ
موافق ہین وہ ثبوت اور دلالت مین زیادہ
قوی ہین - ان دو قسمون کا حکم یہہ ہے کہ وہ
مقبول ہین چنانچہ معقول ومنقول اسپر شاہد ہے
درجہ سوم وہ مسائل جو دلائل شرعیہ کے
موافق ہین پر ویسے ہی صحیح وقوی دلائل انکے
مخالف بھی ہین - ان مسائل کا حکم یہہ ہے کہ جسکو علم اور سمجھ ہو
وہ اپنے فکر ونظر کو کام مین لاوے جسطرف ترجیح
دیکھے اسکو اختیار کرے - اور جسکو یہہ امر (قوت ترجیح)
میسر نہو وہ خود مختار ہے جس جانب چاہے میلان
کرے درجہ چہارم وہ مسائل جنپر صرف قیاس
شاہد ہے اور کتاب وسنت واجماع کی شہادت اسکے
خلاف ہے -

[14] اہل ظواہر حجیت قیاس سے اتفاق نہین رکھتے دیکھو ضمیمہ حصہ اول نمبر ۱۶ مطبوعہ ۱۲۹۸ھ ع

لله تعالیٰ اس وحکمہ ترک الادنی واختیار الاعلی وھو عین التقلید فی صورۃ ترک التقلید والخامسۃ التی لم یدل علیھا دلیل شرعی لاکتاب ولاحدیث ولااجماع ولاقیاس مجتھد جلی او خفی لا بالصراحۃ ولا بالدلالۃ بل ھی من مخترعات المتاخرین الذین یقلدون طرق آبائھم و مشائخھم المتقدمین وحکمہ الطرح والجرح فاحفظ ھذا التفصیل فانہ قل من اطلع علیہ وباھمالہ ضل کثیر عن سواء السبیل

اسکا حکم یہہ ہے کہ قیاس کو ترک کیا جاوے اور اس سے اعلی دلائل (کتاب وسنت واجماع) کے مطابق عمل کیا جاوے۔ **درجہ پنجم** وہ مسائل جنپر نہ کتاب اللہ کی شہادت پائی جاتی ہے۔ نہ حدیث کی نہ اجماع کی۔ نہ قیاس کی بلکہ وہ ان متاخرین کے (جو اپنے بزرگوں اور پہلے علماء کے مقلد ہو رہے ہین) بنائے ہوئے مسائل ہین۔ اسکا حکم یہہ ہے کہ انکو پہینک دیا جاوے اور توڑا جاوے۔ **اس تفصیل** کو یاد رکھہ کہ اس سے کم لوگ واقف ہین۔ اور اسکو چھوڑنے سے بہت لوگ سیدہے رستہ سے بہک گئے ہین۔

ناقل ومترجم کہتا ہے یہہ جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ مسائل مخالفہ حدیث جو کتب فتاوی وغیرہ مین ہین انکے سبب امام ابوحنیفہ پر طعن مناسب نہین یہہ نہایت درست وراست وانصاف کی بات ہے جسپر ہمارا دلی اعتقاد ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین صفحہ ۱۰۱ اسے ۱۸۴ تک ہمنے بہت بسط وتفصیل کے ساتھہ اس بات کی تشریح کی ہے اور اسکے ذریعہ سے اپنے اہل الحدیث بہائیون کی خدمت مین (جو آج کل امام ابوحنیفہ کی غلطیان ظاہر کر رہے ہین) یہہ التجا کی ہے کہ جس مسئلہ مین امام صاحب یا انکے شاگردون پر غلطی کا الزام قائم کرین اس مسئلہ کو ان ائمہ سے بتحقیق ثابت کرلین صرف شرح وقایہ ودرمختار وقاضیخان وغیرہ فتاوون کی نقل وروایت پر اعتماد کرکے ان کتابون کی ہر بات کو ان ائمہ کے اقوال نہ سمجھ لین میرے بہائی اس بات کو پہر غور وانصاف سے سوچین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین مکرر ملاحظہ فرماوین۔ **ایسا ہی** جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امام بعض احادیث

نہ پہنچنے کے سبب معذور نہیں ۔ یہہ بات بھی ہمارے اور ہر ایک محقق و منصف کے نزدیک مانی منانی ہوئی ہے ۔ ہمنے اسکی تفصیل بھی اپنے ضمیمہ اخبار نمبر ۱۰ دہم مطبوعہ مارچ سنہ میں بخوبی کی ہے ۔

ولیکن جو مولوی صاحب نے اس بات مین اتباع مذہب امام صاحب کو بھی شامل کر لیا ہے اور انکو بھی معذور و ماجور بتایا ہے ہمین ہمارے نزدیک تفصیل بکار ہے ۔

متقدمین اتباع و پیروان مذہب امام (جنکے زمانہ مین حدیث کی کتابین جمع نہوئی تھین) تو بیشک اس حکم مین اپنے ائمہ کے ساتھ شامل اور انکی مثل معذور ہین ۔ ولیکن متاخرین اتباع جناب (جنکی صدہا برس پہلے صحیحین و موطا مالک وغیرہ کتب صحاح و حسان جمع ہو چکی تھین) اسبھی اور بہر حال معذور نہین ہو سکتے ۔ بلکہ جنکو استدلال و استنباط احادیث سے وہ خیال مانع رہا جو شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعیون کو مانع رہا (جسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین حجۃ اللہ البالغہ سے ہو چکا ہے) وہ تو اپنے اس خیال کے سبب معذور ہین ۔ اور جنکو استدلال کتاب و سنت سے توقف نہ تھا و با اینہمہ انہون نے استنباط مسائل کے وقت کتب حدیث کی طرف (جو انکے زمانہ مین موجود و متداول تھین) رجوع نکیا ۔ اور صرف اقوال ائمہ کو بمنزلہ نصوص قرار دیکر انسے استخراج و استنباط مسائل خلاف احادیث (جیسے ممانعت رفع سبابہ ۔ یا مسئلہ دہ وردہ) کیا یا ائمہ کی قیاسی باتون کو بمقابلہ احادیث صحیحہ دستور العمل بنا رکھا ۔ وہ لوگ معذور نہین ہو سکتے ۔

اِن ہی لوگون کی نسبت امام شعرانی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہہ لوگ معذور نہین ہین چنانچہ میزان کبریٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷۲ مین فرمایا ہے

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینہ ما رأیناہ	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اون سے نقل کی ہین

انتفاء عنه من ذم الرأي والتبري منه ومن
تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى
دونت احاديث الشريعة بعد رحيل
الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها
لاخذ بها وترك كل قياس كان قاسه وكان
القياس قل في مذهبه كما قل في مذهب غيره
بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة الشريعة
مفرقة في عصره مع التابعين وتابع
التابعين في المدائن والقرى والثغور
كثر القياس في مذهبه بالنسبة الى غيره من
الائمة ضرورة لعدم وجود النص في تلك
المسائل التي قاس فيها بخلاف غيره من
الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في
طلب الاحاديث وجمعها في عصرهم من
المدائن والقرى ودونوها فجاوبت احاديث
الشريعة بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة
القياس في مذهبه وقلته في مذاهب
غيره ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص ظفر
بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون
العمل بما وجدوه عن امامهم من القياس

(یعنی رائی سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو
قیاس پر مقدم کرتا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے
یہانتک کہ احادیث نبوی جمع ہوئیں بعد سفر کرنے
حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لیئے شہرون
اور سرحدون مین اور ان احادیث کو امام
ابو حنیفہ رح پاتے تو اُنکو لے لیتے اور تمام قیاسات
کو جو کرچکے تھے چھوڑ دیتے اور اُنکے مذہب
مین قیاس کم ہوتا جیسے اورونکے مذہب مین
اُنکی نسبت کم ہے - ولیکن جبکہ دلائل شریعت
(یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین
کے ساتھ شہرون اور بستیون اور سرحدون مین
متفرق تھے تو اونکے مذہب مین بنسبت اور
اماموں کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب
اس لیئے کہ جن مسائل مین اُنہون نے قیاس کیا ہے
نص نپائی - بخلاف اور اماموں کے کہ اُنکے زمانہ
مین حدیث کے حافظوں نے شہرون اور بستیون
مین حدیث جمع کرنیکو سفر کیئے - اور احادیث کو
جمع کیا - آپ کے مذہب مین قیاس زیادہ ہونیکا
اور اورون کے مذہب مین کم ہونیکا یہی سبب ہے
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابو حنیفہ کیطرف
نص پر قیاس مقدم کرنیکو نسبت کیا ہے اسنے یہہ

ویترکون الحدیث الذی صح بعد موت الامام والامام معذور واتباعہ غیر معذورین۔

حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام معذور ہے اور یہہ لوگ معذور نہین۔

اس عبارت میزان کو مولوی صاحب نے بھی بلا اختصار اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین نقل کیا ہی اور اسپر ایسی تفریع کی ہی جو ہمارے اس بیان کی مصدق ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ضدی اتباع امام کو مولوی صاحب بھی معذور نہین سمجھتے آپ فرماتے ہین۔ مین کہتا ہون

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی ھذا الاوان فی ھذا الباب الی الفرقتین فطائفۃ قد تعصبوا فی الحنفیۃ تعصبا شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی التزاما شدیدا وان وجدوا حدیثا صحیحا او اثرا صریحا علی خلافہ زعموا انہ لو کان ھذا الحدیث صحیحا لاخذ بہ صاحب المذھب ولم یحکم بخلافہ وھذا جہل منہم بما روت الثقات عن ابی حنیفۃ من تقدیم الاحادیث والاثار علی اقوالہ الشریفۃ فترک ما خالف الحدیث الصحیح رای سدید وھو عین تقلید الامام لا ترک تقلید وطائفۃ زعموا ان الامام قاس علی خلاف ما ورد بہ الشرع والاثار فظنوا فی حقہ ظنونا سیئۃ واعتقدوا

لوگ پرانے زمانہ سے ابتک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے انہون نے فتاوون کو پکڑ رکھا ہے۔ اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح انکے خلاف مین پاتے ہین تو کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لے لیتا اور اسکے خلاف حکم نہ دیتا۔ اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے۔ پس قول امام مخالف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہی نہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدا چھوڑکر اپنا قیاس کیا ہی سو انہون نے انکے حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برے اعتقاد جما یا۔

عقائد نتیجۃ ومطالعۃ المیزان لہم نافع ولا وہا لہم دافع فلیتخذ العاقل مسلک البین ویہجر طریقۃ الطائفتین انتہیٰ۔

کتاب میزان کبریٰ کا مطالعہ دونو فریق کو نافع ہے اور اُنکے وہمون کو دافع۔ دانا کو چاہیئے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور اُن دونو فریق کی راہ چھوڑدے۔

بالجملہ عبارات نافع کبیر سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ علامہ ہارون نے تجویز اجتہاد و مسائل مذہب حنفیہ وطبقات مجتہدین کی نسبت کہا ہے یہہ اکابر علماء حنفیہ وغیرہ کی قلم وزبان سے نکل چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کلام مین علامہ ہارون کی اور بہی تائید پائی جاتی اور یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو علامہ ہارون نے تجویز واقسام اجتہاد مین کہا یہہ سلف سے خلف تک متفق علیہ ومسلّم چلا آیا ہے

جناب کی کلام مین اور بہی فرائد فوائد بکثرت موجود ہین - اسلیئے اس کلام کا بتمامہ وکمالہ اسمقام مین نقل کرنا موجب وسعت نظر ومورث زیادہ بصیرت اہل تحقیق معلوم ہوتا ہے جناب ممدوح رسالہ انتباہ الاذکیا فی سلاسل اللہ کے جلد دوم مین فرماتے ہین۔

مقدمہ باید دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام آلہی ست وطریق معرفت آن کتاب وسنت وآثار صحابہ وتابعین واستنباط از کتاب وسنت ست وآنرا در عرف علما فقہ گویند وفقہا را مذاہب مختلف ست ومسالک متنوع ومتاخران را در اختیار مذہب فقہا وعمل برآنہا اختلاف ست اکثر متاخران تقلید مذہبی از مذاہب مشہورہ کنند ودر کلیات وجزئیات زمام اختیار از دست دادہ مانند سفینہ مجبور علیہ باشند واین راہ مبارک ست کسی را کہ از علم کتاب وسنت بہرہ نیافتہ باشد ودر مدارک علما خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمگی ہمت ایشان اتباع کتاب وسنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب وسنت دانند وغالب ظن حاصل شود کہ این اجتہاد مخالف کتاب وسنت ست دست از تقلید آن در آن مسئلہ باز دارند وتقلید دیگران

مسئلہ بکسی کنند کہ قول او موافق بودہ باشد وکتاب وسنت را اگر مخالف مذہب متبوع خود است
رد نکنند وعمل بر آن ممتنع ندانند ونگویند کہ ذمۂ ما مشغول شدہ است بتقلید شخصی پس ما را تخلف از
اتباع وی ممتنع است اگرچہ حدیثی یا مخالف نص متبوع خود برسد وتاویل فاسد کہ طبع سلیم از
قبول وی ابا کند برای احکام وضع متبوع خود راست نکنند وظن غالبی کہ از احادیث مرویہ در کتب
مشہورہ حاصل میشود بمکابرہ انکار نکنند ودیدہ ودانستہ را بجہل مرکب نادیدہ ونادانستہ
نسازند واگر این شرط فوت شود در قول خدا تعالی ام اٰتیناہم کتابا من قبلہ فہم بہ
مستمسکون بل قالوا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثارہم مھتدون ؂ وکذلک
ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی
اٰثارہم مقتدون - قال اَوَلو جئتکم باھدی مما وجدتم علیہ اٰباءکم قالوا انا بما ارسلتم بہ
کافرون - ؂ واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان
اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون داخلست وجمعی از متاخران کہ علم سنت وآثار کسب کردہ باشند
تتبع کلام فقہی کنند از فقہاء اسلام پس احادیثی وآثاری کہ آن فقیہ بآن تمسک کردہ است روایت کنند
وبطریق تطبیق احادیث متخالفہ وماخذ احکام آشنا شوند وباستصار مذہب خود کنند وبتفریع بر اصول

+ کیا ہمنے انکو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسکو وہ تہامے ہوئے ہین - نہین - انہون
نے تو یہی کہا ہے کہ ہمنے اپنے بزرگون کو ایک طریق پر پایا ہم ان ہی کے قدمون پر چلینگے -

؂ ایسا ہی ہمنے تیرے پہلے کسی بستی مین کوئی ڈرانیوالا نہیجا مگر وہان کے اہل نعمت نے کہا ہمنے
اپنے بڑون کو ایک طریق پر پایا ہے - ہم ان ہی کی چال کی پیروی کرینگے -

؂ نبی نے کہا کہ بہلا اگر مین تمہاری پاس ایسی چیز لایا ہون جو تمہارے بزرگون کی طریق سے زیادہ رہنما
ہو وہ بولے ہم تو اس سے جو تم لائے ہو منکر ہین -

؂ جب انکو کہا جائے تم اسکی پیروی کرو جو خدا نے اتارا ہے تو کہتے ہین کہ ہم تو اسی کی پیروی کرینگے جسپر
ہمنے اپنے بڑون کو پایا ہے کیا اگرچہ وہ کچھہ عقل نہ رکہتے ہون اور نہ راہ پانے والے -

امام خود مشغول شوند و این جماعه را مجتهد فی المذهب گویند و بمتبوع منسوب گشته حنفی یا شافعی مثلاً و این
راه نیز مبارک ست بشرطیکه تدارک کتاب و سنت نکنند و مناظره ایشان برای اظهار حق باشد نه برای
احکام و وضع خود و هم وضع مخالف والله اعلم و یکی از نعم الهی برین ضعیف آنست که احادیث و آثار
متمسک هر یکی از فقهای اربعه اصحاب مذاهب مشهوره را روایت کرد و صنائع ایشان در استنباط
اجمالاً و تفصیلاً ادراک نمود و بر مختارات هر یکی مطلع شد نه تا بمعنی که ظهر الغیب یاد گرفت بلکه
قدرت حاصل کرد بر معرفت مذاهب ایشان از کتب ایشان و معرفت ماخذ و ادلهٔ ایشان بقوة
قریبه از فعل بعد از ان تردد واقع شد در اختیار روشی و تعیین مسلکی که خود را بآن مقید کند زیراکه
تشویش و اضطراب درین باب داء عضال ست و دید که اکثری را باعث بر تعیین مسلک عادت و
الفت شده است پس اعتماد ایشان در تعیین برانست که در قبیلهٔ ایشان آن مذهب شائعست
یا آبا و اجداد یا استادان و مشائخ همان مذهب داشتند و این راه لائق کسی ست که بجز کتب یک
مذهب آشنا نشده باشد و در طرق تفتیش و ادله خوض نکرده باشد و جمعی مناقب فقیهی جمع کنند و تحقیق
باوی بهم رسانند و غافل باشند از مناقب فقیه دیگر یا غشاوهٔ تعصب چشم بصیرت ایشان را پوشیده
باشد و سلوک درین راه نیز آئین این طبیعت نبود پس بتضرع تام و جمع همت متوجه شد
بحق سبحانه و طلب تعیین مسلکی نمود و استخاره کرد پس برکتی فائض شد که بآن برکت مهتدی گشت
بتعیین مسلکی و خواست با مشربی و ما میخواهیم که درین رساله باجمال آن مسلک را بیان کنیم بعد از ان
سنن خود در ماخذ ائمهٔ اربعه از سنن و آثار و مذاهب ایشان از مسائل فقهیه بیان نمائیم و بالله التوفیق —
برین فقیر واضح ساختند که در هر مذهبی احکام سه قسم می باشند یکی ظاهر مذهب چنانکه در مذهب امام
ابی حنیفه ظاهر مذهب اصول خمسه از تصانیف محمد بن الحسن ست و در مذهب امام شافعی آنچه در ام
و مختصر مزنی مسطور ست دیگر نوادر مذهب و آن روایات غیر معروفه که از صاحب مذهب او یافته شود
خارج از کتب مشهوره معتمده مثل امالی ابو یوسف و مثل رقیات و هارونیات و امالی حسن بن زیاد
و غیر آن سوم تخریجات اصحاب و وجوه علماء مذهب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان.

در مذهب ابی حنیفه و تخریج ابو اسحاق شیرازی و غیر آن در مذهب شافعی و همچنین در دین محمدی
علی صاحبها الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثه و قسمت ظاهر دین و نوادر دین و تخریجات
علما را این تثلیث در هر فن از فنون فقه و سلوک و عقائد جاری ست و صاحب علم و فهم کسی ست
که تفرقه کند در میان مراتب ثلثه در هر فن و هر مرتبه را حکم نهد پس ظاهر دین محمدی پنج مرتبه
دارد مرتبه اولی مدلول صریح قرآن که قابل تشکیک و تردد نباشد مرتبه دوم مدلول صریح احادیث
مستفیضه که در صحیحین و کتاب ابی داؤد و ترمذی موجود اند و جمع عظیم از علما متقدمین و متاخرین
بر آن رفته اند و دران باب تعارض ادله و تفاحش اختلاف روایات ظاهر نمیشود و مرتبه سیوم
حدیثی صحیح یا حسن که در اصول خمسه یافته شود و علما تصحیح آن کرده اند و جمعی از فقها آن را متمسک
خود ساخته باشند و باسم شذوذ و ضعف یا مخالفت اجماع بر آن جاری نیست مرتبه چهارم مسائلی
که صریح حدیث صحیح معروف بر آنها دلالت نمی کند لیکن اقوال جمع غفیر از صحابه و تابعین بر آنها مجتمع
شده باشد خصوصاً علماء مدینه بآن رفته باشند و در موطا که اشهر کتب فقهیه و اصح و مقبول ترین
آنهاست مذکور شده باشد و حفاظ حدیث مثل شافعی و بخاری و مسلم تعقب بر آنها نکرده باشند بحدیثی یا
باقوال اکثر اهل علم و مثل آن مرتبه پنجم مسائلی که در آنها نصی از صحابه و تابعین یافته نشد لیکن علماء
مجتهدین مثل مالک و شافعی و ابو حنیفه و احمد در آن تکلم کرده اند و تمسک بظواهر قویه کتاب و سنت
کرده اند یا اقیسه صحیحه قویه ظاهره بران اقامت کرده اند و بعد از ایشان جماعتهای بسیار بر وفق ایشان
رفته اند و تصحیح استنباط ایشان کرده پس این پنج مرتبه ظاهر دین محمدی ست و جاده قویه که ترک آن
ممنوع ست و تساهل در آن قبیح و نوادر دین محمدی احادیث محکوم علیها بالضعف یا مرویه در کتب
غیر مشهوره و یا آثار صحابه و تابعین که شاذ و غیر مشهور و غیر معمول باشد یا مذاهب فقها مدون نشده
یا کتب آن محفوظ نمانده و تخریجات دین محمدی آنست که علما احادیث از ظواهر قویه کتاب و سنت
استخراج کرده باشند یا اصل حدیث و آثار از آن ساکت ست و علماء فقه آن را استنباط کرده اند و دران
باب اقوال ایشان مختلف آمد و ترجیح قولی بر قولی ظاهر نشد و وجوه و ماخذ دران باب مختلف ست

پس این مراتب را آگاهانیده اند اجمالاً ثم تفصیلاً فی کل باب باب بعد ازان واضح ساختند که طریق تتبع
این جاده قویه آنست که تحصیل کتب مشهوره حدیث کند مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد
و موطا را بحثاً و درایةً بخواند و کتاب شرح السنة را نیک بفهمد و باختلاف و اتفاق علما آگاه شود
و ما شک نداریم که هر که چنین کند و فهمی و حدسی داشته باشد البته جادهٔ جلیه را متمیز میسازد از غیر
آن و مراتب سه گانه را ادراک میکند پس مسئله اگر منصوص است در جاده جلیه پس آن رد و تخلف
ازان جائز نیست و اگر از تخریجات است لازم نیست دران تخریجات اتباع فقیهی خاص بلکه احتیاط
کند مع واوفق را یا قول اکثر اهل علم را چنانکه مقلدین هر مذهبی در تخریجات مذهب می سنجند
و درین جا اگر تمسک بنوادر کند و ترجیح مسلکی بر مسلکی ازانجهت نماید دور نیست و نیز واضح ساختند
که اختلاف مسائل که امروز بنظر می آید از چهار حالت بیرون نیست یا مقبول است قطعاً مثل اختلاف
قرأت و اختلاف صیغ ادعیه و اختلاف در ادای بعض سنن پس هر دو طرف اختلاف صواب است قطعاً
یا اختلاف مقبول است ظناً و آن مسائل تخریجیه که در جاده جلیه دلیل بر آن قائم نشد و هر جانب را
وجهی هست و شاهدی و قرینه پس هر یکی بحسب تحری غالب خود عمل کند زیرا که از جاهای بسیار شارع
ما را تعلیم کرده است که ما ماموریم در غیر جاده قویه بتحری و اجتهاد و عمل بر وفق اجتهاد و اگر تحری
حاصل شود بذهاب اکثر علما بآن آن نیز نوعی از تحری صحیح باشد و اگر حاصل نشد هیچ وجهی توقف کند یا تقلید
فقه نماید مثل آنچه در تحری قبله گفته اند و اگر اختلاف در کیفیت ادای طاعتی است هر دو طریق را صحیح دارد
و بصحت هر دو فتوی دهد و بهر دو مرة بعد اخری جمعاً عمل بکند و اگر اختلاف در قضایا باشد لیکن بسته (یعنی حکم مقدمات)
راه رد و تلون بگذارد که مورث تهمت است پس اگر دلیلی بر ترجیح طرفی قائم شد آن را بکند و الا
بقضاء دیار خود بر وفق مذهب پادشاه یا اکثر اهل بلد کار کند یا مردود قطعاً و آن آنست که
مخالف نص کتاب یا سنت مستفیضه یا اجماع سلف واقع شود و آن را البته رد باید کرد و تقلید کسی
دران باب بعد وضوح حال درست نیست و مردود ظناً و آن مخالف خبر واحد صحیح یا حسن و
مخالف قواعد مقرره مشهوره است پس مواضع وجوه اختلاف را واضح ساختند و همچنین مسائل بسیار

اجمالاً و تفصیلاً واضح ساختند و موضع بیان آنها کتب اصول فقه و کتب فقه است و درینجا اشکالی است
که اکثر اهل عصر را پریشان کرده است و آن آنست که اجتهاد درین روزگار ممتنع است و عالم غیر
مجتهد را تقلید مجتهد باید کرد در هر قلیل و کثیر قدم از دائره اتباع او بیرون نباید برد پس چه طعنها
که اهل زمان نکردند و چه سوء الظن که در میان نیاوردند و بعد وضوح حق بطعن ایشان التفات نباید
کرد فان+ حاولوا منی الجحود او الرد فهذا دمی حل لهم لست اجحد و جاهلان هر زمانی
بر اهل علم طعن کرده اند ولنا فیهم اسوة حسنة و شیخ جلال الدین سیوطی رحمه
جواب طاعنان خود در رساله نوشته مسماة بالرد علی من اخلد الی الارض وجهل
ان الاجتهاد فی کل عصر فرض و آنرا بخوبترین صورتی ادا کرده مناسب چنان مینماید
که درین رساله نکته چند از آن کتاب نقل کنیم مزنی در مختصر خود گفته اختصرت++ هذا
من علم الشافعی و معنی قوله لاقربه علی من اراده مع اعلامیه نهیه عن تقلیده و تقلید غیره
لینظر فیه لدینه ویحتاط لنفسه و بغوی در تهذیب و امام الحرمین در نهایه و
رافعی در شرح وجیز و عز الدین بن عبد السلام در غایه و نووی در
شرح مهذب و ابو عمرو بن الصلاح در کتاب ادب الفتیا و بدر الدین
زرکشی در کتاب بحر تصریح کرده اند که علم دو قسمست فرض علی الاعیان و فرض علی سبیل
الکفایه و فرض کفایه آنست که برتبه اجتهاد برسد و از عداد مقلدین برآید پس اگر در هر ناحیه یکی یا
دو باین صفت قائم شوند فرض ساقط شود و الا همه عاصی شوند علماء مذکورین غیر ایشان از فرق
اربعه گفته اند که در خلیفه اعظم و در وزیر که نائب مطلق باشد و در قاضی و مفتی و نائب مطلق
قاضی وجود اجتهاد شرطست و حنابله باسرهم رفته اند که جائز نیست خلو زمان کقوله صلی الله
علیه+++ وسلم لا یزال الطائفة من امتی ظاهرین علی الحق حتی یاتی امر الله و زرکشی

+ کہ اگر وہ مجھ سے منکر ہوجانا یا حق سے پھر جانا چاہتے ہیں تو یہ میرا خون انکو حلال ہے میں منکر نہ ہونگا
++ اس عبارت کے معنے عنقریب بصفحہ ۱ جلد ۲ مجمع بتشریح بیان ہونگے
+++ میری امت سے ایک جماعت حق پر غالب رہیگی یہانتک کہ خدا کا حکم یعنی قیامت آوے

گفته است که این قول مخصوص بحنابله نیست بلکه جماعة از اصحاب یعنی شافعیه بدان تصریح کرده اند
از انجمله استاد ابو اسحٰق و زبیدی و گفته است ابن دقیق العید هذا هو المختار و ابن
عرفه از علماء مالکیه گفته قال شیخنا ابن عبد السلام یعنی احد ائمة المالکیة لا یخلو
الزمان عن مجتهد و امام الحرمین گفته که اختلاف کرده اند اولین در آنکه در عصری از اعصار
عدد مجتهدین از مبلغ تواتر کم میشود یا نه جمعی منع کرده و جمعی جائز داشته سیوطی گفته که منشأ غلط
عوام در قول الشان بنفی مجتهد مطلق آنست که مجتهد مستقل و مجتهد مطلق بیک معنی داشته اند و آن
سهو است بلکه مجتهد مستقل خاص است و مجتهد مطلق عام نفی خاص نفی عام نمی کند نووی
در شرح مهذب گفته است که مفتیان دو قسم اند مستقل و غیر مستقل شرط مستقل آنست که معرفت
احکام شرعیه پیدا کند از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و مقید بمذهبی نباشد یعنی منتسب نباشد بمذهبی
و از زمان طویل مفتی مستقل مفقود شده است و فتوی الحال مستند شده است بمنتسبین و غیر
مستقل که مفتی منتسب است چهار حالت دارد یکی آنکه مقلد امام خود نباشد نه در مذهب یعنی فروع و نه
در ادله و نسبت او بجهت سلوک طریق امام باشد در اجتهاد و استاد ابو اسحاق گفته است که این
صفت اصحاب ما بود یعنی کبار ائمه شافعیه و اصحاب مالک و ابی حنیفه میگویند که ما بمذهب ائمه خویش
منتسبیم بجهت تقلید الشان و صحیح آنست که اصحاب ما میگویند که اتباع شافعی کردیم بجهت آنکه طریق
او را در اجتهاد و قیاس اسد طرق یافتیم و اقوال ورا ارجح اقوال یافتیم دیگر آنکه مجتهد مقید
بمذهب امام خود باشد لیکن عالم است بفقه و اصول فقه و ادله احکام تفصیلاً بصیرت بمسالک قیاس
تام الارتیاض در تخریج و استنباط قائم بالحاق آنچه منصوص امام نیست باصول امام لیکن تجاوز
نمیکند از ادله و اصول امام خود بسبب اخلال بمعرفت احادیث و علم عربیه و این حال اصحاب وجوه است
از شافعیه و ظاهر کلام اصحاب آنست که بمثل این شخص فرض کفایه ادا نمیشود و ابن صلاح
گفته است ادا میشود فرض کفایه بمثل این شخص در فتوی و ادا نمی شود در احیاء علومی که استمداد فتوی
از آنست سوم آنکه حافظ مذهب باشد عارف بادله آن قائم بتقریر و تحریر دلائل و مسائل ترجیح بعض

وجوہ و ترزیف بعض آن میکند لیکن قوت استنباط و استخراج ندارد بسبب قصور طبع و قلت ارتیاض چیز
چہارم آنکہ حافظ مذہب باشد و قادر بر نقل و فہم آن در واضحات و مشکلات لیکن ضعف دارد
در تقریر ادلہ و تحریر اقیسہ و بر نقل این شخص اعتماد باید کرد در آنچہ از منصوصات مذہب نقل میکند
و آنچہ منقول نیست از دو حالت بیرون نباشد اگر معنی او در منقول می یابد بوجہی کہ ظاہر بغیر
تکلف فکر می شناسد کہ فرق نیست در صورتین یا اندراج او تحت ضابطہ کلیہ بی تکلف می شناسد
میرسد او را الحاق غیر منصوص بمنصوص و اگر این قسم نیست [یعنی منقولہ و غیر منقولہ ۱۲] واجب است امساک او از فتوی
انتہی کلام النووی مع تنقیح و تہذیب ۔ فقیر گوید الحق استدلال در فقہ بآن معنی کہ در
ادوات اجتہاد استعانت بکسی نکند در حدیث بتصحیح و تضعیف کسی اعتماد نکند و در غریب
لغت بکتب لغت رجوع نماید و در فرش مسائل و ارجاع آن بدلائل تجیہ بکسی [بہامش] ندارد و بآن
اشارہ کردہ است نووی در قول خود کہ مجتہد منتسب سلوک طریق امام خود میکند در اجتہاد
واللہ اعلم درین عصر بلکہ از زمان بسیار مفقود شدہ است و مجتہد مطلق منتسب [انتسابکہ] اعتماد بر کسی
داشتہ باشد در ادوات و معدات و لا بد مثل این شخص در اکثر احوال موافق این متبوع خواہد بود
و مخالفات او از موافقات کم خواہد بود و اجماع علماء حصول است کہ ہیچ زمان از مثل این
شخص خالی نخواہد شد یا خالی نباید کہ باشد تا قرب قیامت و مقالہ مشہورہ لابد من حجۃ یقوم
بالتکلیف اشارہ بہمانست کما اشار الیہ السیوطی بعد از ان سیوطی نقل کردہ اسماء قومی کہ در ذم
تقلید و حث بر اجتہاد رسائل نوشتہ اند واز شافعی در کتاب الرسالہ و از ابو طالب
مکی در قوت القلوب و ابن عبد البر در کتاب العلم و قاضی عبد الوہاب در
کتاب مقدمات این معنی نقل کردہ و تصریحات ایشان بالفاظہا وارد نمودہ و استدلال کردہ
اند ایشان درین باب بآیات قرآن کہ در اتباع سادات و رؤسا وارد شدہ و تمسک نمودہ اند
بوجوہ عقلیہ مستقیمہ و گفتہ اند فرق است در اتباع و تقلید پس اتباع موافقت با کسی است بعد
معرفت صحت قول او و تقلید آن است کہ بقول او بگوید و وجہ او نشناسد و تقلید رخصت است

درحق عوام کہ ادوات اجتہاد و اشتغال بعلوم ندارند و مذموم ست درحق کسی کہ ادوات اجتہاد جمع کردہ باشند و از ابن حزم کلام شیخ در رسائل متعددہ ذکر کردہ است من ذلک

قولہ فی رسالۃ لہ قد دلّ الکتاب و السنۃ و حضا علی النظر و الاجتہاد و ترک التقلید و وجدنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولہم عن آخرہم لیس منہم احد اتی الی من هو فوقہ فی القرب السابقۃ و العلم فاخذ قولہ کلہ فیقلدہ فی دینہ بل رأیت کل امرئ منہم یجتہد لنفسہ ثم بحثنا عن عصر التابعین فوجدناہم علی تلک الطریقۃ لیس منہم احد اتی الی تابعی اکبر منہ او الی صاحب فیقلدہ قولہ کلہ وکذلک اتباع التابعین لیس منہم احد اتی الی تابعی و صاحب او فقیہ من اهل العصر اکبر منہ فاخذ قولہ کلہ و لم یخالفہ فی شیء منہ و لا امر بذلک عامیا منہم و لا خاصیا و هذہ القرون المحمودۃ الثلاثۃ تعلمنا یقینا انہ لو کان اخذ قول عالم واحد باسرہ فیہ شیء من الخیر و الصواب لما سبقہم الیہ من حدث من القرون المذمومۃ و لو کان

ترجمہ قول ابن حزم

از انجملہ ابن حزم کا یہہ قول ہے جو اسنے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ قرآن و حدیث نے اجتہاد و ترک تقلید کی رغبت دلائی ہو۔ اور سب کے سب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمنے یہی پایا ہے۔ انمین ایسا کوئی بھی نہین ہوا جسنے اپنے سے علم مین سبقت اسلام مین قرب مین بالاتر کی سبھی باتون مین تقلید کی ہو بلکہ ہمنے انمین سے ہر ایک کو ایسا پایا کہ اسنے اپنے آپ اجتہاد کیا۔ پھر ہمنے تابعیون کے زمانہ کو ٹٹولا تو انکو بھی اسی طریق پر پایا انمین بھی کوئی ایسا نہ تہا کہ اپنے سے بڑے تابعی یا صحابی کی ہر بات مین تقلید کرتا ہو۔ ایسا ہی تبع تابعین کا حال ہے انمین بھی کوئی ایسا نہ تھا کہ کسی تابعی یا صحابی یا اپنے زمانہ کے بڑے فقیہ کی ہر بات مین تقلید کرتا ہو اور کسی بات مین اسکا خلاف نکرتا ہو۔ یا اس تقلید کا کسی عامی یا خاص شخص کو حکم دیتا ہو۔ یہہ تینون زمانہ (جنکی حدیث مین تعریف آچکی ہے) ہمکو یقینا بتاتے ہین کہ اگر ایک عالم کی سبھی باتین ان لینے مین خیر ہوتی تو پچھلے زمانون (جنکی برائی حدیث مین آچکی ہے) کے لوگ اس خیر مین پہلون سے سبقت نہ لیجاتے

یہ تیسرا زمانہ تبع تابعین جسمین مجتہدین موجود تھے۔ (جیسے ابن جبیر تبع و

فضیلۃ ما سبقهم الیها وهذا العصر الثالث هو الذي كان فيه المجتهدون وهم ابن جريج وسفيان بن عيينة بمكة وابن ابي ذئب ومحمد بن اسحق وعبيد الله بن عمر واسمعيل بن امية ومالك بن انس وسليمان بن بلال وعبد العزيز بن ابي سلمة وعبد العزيز الماوردي وابراهيم بن سعد بالمدينة وسعيد بن ابي عروبة وحماد بن سلمة وحماد بن زيد وعمر بن راشد وابو عوانة وشعبة وهمام بن يحيى وجرير بن حازم وهشام الدستوائي وزكريا بن ابي زائدة وحبيب بن الشهيد وسوار بن عبد الله وعبد الله بن الحسن وعثمان بن سليمان بالبصرة وهشام بن بشير بواسط وسفيان الثوري وابن ابي ليلى وابن شبرمة والحسن بن يحيى وشريك وابو حنيفة وزهير بن معاوية وجرير بن عبد الحميد ومحمد بن حازم بالكوفة والاوزاعي وسعيد بن عبد العزيز والزبيدي والقاضي حمزة بن يحيى وشعيب بن ابي حمزة بالشام والليث بن سعد وعقيل بن خالد بمصر كلهم على الطريقة التي ذكرت ما منهم احد اخذ بقول امام من قبله فقبله كله دون ان يرد منه شيئا ثم وجد بعدهم من اعتصم بهداهم وسلك سبيلهم في ذلك نحو يحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن المخلد وعبد الرزاق ووكيع ويحيى بن آدم وحميد بن آدم وحميد بن عبد الرحمن الرواسي والوليد بن مسلم والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيى بن زكريا بن ابي زائدة وابو داود الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن ابي جعفر ويحيى بن يحيى النيسابوري ويزيد بن هارون ويزيد بن زريع واسمعيل بن علية وعبد الوارث بن سعيد

سفیان بن عیینہ مکہ میں اور فلان فلان (۲۱۲) علما مدینہ وبصرہ و واسطہ وکوفہ وشام ومصر مین یہہ سبکے سب اسی طریق پر تھے جو ہمنے بیان کیا ہے - انمین کوئی ایسا نہ تھا جسنے پہلون سے کسی ایک امام کے سبھی قول ان لیئے ہون کسی ایک کو رد نکیا ہو انکے بعد ہمنے اُن لوگون پایا جنہونے اُنکا طریق اختیار کیا تھا - جیسے یحیی بن سعید وغیرہ (۳۸ علما) انمین سے بھی کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے

وابنہ عبد الصمد ووھب بن جریر وزاھر بن راشد وعفان بن مسلم
وبشر بن عمرو وابی عاصم النبیل والمعتمر بن سلیمان والنضر بن شمیل ومسلم بن
ابراھیم والحجاج بن منھال وابی عامر العقدی وعبد الوھاب الثقفی والمزنی
ووھب بن خالد وعبد اللہ بن نمیر وغیرھم ما من ھؤلاء احد قلد اماما کان
قبلہ ثم تلاھم علی مثل ذلک احمد بن حنبل واسحق بن راھویہ وابو ثور
ابو عبید وابو خیثمۃ وابو ایوب الھاشمی واسحق الفزاری ومخلد بن الحسین و
محمد بن یحیی الذھلی وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبۃ وسعید بن منصور و
قتیبۃ بن مسدد والفضل بن دکین ومحمد بن المثنی وبندار ومحمد بن عبد اللہ بن
نمیر ومحمد بن العلا والحسن بن محمد الزعفرانی وسلیمان بن حرب عارم وغیرھم
لیس منھم احد قلد رجلاً وشاھدوا من قبلھم ورأوھم فلم یروا انفسھم فی سعۃ
ان یقلد وا دینھم احد منھم ثم اتی بعد ھؤلاء البخاری ومسلم وابو داود وا
النسائی ومحمد بن سنجر ویعقوب بن شیبۃ وداود بن علی ومحمد بن نصر المروزی
وابن المنذر ومحمد بن جریر الطبری ومحمد وتقی بن مخلد ومحمد بن عبد السلام
الحسینی وغیرھم ما منھم احد اتی الی امام قبلہ فاخذ قولہ کلہ فقلدہ بل
کل ھؤلاء نھی عن ذلک وانکرہ ولم اجد احداً یوصف بالعلم قدیماً وحدیثاً یستجیز التقلید

اماموں سے کسی ایک کا مقلد ہو رہا ہو پھر اسی روش پر امام احمد بن حنبل وغیرہ
(۲۱ علما) ہوئے - انمین سے ایک بھی ایسا نہین ہوا جو کسی ایک کا مقلد ہو - انہوں نے
پہلوں کا حال مشاہدہ کیا اور انکو دیکھا پھر انکے دلوں نے کسی کی تقلید کو پسند نکیا
انکے بعد بخاری و مسلم و ابو داؤد وغیرہ (۱۰ علما) ہوئے انمین بھی کوئی ایسا نہ تھا
جسنے کسی ایک امام کی تقلید کی ہو بلکہ ان سب نے اس تقلید سے منع کیا ہے اور اسپر
انکار متوجہ فرمایا ہے - ہمنے قدیم و جدید زمانہ مین کسی ایک کو جو عالم کہلاتا
ہو ایسا نہ پایا جو تقلید کو جائز رکھتا ہو -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم — جلد سوم

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل حیثیات اہل شرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معززاران گورنمنٹ و عامہ اغنیاء و لائبریری و سوسائٹی ہا	سے ۱۲
۳ عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عہ ۸ر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۱۲ر
۵ للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	دعا

یہہ صرف قیمت ضمیمہ ہے - اصل رسالہ اشاعۃ السنۃ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے جداگانہ ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت ہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلیئے رسالہ سی بدون ضمیمہ کار براری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے سی پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کرین +

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈالخانہ مناسب ہے +

راقم ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ مسجد چینیانوالی

مطبع مفید عام لاہور مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین ناظرین

اس ضمیمہ کے اجراء کو دو سال ہو لیئے اب تیسرا سال شروع ہے جسکا یہہ پہلا پرچہ ہے - اکثر ناظرین و خریداران جو علم دین سے چندان آشنا نہین اس ضمیمہ کا نام اور اسکے مسائل کو باہم مقابل کر کے تعجب سے کہتے ہونگے کہ دو سال مین اسمین ایسا مسئلہ کوئی نہین آیا جسمین مذہب محدثین کا بیان ہو - مگر جو اہل علم مین وہ خوب جانتے ہین کہ جو کچھہ اسمین دو سال مین بیان ہوا ہے وہ مذہب محدثین کا اصل اصول ہے - کیونکہ مذہب محدثین عمل بالحدیث کا نام ہے اور یہہ ضمیمہ دو سال سے اسی کے امکان و ضرورت کو ثابت کر رہا ہے -

اس ملک مین ابتداء زمانہ دخول اسلام سے آجتک جسقدر اہل اسلام ہوئے ہین وہ کسی نہ کسی مذہب (اکثر حنفی کے کم کم شافعی) کے پابند و مقلد تھے اس ملک مین جس کسی نے عمل بالحدیث اختیار کیا ہے وہ انہی مین سے تھا - لہذا انکے عمل بالحدیث پر یہہ سوالات و اشکالات (جو اس عمل بالحدیث سے انکو بحیثیت مانع و مزاحم ہین) وارد ہوتے ہین (۱) عمل بالحدیث اجتہاد ہے اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر ایسا ختم ہوا ہے جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رسالت اس زمانہ مین جسنے دعوی اجتہاد کیا وہ گویا مدعی رسالت بنا - (۲) عمل بالحدیث سے انتقال مذہب لازم آتا ہے جسپر علما نے تعزیر کا حکم لگا رکھا ہے (۳) عمل بالحدیث مشکل ہے - آج کون ایسا ہے جو حدیث کے معنے سمجھہ سکے یا ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف وغیرہ کو پہچانے و علی ہذا القیاس - یہہ ضمیمہ دو سال سے جوابات ان سوالات و اشکالات کے درپے ہے جنمین سے اکثر حصہ کو تو وہ طے کر چکا ہے - اگر اس طرز سے اسکے جوابات پوری ہو گئے تو عمل بالحدیث کے لیئے اس ملک مین ایک شاہراہ عظیم کھل آویگا جسپر عاملین بالحدیث کا قافلہ بے روک و ٹوک چل سکیگا - یہہ ضمیمہ ابتک اس سفر مینا پلٹن کا کام کر رہا ہے جو مشکل رستہ کی چٹانی کے لیئے سڑک صاف کیا کرتی ہے - جب سڑک تیار ہوگئی تو پھر اصل منزل مقصود کو پہنچنا کیا مشکل ہے - ناظرین صبر فرماوین اور اسکی طوالت مضامین و درازی زمانہ سے اضطراب کو کام نہ لاوین اور اگر اصل منزل مقصود کو جلد پہنچنا چاہتے ہین تو ہمتون کو بڑھاوین فلوس زیادہ کر کے اس ضمیمہ کا حجم چار ورق سے زیادہ کرا دین - یہ نہو سکے تو اس امر کی اجازت دین کہ کسی قدر حجم اصل رسالہ اشاعۃ السنہ سے کم ہو اس ضمیمہ مین ملا دین - جس امر پر ہم اتفاق اکثر ناظرین خریداران و دیکھینگے اسکو عمل مین لاوینگے - وباللہ التوفیق

ولا یأمر به وكذلك ابن وهب واشهب وابن الماجشون والمغيرة بن ابي حازم و
مطرف بن كنانة لم يقلدوا شيخهم مالكا في كل ما قال بل خالفوه في مواضع و
اختاروا غير قوله وكذلك الامر في زفر وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن بن
زياد وبكار بن قتيبة والطحاوي وكذلك القول في المزني وابي عبيد الله بن
حربويه وابن خزيمة وابن شريح فان كلا منهم خالف امامه في اشياء واختار فيها
غيره ومن اخر من ادركنا على ذلك شيخنا ابو عمر الطميلي فما كان يقلد احدا
والان محمد بن عوف لا يقلد احدا وقال بقول الشافعي في بعض المسائل وذهب
الى قول الشافعي في بعض المسائل كثير من سلف وخلف لو ذكرتهم لطال
الخطب بذكرهم ثم انشد لنفسه قصيدة في الاجتهاد وقال في اخرها ؎
واهرب عن التقليد فهو ضلالة + ان المقلد في سبيل هالك

ایسا ہی (مالکیہ علما) ابن وہب واشہب وابن الماجشون ومغیرہ بن ابی حازم ومطرف
اپنے استاذ مالک کے ہر بات مین مقلد نہ تھے بلکہ بہت جگہہ اسکے مخالف ہوئے ہین اور
قول غیر کو اختیار کیے ہین - یہی حال امام زفر وامام ابو یوسف وامام محمد وحسن
بن زیاد وبکار وطحاوی کا ہے - اور یہی حال مزنی وابو عبید اللہ وابن خزیمہ وابن
شریح کا ہے - انہین سے ہر ایک نے اپنے امام سے کچھہ نہ کچھہ خلاف کیا اور اقوال غیر کو
پسند کیا ہے - اخیر مین جنکو ہمنے اس امر پر پایا ہے - ہمارے استاد ابو عمر تھے جو کسی
کی تقلید نکرتے اور اب اس زمانہ مین محمد بن عوف ہین جو کسی کے مقلد نہین ہین امام
شافعی کے بعض اقوال کو مانتے ہین - جیسے بعض اقوال امام شافعی کو بہت لوگون نے
پہلے اور پچھلے علما سے مان لیا ہے - اگر ہم ان سب کا ذکر کرین تو بات بڑھ جاوے
پھر ابن حزم نے اپنا قصیدہ جو اجتہاد مین تالیف کیا ہے اس رسالہ مین بیان کیا ہے
جسکے اخیر شعر کا یہہ مطلب ہے - تقلید سے بہاگ کیونکہ وہ گمراہی ہے -
اور مقلد ہلاکت کی راہ مین ہے -

مترجم کہتا ہے - حافظ امام ابن حزم نے ہر قسم کی تقلید کو گمراہی اور ہر ایک

مقلد کو ہلاکت کی راہ مین نہین کہا - بلکہ خاص اسی تقلید کو (جو نصوص صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ کے مقابلہ مین ہو) گمراہی - اور اس مقلد کو (جو اپنے امام کے قول کو صریح مخالف حدیث صحیح غیر منسوخ یقیناً جانکر بہی ہٹ دہرمی و ضد سے قول امام کو نچہوڑے اور حدیث پر عمل نکرے) ہلاکت مین پڑنے والا کہا ہے - چنانچہ حافظ **ابن حزم** کا اس کلام مین جا بجا ہر بات مین مقلد ہو رہنے کو بُرا کہنا اس مراد کو متعین کرتا ہے - اور حضرت **شاہ ولی اللہ صاحب** (جو اس شعر ابن حزم کے ناقل ہین) بہی کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے صفحہ اور رسالہ **عقد الجید** مین کلام ابن حزم کی یہی مراد بیان کی ہے اور ایسے ضدی اور ہٹ دہرمی کرنیوالے مقلد کو تو کوئی بہی منصف (خود محقق یا مجتہد ہو خواہ کسی مذہب خاص کا مقلد) اچہا نہین سمجہتا - دیکہو ہمارے زمانہ کے محقق مذہب حنفی (مولوی **عبد الحی صاحب** لکہنوی جنکا حنفی المذہب ہونا مسلم روزگار ہے) بہی ایسے مقلد کو بُرا سمجہتے ہین - چنانچہ عبارت منقولہ صفحہ ۲ ... متعصب بنا چاہتے ہین اور **فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ** کے صفحہ ۴۹ مین امام عصام بن یوسف شاگرد امام ابو یوسف کے نماز مین رفع یدین کرنے کی روایت نقل کرکے فرماتے ہین - کہ اس روایت سے

ویعلم ایضاً ان الحنفی لو ترک فی مسئلۃ مذہب امامہ لقوۃ دلیل خلافہ فلا یخرج بہ عن ربقۃ التقلید بل ہو عین التقلید فی صورۃ ترک التقلید الا ترے الی ان عصام بن یوسف ترک مذہب ابی حنیفۃ فی عدم الرفع ومع ذلک ہو معدود فی الحنفیۃ ویؤیدہ ما حکاہ اصحاب الفتاوی المعتمدۃ	معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ مین امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل مذہب مخالف چہوڑ دے تو وہ اسکی تقلید سے خارج نہین ہوتا - بلکہ اس ترک مذہب مین (جسمین دلیل قوی پر عمل کیا جاوے) عین تقلید مذہب پائی جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا عین ارشاد امام ہے) دیکہو امام عصام بن یوسف نے مسئلہ رفع یدین مین امام ابو حنیفہ کا مذہب چہوڑ دیا اور باوجود اسکے وہ حنفیون مین شمار

من اصحابنا من تقلید ابی یوسف الشافعی فی طهارة القلتین و الی الله المشتکی من جهلة زماننا حیث یطعنون علی من ترک تقلید امامه فی مسئلة واحدة لقوة دلیلها ویخرجونه عن مقلدیه ولا عجب منهم فانهم من العوام انما العجب ممن یتشبه بالعلماء و یمشی مشیهم کالانعام (فوائد بہیہ)

ہوتے ہین - اسی کا مؤید ہے - ہمارے معتبر فتاوون والون نے نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسف نے ایک دن مسئلہ طہارت قلتین مین امام شافعی کے قول پر عمل کر لیا تھا - پس ہمارا گلہ (یا فریاد) اپنے زمانہ کے جاہلون کیطرف سے خدا کی جناب مین ہے - کیونکہ وہ اس شخص کو جو بلحاظ قوت دلیل کسی مسئلہ مین اپنے امام کی تقلید ترک کرے طعنے کرتے ہین اور اسکو اسکے مقلدون سے نکال دیتے ہین - انکے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو عامی ہی ہین تعجب تو اُن لوگون سے آتا ہے جو علما بن بیٹھے ہین اور جانورون کی طرح اون جاہلون کی چال چلتے ہین -

ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑہکر خیال فرماوین کہ یہہ کیسے سخت الفاظ ہین اور کس شخص کی قلم و زبان سے نکلے ہین اور کس کے حق مین ہین -؟

ایسے ضدی اور متعصب مقلد کے حق مین اگر ابن حزم یا کسی اور اہلحدیث نے کچہہ کہدیا تو کیا بُرا کیا -

یہان سے ناظرین اخبار **مشیر قیصر** لکہنؤ مطبوعہ ۲۷ فروری ۸۳ء واخبار **مظہر العجائب** مدراس مطبوعہ ۱۵ - مارچ ۸۳ء و **ارمغان دہلی** وغیرہ وغیرہ جنمین ایک مضمون بعنوان **مقلدین پر چوٹ** چہپا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ نواب والا جاہ امیر ریاست بہوپال مولوی **سید محمد صدیق حسن خان صاحب** بہادر نے ایک غزل مین مقلدین کی توہین مین شعر ذیل لکہا ہے ؎ **مقلد را خراب بادہ آرا پرستی شد** ؎ **بگوی آشنایان سخن بیگانہ می آید** - نواب صاحب ممدوح کی جانب سے اپنی سوء ظنی کو ہٹاوین اور یقین فرماوین کہ جناب ممدوح نے عام مقلدین کی نسبت یہہ شعر نہین کہا صرف انہی متعصبون اور

ہٹ دہرمی کی نسبت کہا ہے جنکے حق مین مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے (جو حنفی مذہب کے اعیان وارکان سے ہین) وہ الفاظ فرمائے ہین جو الفاظ اس شعر کی نسبت کہین سخت ہین"
جناب ممدوح غیر متعصب مقلدون کو برا نہین سمجھتے بلکہ تعظیم وتکریم سے انکے اقوال سے استنباط واستشہاد کرتے ہین۔ جناب ممدوح کی تصانیف مین ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے جسکو شک ہو وہ ہمسے طلب نقل وشہادت کرے جناب شاہ صاحب امام سیوطی سے نقل فرماتے ہین

وقال الشیخ عزالدین بن عبدالسلام فی القواعد الکبریٰ۔ ومن العجب العجیب ان الفقہاء المقلدین یقف احدہم علی ضعف ماٰ خذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا وہو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شہد الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ لمذہبہم جمودا علی تقلید امامہ بل یتحیل لدفع ظاہر الکتاب والسنۃ ویتاولہا بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ نضالا عن مقلدہ قال وقد رأیناہم یجتمعون فی المجالس فاذا ذکر لاحدہم خلاف وطن نفسہ علیہ تعجب غایۃ التعجب من غیر استرواح الی دلیل لما الفہ من تقلید امامہ ولو تدبرہ لکان تعجبہ من مذہب امامہ اولی من تعجبہ من مذہب غیرہ فالبحث مع ہؤلاء ضائع مفض الی التقاطع

اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القواعد الکبریٰ مین فرمایا ہے کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ فقہا مقلدین اپنے امام کی دلیل کا کمزور ہونا جان لیتے ہین اور اسکا کوئی دفعیہ نہین پاتے پھر بھی اسی کی تقلید پر جمے رہتے ہین اور جسکے قول پر کتاب وسنت وصحیح قیاسون کی شہادت پائی جاتی ہے اسکے مذہب کو اختیار نہین کرتے بلکہ ظاہر کتاب وسنت کو (جو اسکے قول پر شاہد ہو) دفع کرنیکے حیلے نکال لیتے ہین۔ اور اپنے امام کیطرف سے جوابدہی کے لیئے آیات واحادیث مین باطل تاویلین کرتے ہین۔ ہمنے انکو مجلسون مین حاضر ہوتے دیکھا ہے جب انکے پاس انکے مذہب (جسپر وہ جمے ہوئے ہین) کی مخالف کوئی بات نقل کیجاتی ہے تو وہ اسپر بغیر اسکے کہ وہ اپنے مذہب مالوف پر کوئی دلیل لادین نہایت تعجب کرتے ہین۔ اور اگر وہ اپنے مذہب کی کمزور دلیل کو سوچتے تو اپنے مذہب پر مذہب غیر کی نسبت زیادہ تعجب کے سزاوار تھے۔ ان لوگون سے گفتگو وبحث فضول ہے اور بلا فائدہ باہم مہاجرت و بدگوئی پیدا کرتی ہے

والتدابر من غير فائدة يحسب بها قال وما رأيت احدا رجع عن مذهب امامه
اذا ظهر الحق في غيره بل يصير اليه مع علمه بضعفه وبعده فالاولى ترك البحث
مع هؤلاء الذين اذا عجز احدهم عن تمشية مذهب امامه قال لعل امامي وقف
على دليل لم اقف عليه ولم اهتد اليه ولم يعلم المسكين ان هذا مقابل بمثله و
يفضل ماذكره من الدليل الواضح والبرهان اللائح فسبحان الله ما اكثر من اعمى
التقليد بصره حتى حمله ماذكرته قال وسافرد ان شاء الله تعالى كتابا ابين فيه
اقرب العلماء الى مراعات مقاصد الشرع في كل ما ورد قال مع اني لا اعتقد احدا منهم
افرد بالصواب في كل ما خولف فيه بل اسعدهم واقربهم الى الحق من كان صوابه
فيما خولف فيه اكثر من خطائه قال ولم يزل الناس يسألون من اتفق من العلماء من
غير تقليد بمذهب ولا انكار على احد من السائلين الى ان ظهرت هذه المذاهب وا

آپ (شیخ عزالدین بن عبدالسلام) فرماتے ہیں ہمنے کوئی ایک بھی ایسا نہ دیکھا کہ جب اسکو اپنے
مذہب کے مخالف حق واضح ہو تو اسنے اپنے امام کا مذہب (کسی مسئلہ میں) چھوڑ دیا ہو - بلکہ اُس
ضعف کے معلوم ہونے پر اور اسکے بعد بھی وہ اسی مذہب پر رہا - ان لوگوں سے بحث نکرنا
بہتر ہے جب وہ اپنے امام کے مذہب کو دلیل سے نہیں چلا سکتے تو یہہ کہدیتے ہیں کہ شاید اس
مسئلہ کی دلیل ہمارے امام کو معلوم ہوگی جو ہمکو معلوم نہیں ہوئی - اور وہ بیچارے نہیں
سمجھتے کہ یہہ بات تو بعینہ انکا خصم و مقابل بھی کہہ سکتا ہے - اور جو دلیل واضح وہ دم نقد
پیش کر چکا ہے اسمیں وہ بیشی رکھتا ہے - سبحان اللہ تقلید نے ایسے متعصب بے خبر کو کیسا اندھا
کر دیا ہے کہ انکو ایسی باتیں کہنے پر مجبور کر رکھا ہے - آپ (شیخ عزالدین بن عبدالسلام) فرماتے
ہیں - میں کتاب میں انشاء اللہ تعالے ایک مستقل کتاب لکھونگا جسمیں ان علما کا حال بیان کرونگا
جو ہر بات میں مقاصد شرع کی رعایت میں زیادہ قریب ہیں - باوجودیکہ میں کسی عالم کی نسبت یہ اعتقاد
نہیں رکھتا کہ وہ ہر بات میں جسمیں لوگوں نے اسکا خلاف کیا ہے صواب حق پر ہے - میرے نزدیک حق
کی طرف وہ شخص قریب ہے جسکا مسائل خلافیہ میں خطا سے صواب زیادہ ہو - آپ (شیخ مذکور) فرماتے ہیں
کہ ہمیشہ لوگ بلا تقلید احد کسی سے بن پڑا مسائل پوچھتے چلے آئے ہیں بغیر اسکے کہ کسی نے انکے اس فعل پر انکار

متعصبوها من المقلدين فالواحد يتبع اماماً مع بعد مذهبه عن الادلة مقلداً له فيما قال كأنه نبي ارسل اليه وهذا نائي عن الحق وبعيد عن الصواب لا يرضي به احد من اولى الالباب هذا كلام الشيخ عزالدين وقال الامام ابو شامة في خطبة الكتاب المؤمل في الرد الى الامر الاول ينبغي لمن اشتغل بالفقه ان لا يقتصر على مذهب امام معين بل يرى نفسه عن هذا المقام وينظر في مذهب كل امام ويعتقد في كل مسئلة صحة ما كان اقرب الى دلالة الكتاب والسنة المحكمة وذلك يسهل عليه اذا كان اتقن معظم العلوم المتقدمة وليجتنب التعصب والنظر في طرائق الخلاف المتاخرة فانها مضيعة للزمان ولصفوة مكدرة قال وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس لكن يقبضه بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤساء جهالا فافتوا بغير علم

کیا ہو یہانتک کہ یہہ مذاہب اور انکے متعصب مقلد پیدا ہوئے - انمین بعض شخص اپنے امام کے مذہب کے باوجود اسکے دلائل سے بعید ہونے کے ہر بات مین ایسا پیروی کرتا ہے کہ گویا وہ امام نبی ہے جو اسکی طرف بھیجا گیا ہے اور یہہ امر حق و صواب سے نہایت دور ہے ارباب دانش اسکو کبھی پسند نہین کرتے - یہہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا آخر کلام ہے -

اور امام ابو شامہ نے کتاب المومل فی الرد الی الامر الاول کے خطبہ مین فرمایا ہے جو شخص فقہ کا شغل رکھے اسکو لائق ہے کہ ایک ہی امام کے مذہب مین بند نہو رہے - بلکہ اپنے آپ کو اس مقام سے اونچا کرے اور ہر ایک امام کے مذہب مین نظر رکھے اور ہر مسئلہ مین اس قول کو (یعنے خواہ کسی امام کا ہو) صحیح سمجھے جو کتاب و سنت صحیح المراد کے قریب ہو یہہ امر اسکے لیے آسان ہے اگر وہ اکثر اون علم کو جنکا پہلے ذکر آچکا ہے اچھی طرح جان لے اور اسکو چاہیے کہ تعصب اور اون اختلاف کے طریقون سے جو پچھلے زمانون مین پیدا ہوئے ہین بچتا رہے یہہ تعصب اور اختلاف وقت کو خراب کرتا ہے اور اسکی صفائی کو مکدر کر دیتا ہے - آپ (امام ابوشامہ) نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو خدا تعالی علم کو قبض کریگا (یعنے جیسا کہ قیامت کے آثار مین آچکا ہے) تو اسکی یہہ صورت نہین ہے کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیگا ولیکن اسکی صورت یہہ ہے کہ علما کے روح قبض کریگا یہانتک کہ جب کسی عالم کو نہچھوڑیگا تو لوگ جاہلون کو سردار بنا لینگے پس وہ بغیر علم کے فتوی دینگے -

ابن شامہ - یہ جملہ معیار الحق مین دو دفعہ غلطی سے کاتب نے اصول لکھدیا ہے -

فضلوا واضلوا قال فما اعظم خطبا من بذل نفسه وجهدها فی تحصیل العلم حفظا علی الناس فان هذه الازمنة قد غلب اهلها الكسل والملل وحب الدنيا قال و لم يزل علم الفقه كرها يتوارثه العلماء معتمدين على الاصلين الكتاب والسنة مستظهرين باقوال السلف على فهم ما فيها من غير تقليد فقد نهى امامنا الشافعی رضی الله عنه عن تقليده وتقليد غيره وكانت تلك الازمنة مملوءة بالمجتهدين وكل صنف على ما رأى وتعقب بعضهم بعضا مستمدين من الاصلين الكتاب والسنة وترجيح الراجح من اقوال السلف المختلفة ولم يزل الامر على ما وصفت الى ان استقرت المذاهب المدونة ثم اشتهرت المذاهب الاربعة وهجر غيرها فقصرت هممهم اتباعهم الا قليلا منهم فقلدوا ولم ينظروا فيما نظر فيه المتقدمون من الاستنباط من الاصلين الكتاب والسنة نقل المجتهدون وغلب المقلدون حتى صار من يروم

پھر خود گمراہ ہونگے اور دوسرون کو گمراہ کرینگے - کیا ہی عالی شان ہے وہ جسنے اپنے آپ کو تحصیل علم اور لوگون کے لیے اسکو محفوظ رکھنے مین لگا یا - کیونکہ انزمانون لوگون پر سستی اور حب دنیا غالب ہو گئی ہے (یعنے یہہ کام کرنیوالے اب کم ہین) اور آپ (امام ابو شامہ) نے فرمایا ہے کہ علم فقہ (کتاب و سنت سے باریک مسائل نکالنا) ہمیشہ سے معزز رہا - علماء اسکو اگلے و پچھلے سے لیتے چلے آئے ہین دونو اصول (کتاب و سنت) پر بھروسہ کرتے اور اقوال سلف سے کتاب و سنت کے معانی سمجھنے مین مدد لیتے - کیونکہ ہمارے امام شافعی تقلید سے (اپنی ہو خواہ انکے سوائے کسی اور کی) منع کر چکے تھے اور وہ زمانے مجتہدون سے مالا مال تھے - ہر ایک نے جو کچھ اپنے رای سے مناسب سمجھا تصنیف کیا اور ایک نے دوسرے کا تعاقب کیا - سبھی کو اسبات مین دونو اصول (کتاب و سنت) سے مدد لیتے اور مختلف اقوال سلف سے جو غالب ہوتا اسکو ترجیح دیکر کام مین لاتے - انکا حال ایسا ہی رہا یہانتک کہ یہہ مذہب جو تصنیف و تالیف مین آچکے ہین قائم ہوئے پھر انمین چار مذہب مشہور ہوئے اور دوسرے مذہب چھوٹ گئے - پس انکے پیروان کی بجز تھوڑونکے اور لوگون کے ہمت پست ہو گئی انھون نے تقلید اختیار کی اور جس استنباط کتاب و سنت کیطرف پہلون کی نظر تھی انھون نے اسمین نظر نکی پس مجتہد کم ہو گئے اور مقلد بڑھ گئے یہانتک کہ اگر انمین سے کسی نے اجتہاد کا ارادہ بھی

رتبة الاجتهاد يتعجبون له ويزدرون ثم قال ولم ازل منذ فتح الله علي بالاشتغال بعلم الشريعة وفهم ماذكرت من الاتفاق والاختلاف ودلالات الكتاب والسنة مهتما بجمع كتاب يجمع ذلك اويقاربه توفيقا من الله بمعاودة الامر الاول وهو ما كان عليه الائمة المتقدمون من استنباط الاحكام من الاصلين مستظهرين باقوال السلف فيها طلبا لفهم معانيهما ثم يصل الى الراجح منها بطريقه ثم قال وانما وضع الشافعي رضي الله عنه وغيره من الائمة الكتب ارشادا للخلق الى ما ظنه كل واحد منهم صوابا لا انهم ارادوا تقليدهم ونصرة اقوالهم كيف ما كانت **فقد صح ان الشافعي رض نهى عن تقليده** وتقليد غيره قال صاحبه المزني في اول المختصر اختصرت هذا من علم الشافعي ومن معنى قوله لا قربه على من اراده مع اعلامية نهيه عن تقليده وتقليد غيره لينظر فيه لدينه

کیا تو انہوں نے اسکو تعجب وحقارت کی نظر سے دیکھا - پھر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ جب سے خدا تعالی نے مجھپر علم شریعت کے شغل اور اتفاق واختلاف مسائل کے سمجھنے اور کتاب و سنت کے معانی جان لینے کا فضل کیا ہے تب سے مجھے اسبات کا اہتمام رہا کہ میں ایک کتاب بناؤں جو اسباب میں جامع یا اسکے قریب قریب ہو اسمیں میں نے خدا تعالی سے یہہ چاہا ہے کہ وہی پہلا طریق جسپر متقدمین علما تھے (یعنی دونوں اصول (کتاب و سنت) سے احکام استنباط کرنا اور انکے معانی سمجھنے کو اقوال سلف سے مدد لینا پھر اون اقوال سے جو غالب ہو انہی طرف رجوع کرنا) پھر کر آجاوے - پھر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ امام شافعی وغیرہ اماموں نے جو کتابیں بنائیں ہیں وہ صرف اسلیئے بنائی ہیں کہ جس امر کو وہ صواب سمجھتے ہیں اسکی طرف لوگوں کی رہنمائی کر دیں - نہ اسلیئے کہ لوگ اون کتابوں کو پاکر ان میں انکی تقلید کریں اور انکے اقوال کی مدد و حمایت کرتے رہیں **امام شافعی سے ثابت ہو چکا ہی کہ انھوں نے** اپنی اور دوسرے اماموں کی تقلید سے منع کر دیا ہے - **مزنی** (شاگرد امام شافعی) نے اپنی کتاب مختصر کے دیباچہ میں کہا ہے کہ میں نے اس کتاب کو امام شافعی کے علم سے اختصار کیا ہے اور انکے اقوال کے معنے (یعنی اصول) سے نکالا ہے اس غرض سے کہ جو شخص امام شافعی کے علم پر مطلع ہونیکا ارادہ کرے میں اسکو اس شخص کیطرف نزدیک کر دوں باوجودیکہ میں اسکو امام شافعی کا حکم نا تقلید سے

ویحتاط لنفسہ ای مع اعلامہ من ارادعلم الشافعی نہی الشافعی عن تقلیدہ وتقلید غیرہ ھذا احسن ما قیل ھذا الکلام وانظروا رحمکم اللہ الی قولہ لینظر فیہ لدینہ ویحتاط لنفسہ ای لیسترشد بذلک الی الحق قال فالمزنی امتثل امرہ ما فی النھی عن تقلیدہ فخالفہ فی ھذہ المسئلۃ لما ظہر لہ من النظر فہو موافق ممتثل للامر وقد فعل ھذا صاحبہ البویطی فی مسئلۃ التیمم الی الکوعین فخالفہ وصار الیہ وکذلک جماعۃ من اھل العلم والتحقیق المصنفین علی مذھب الشافعی قد نصروا مذھبہ وامتثلوا ما امر بہ من مخالفۃ قولہ عند قیام الدلیل علی خلافہ وھذا مامور بہ من جہۃ الشارع ولو لم یقلہ الشافعی لذکر کل واحد منہم ما امکنہ مما وصل الیہ علمہ علی قلۃ ذلک وفرقہ فی کیفیتہم وانما یکثر ذلک فی کتب المصنفین من اھل الحدیث الباحثین عن فقہہ ومعانیہ الذاکرین

(ابھی ہو خواہ غیر کی) مطلع کر چکا ہوں تو کہ وہ اس حکم (یا اس کتاب) میں نظر کرے اور بچے یا آپ احتیاط عمل میں لاوے۔ یہہ اس کلام مزنی کی عمدہ تفسیر ہے۔ آپ تم مزنی کے اس قول کو جو شخص امام شافعی کا علم چاہتا ہے وہ اس کتاب یا اس حکم امام شافعی میں نظر کرے اور بچے آپ احتیاط کرنے دیکھو اسکے معنے یہہ ہیں کہ وہ اس حکم لینے کے سبب حق کی طرف ہدایت یاب ہو۔ امام ابو شامہ فرماتے ہیں مزنی نے اپنے امام کے اس حکم ممانعت تقلید پر عمل کیا یعنے بعض مسائل میں امام شافعی کا خلاف کیا پھر بھی وہ امام شافعی کا موافق رہا کیونکہ اس خلاف میں وہ امام شافعی کا حکم بجا لایا ہے۔ ایسا ہی امام شافعی کے شاگرد بویطی نے مسئلہ تیمم تا کف دست میں امام شافعی کا خلاف کیا۔ ایسا ہی اور جماعتوں علماء محققین نے جنہوں نے امام شافعی کے مذہب پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور انکے مذہب کی مدد کی ہے اس حکم کی تعمیل کی ہے اور جہاں کہیں قول امام شافعی کے مخالف دلیل قائم ہوئی ہے وہاں قول امام شافعی کی مخالفت[†] کی ہے یہی حکم شارع کا ہے اور اگر امام شافعی حکم نہ دیتے تو بھی محقق علماء اس امر کا ویسی مختلف طور پر بقدر اپنے علم کے ضرور خیال رکھتے یہہ امر بکثرت تو ان مصنفین کی کتابوں میں پایا جاتا ہے جو اہل حدیث ہیں اور حدیث کی فقہ (یعنے استنباط مسائل) سے بحث کرتے ہیں اور اپنے اقوال و مذہب کو بھی خیال میں رکھتے ہیں۔ کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ جیسے ابو بکر بن منذر۔ اور

† اسکی تفصیل و تشریح حضرت شاہ ولی اللہ کی عقد الجید کے خاتمہ میں ہے۔

لاقوالهم ومذاهبهم من غير تقليد كابي بكر المنذر وابي سليمان الخطابي والبيهقي وابي عمر ابن عبد البر وغيرهم ونبه عليه البغوي ايضاً وقال فقد حرم الفقهاء في زماننا النظر في كتب الحديث والآثار والبحث فقهها ومعانيها ومطالعة الكتب النفيسة المصنفة في شروحها وغريبها بل افنوا ازمانهم وعمرهم في النظر في اقوال من سبقهم من متأخري الفقهاء وتركوا النظر في نصوص نبيهم المعصوم من الخطاء صلى الله عليه وسلم وآثار الصحابة الذين شهدوا الوحي وعاينوا المصطفى صلى الله عليه وسلم وفهموا نفائس الشرعية فلا جرم حرموا رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدين على الآباء وقد كانت العلماء في الصدر الاول معذورين في ترك مالم يقفوا عليه من الحديث لكون الاحاديث لم تكن حينئذ فيما بينهم مدونة انما كانت تلقى من افواه العلماء وهم يتفرقون في البلدان وقد زال ذلك العذر ولله الحمد بجمع الاحاديث المجتمع بها في

ابو سلیمان خطابی اور بیہقی وغیرہ یہہ بات امام بغوی نے بھی جتا دی ہے - ++
آپ (امام ابو شامہ) فرماتے ہین کہ ہماری زمانہ کی فقہانے تو کتب حدیث وآثار مین نظر کرنا اور اسکی فقہ اور معانی سے بحث کرنا اور اون کتابون کا جو حدیث کی شرح اور اسکی لغات شاذہ نادر مین تالیف ہوئی ہین مطالعہ کرنا حرام کر دیا ہے - انہون نے تو اپنی عمر فقہاء متاخرین کے اقوال کی سیر مین فنا کر دی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ (جنکو وحی کا مشاہدہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معاینہ اور شریعت کی نفیس باتون کا سمجھنا حاصل تہا) کے آثار کو دیکہنا چھوڑ دیا - بیشک وہ رتبہ اجتہاد سے محروم رہے اور اپنے بڑون کی مقلد ہو رہے ہے - حالانکہ پہلے زمانہ مین لوگ بعض احادیث کے (جو انکو نہ پہنچی تہین) ترک کرنے مین معذور تھے کیونکہ اندنون حدیثین جمع نہوئی تہین صرف زبانی زبانی سیکہی جاتی تہین - اور وہ لوگ جنسے وہ احادیث لیجاتی تہین) شہرون مین متفرق تھے -
آب وہ عذر خدا کے فضل سے جاتا رہا - حدیثین کتابون مین جمع ہوگئین - محدثین نے انکے باب باب - اور قسم قسم بنا دیئے اور انکی راہ کو آسان کر دیا - بہتیری حدیثون کا ضعیف وصحیح ہونا بیان کر دیا - راویون کے حالات عدالت وجروح

کتب بوبوھا و تمموھا و سھلوا الطریق الیھا و بیّنوا ضعف کثیر منھا و صحتہ و تکلموا

فی عدالۃ الرجال و جرح المجروح منھم و فی علل الاحادیث فلم یدعوا للمستعمل ما

یتعلّل بہ و فسروا القرآن و تکلموا فی غریبھما و فقھھما و کل ما یتعلق بھما فی مصنفات

عدیدۃ جلیلۃ و لاہ ہنالک منھیات لذی طلب صادق و ذکاء و فطانۃ و کذا اللغۃ

و صناعۃ العربیۃ کل ذلک فقد حرزہ اھلہ و حققوہ فالتوصل الی الاجتہاد بعد الجمع

والنظر فی الکتب المعتمدۃ اذا رزق الانسان الحفظ والفہم و معرفۃ اللسان اسہل منہ

قبل ذلک انتہی کلام ابی شامۃ و بانتہائہ انتہی ما نقل مولانا ولی اللہ عن رسالۃ السیوطی

اسی قسم کے چند اور فقرات کتاب امام ابو شامہ کے رسالہ امام سیوطی سے جناب شاہصاحب نے

نقل کیے ہین۔ اسکے بعد اپنی روش و مذہب کو بیان فرمایا ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ مین ان مذاہب

مشہورہ مین سے کسی خاص مذہب کا پابند نہین ہون۔ بلکہ جو کچھ کتاب و سنت سے ثابت و مستنبط ہو

وہی میرا مذہب ہے۔ مین اپنی نظر محض اتباع شریعت (کتاب و سنت) پر رکھتا ہون۔ اور جس

شخص کا قول کتاب و سنت کے موافق ہوتا ہے اسکو پسند کرتا ہون۔ اس عمل و استدلال کتاب و

سنت مین اجتہاد مستقل کا (جسکی تفسیر صفحہ ۹۲ جلد ۱ مین گذر چکی ہے) مین مدعی نہین ہون۔ بلکہ توا علم

مقررہ مجتہدین سابق کے مطابق استنباط و استدلال کرتا ہون۔ خواہ وہ استنباط کسی مذہب

کے مخالف ہو خواہ موافق۔ بعینہ اس روش کے مطابق جسکا بیان عبارات منقولہ بالا مین

ہو چکا ہے۔

ترجمہ عربی عبارت

ہونے مین۔ اور حدیث کی علتون (یعنی چھپے عیب و اسباب ضعف) مین ایسی گفتگو کی کہ

علت نکالنے والے کے لیے علت نکالنے کی جگہہ نہ رہنے دے۔ قرآن کی بھی تفسیر کر دی اور اسکے

شاذ و نادر الفاظ اور اسکی فقہ (یا رکیب احکام) مین اور اسکے متعلقات مین متعدد کتابون مین

طالب صادق ہوشیار و سمجھدار کے لیے گفتگو کر رکھی ہے۔ ایسا ہی علم لغت اور فن عربیت کا

حال ہے ان سب علمون کو (جو اجتہاد کے آلات و سامان ہین) انکے جاننے والون اور دوستون

نے صاف لکھدیا اور خوب تحقیق کر دیا ہے۔ اب (اگر خدا تعالی سمجھہ اور قوت یادداشت عنایت

کرے تو) اجتہاد کو پہنچنا پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

اصل کلام فارسی جناب کو ہمنے اس مقام مین اسلیے نقل نہین کیا کہ ورق اخیر اوراق مقدمہ رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** حضرت شاہ صاحب مین ہو تو نقل ہر دو دفعہ ہمارے ہاتہہ سے جاتا رہا۔ پہلی دفعہ تو ایک چہوٹے بچے نے پہاڑکر کہین پہینک دیا جب تلاش کراکر اسکے ٹکڑون کو پیوند کیا۔ تو دوسری دفعہ تہوڑسی ہی غیبوبت مین وہ پیوند شدہ ورق پہر اسی بچے یا کسی اور حریف نے اُٹھا لیا تہہر باوجود کمال تلاش وہ ہاتہہ نہ آیا اسلیئے جو کچھہ اُسکا خلاصہ مطلب ہمارے ذہن مین مستحضر تہا ہمنے نقل کر دیا۔ شاید اسمین الفاظ یا سیاق کا کچھہ فرق ہوا ہو تو ہو اصل مطلب مین غالبًا کچھہ فرق و تفاوت نہو گا موجودہ و منقولہ عبارت انتباہ و دیگر تصانیف شاہ صاحب بہی اسی مطالب کی مصدق ہین جناب ممدوح کی کلام اور آپکے تمسکات و مستندات سے علامہ ہارون کے بیانات و دعاوے کی پوری تائید و تصدیق ہوئی۔ اور یہہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ اجتہاد کسی وقت اور کسی بشر سے مخصوص نہین ہے۔ بلکہ پہلے زمانون کی نسبت پچہلے زمانون مین علوم آلات و اسباب اجتہاد زیادہ مہیا و موجود ہین۔ جسکو وہ آلات میسر آوین وہ (بشرطیکہ فہم و فراست بہی رکھتا ہو) پہلون کی نسبت آسانی سے اجتہاد پر قادر ہو سکتا ہے گو وضع قواعد و اصول مین مجتہدین سابقین پر سبقت نہ لیجا سکے اور نہ تجدید قواعد کر سکے نہ اس باب مین مدعی استقلال ہو سکے۔

ان عبارات مین اکثر جگہ اجتہاد کو علوم و آلات کا ذکر آیا ہے۔ اسلیئے مناسب بلکہ ضرور ہے کہ اسمقام مین اون علوم و آلات کا ذکر کیا جاوے جنکو علما نے شروط اجتہاد ٹہرایا ہے تاکہ ان علوم کا اس زمانہ مین موجود ہونا اور انکے موجود و میسر ہونیکے سبب اس زمانہ مین بنسبت سابق اجتہاد کا آسان ہونا ناظرین کو متیقن ہو۔

پس واضح ہو کہ علوم آلات اجتہاد (جنکی شرط ہونے پر اتفاق ہے) صرف دو علم ہین۔ علم قرآن و علم حدیث اس مقدار و حد تک جسکو احکام سے تعلق ہے۔

بعضے علوم عربیہ لغت نحو۔ معانی۔ بیان وغیرہ کو بھی شرط ٹھہراتے ہین۔ مگر اہل تحقیق کے نزدیک شرط علم قرآن و حدیث کے بعد ان علوم کے شرط کرنیکی حاجت نہین ہے۔ بعضے علم اصول فقہ کو شرط ٹھہراتے ہین۔ بعضے علم مواضع اتفاق و اختلاف علما کو۔ بعضے علم اقسام و احکام قیاس کو۔ بعضے علم مسائل جزئیہ فقہیہ و علم کلام کو بھی شرط سمجھتے ہین۔ پر ان دو اخیر علمون کا شرط اجتہاد ہونا محققین نے رد کر دیا ہے۔

پھر یہہ سبھی علوم (علی اختلاف الاقوال) مجتہد مطلق کے لیئے (جو ہر مسئلہ مین اجتہاد کرے) شرط ہین۔ مجتہد فی البعض (یعنے بعض مسائل مین اجتہاد کرنے والہ) کے لیئے ان سب علوم کا جاننا کسی کے نزدیک بہی شرط نہین ہے۔ اسکے لیئے خاص اسی علم کے کسی مسئلہ کا جاننا شرط ہے جسکو اسکے اجتہادی مسئلہ سے تعلق ہو۔

اس اجمال کی تفصیل کتب اصول فقہ حنفیہ و شافعیہ و محدثین مین موجود ہے۔ ہم اسمقام مین چند کتب معتبر کی شہادات پیش کرتے ہین۔ **توضیح** مین کہا ہے اجتہاد کی شرط یہہ ہے

باب الاجتہاد۔ شرطہ ان یحوی علم الکتاب بمعانیہ لغۃً وشرعاً واقسامہ المذکورۃ وعلم السنۃ متناً وسنداً ووجوہ القیاس کما ذکرنا۔ (توضیح)

کہ کتاب کے معانی لغوی و شرعی اور اسکے اقسام کو جانے۔ اور حدیث کو متن و اسناد سے پہچانے اور قیاس کی صورتون کا علم رکھے۔

اسکی شرح **تلویح** مین ہے کہ اجتہاد کی شرطین

وشرط الاجتہاد ان یعلم بامور ثلثۃ الاول الکتاب ای القرآن بان یعرف معانیہ لغۃ وشرعیۃ اما لغۃ فبان یعرف معانی المفردات والمرکبات وخواصہا فی الافادۃ فیفتقر الی اللغۃ والصرف والنحو والمعانی والبیان اللہم الا ان یعرف ذلک بحسب السلیقۃ

علم کا جاننا ہے اول قرآن۔ یعنی اسکے معنے لغوی اور شرعی کو جانے۔ لغوی کا جاننا اسطرح کہ اسکے مفرد اور مرکب لفظون اور انکی خاصیتون کو جانے اسمین وہ علم لغت و صرف و نحو و معانی و بیان کا محتاج ہوگا بجز اسحالت کے کہ وہ صرف سلیقہ (یعنی روزمرہ کے محاورہ و بول چال سے) اون

وأما شرعية فبأن يعرف المعاني المؤثرة
في الأحكام مثلاً يعرف في قوله تعالى أو
جاء أحد منكم من الغائط أن المس أو المراد
بالغائط الحدث وأن علة الحكم خروج النجاسة
عن بدن الإنسان الحي وبأقسامه من الخاص
والعام والمشترك والمجمل والمفسر وغير ذلك
مما سبق ذكره بأن يعلم أن هذا خاص
وذلك عام وهذا ناسخ وذلك منسوخ
إلى غير ذلك ولا خفاء في أن هذا معناه
لمعرفة المعاني والمراد بالكتاب قدر ما يتعلق
بمعرفة الأحكام والمعتبر هو العلم بمواقعها
بحيث يتمكن من الرجوع إليها عند طلب
الحكم لا الحفظ عن ظهر القلب الثاني السنة
قدر ما يتعلق بالأحكام بأن يعرفها بمتنها
وهو نفس الحديث وسندها وهو طريق
وصوله إلينا من تواتر أو شهرة أو آحاد
ويدخل في ذلك معرفة حال الرواة
والجرح والتعديل إلا أن البحث عن أحوال
الرواة في زماننا هذا كالمتعذر لطول
المدة وكثرة الوسائط فالأولى الاكتفاء
بتعديل الأئمة الموثوق بهم في علم الحديث كالبخاري ومسلم

معانی کو سمجھ لے (جیسے عرب قدیم بن پڑھے
پڑھائے عربی کلام سمجھتے تھے) —
معانی شرعیہ کا جاننا اسطرح کہ احکام قرآن کے
اسباب و اصول کو جانے — مثلاً لفظ غائط (آیۃ
او جاء احد منکم من الغائط میں) سے بیوضو ہونا
مراد سمجھے — اور حکم طہارت کا سبب نجاست کا
بدن سے خارج ہونا خیال کرے — اور قرآن کے
اقسام عام — خاص مشترک — مجمل وغیرہ کو
جانے — اور قرآن سے (جسکا اجتہاد کے لیے جاننا
ضروری ہے) وہ آیات مراد ہیں جو احکام کے
متعلق ہیں — سو بھی اس معنے کر کہ وہ سب آیات
بر زبان ہوں بلکہ اس معنے کر کہ بوقت حاجت
قرآن سے نکال لے جا سکیں — دوم علم حدیث یعنی
اسقدر احادیث کا (جو احکام کے متعلق ہیں)
علم (کہ) متن (یعنے الفاظ) کو بھی جانے — اور انکی
سندوں (یعنے ان طریقوں کو جنکے ذریعہ سے وہ احادیث
بتواتر یا شہرت یا بنقل ایک دو راویوں کے ہمکو پہنچی
ہیں) کو بھی جانے — اسمیں راویوں کے مجروح و عادل
ہونے کا جاننا بھی داخل ہے — ولیکن اس زمانہ میں راویوں
کے حالات سے بحث مشکل ہے کیونکہ زمانہ بہت گذر چکا
اور راوی بہت ہیں لہذا اب یہی مناسب ہے کہ اساتذہ بخاری و مسلم

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۳ لغایت ۶ — متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنہ — جلد ۶

بابت سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات ومراتب: درجہ	درجات ومراتب: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: روپیہ	قیمت سالانہ: آنہ
۱	قیمت اخص	اسلامی ریاستون کے نواب ورئیس۔	۶ ے ر	۰
۲	قیمت خاص	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران مع عام اغنیاء ولائبریری وسوسائٹیہا	۳ ے ر	۰
۳	قیمت عام	متوسط اہل وسعت۔	عم	۸ ر
۴	قیمت رعایتی	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہین رکہتے اور سالانہ پیشگی دین	۰	۱۲ ر
۵	قیمت للّٰہی	بیوسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نہین رکہتے مگر علمیت رکہتے اور اشتیاق رکہتے ہین	دعا	〃

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات ومراتب بالا اس سے چار چند ہے +

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت ہوگا۔ رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا +

خط وکتابت وارسال زر مہتمم کے پوری نام وخطاب سے حسب نشان مندرجہ ذیل ہونا چاہیے

وارسال زر رجسٹری منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا +

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

تتمہ عبارت انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ ولی اللہ

(جو نمبر سابق مین بصفحہ ۱۳ ناتمام رہ گئی تھی)

{یہ عبارت راقم نے ہدایۃ السائل وغیرہ تصنیفات نواب صاحب بھوپال سے پائی ہین ناظرین اسکو اپنے موقع پر چسپان فرماوین اور اسکی شکریہ مین نواب صاحب کو لیئے دعاء خیر کرین۔}

فقیر دعوی استقلال ندارد بلکہ اثرا و بعد ازانکہ نظر باتباع صاحب شریعت دوختہ وطمح قصد معرفت مقصد شارع ساختہ ومجتہدین ومحدثین را رواۃ دین دانستہ وحرف تقلید یکسو گذاشتہ وتخریج بر قول کسی ومقید بودن بروش کسی موقوف داشتہ کما کان حال القرون الاولی وحال جماعۃ من القرون المتاخرۃ مترددست در دو حالت۔ در اکثر احوال ترجیح بعض اقوال بر بعض میکند وتراجیح خد اینماید ودر بعض احوال تکلفات بارده متاخران را مناسب بقرون اولی نمی یابد وخشک شدن را بر بعض وجوه مرویہ وچشم پوشیدن از بعض آنہا صنا نمیدہد وتضییق چیزے کہ در قرون اولی دران فسحتی بود بر قاعده نمی شمارد وجولانگاه انظار اہل راے علم مصالح ومفاسد می داند نہ علم شرایع وحدود درین صور تھا توقف میکند از قبول تفاریع وتخاریج متاخران وبر صرافت قرن اولی واقف میشود (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ صاحب قدس سرہ)

(علی ما نقل من ہدایۃ السائل صفحہ ۵۳۶ در یاض المرتاض صفحہ ۶۲)

ضمیمہ نمبر ۳

تتمہ جواب اعتراض اوّل متعلق عمل بالحدیث

بقیہ شہادت کتب اصول متضمن شروط اجتہاد

اور امام **فخرالدین** رازی نے کتاب **محصول** میں فرمایا ہے تو جان لے

اعلم ان شرط الاجتهاد ان یکون المکلف بحیث یمکنه الاستدلال بالدلایل الشرعیة على الاحکام وهذه المکنة مشروطة بامورٍ احدها ان یکون عارفا بمقتضى اللفظ ومعناه لانه ان لم یکن کذلك لم یفهم منه شیئا ولما کان اللفظ قد یفید معناه لغةً وشرعًا وجب ان یعرف اللغة والالفاظ العرفیة والشرعیة وثانیها ان یعرف من حال المخاطب انه یعنی باللفظ ما تقتضیه ظاهره ان تجرد وما یقتضیه مع قرینة[†] لانه لولا ذلك لما حصل الوثوق بخطابه لجواز ان یکون عنی به

اجتہاد کی **شرط** یہ ہے کہ اجتہاد کنندہ کو دلایل شرعیہ سے ٹھیک استدلال کرنیکی **قدرت** حاصل ہو اس **قدرت** کے لئے کئی **امور شرط** ہیں **ایک** یہ کہ وہ لفظ اور اُسکے معنی کے اقتضا سے واقف ہو ایسا نہو گا تو وہ اس لفظ سے کچھ نہ سمجھیگا۔ اور جبکہ لفظ کبھی لُغوی معنی بتاتا ہے کبھی شرعی تو ضرور ہوا کہ وہ لُغت (عام زبان) اور الفاظ عُرفی اور شرعی کو بھی جانتا ہو **دوسرا** یہ کہ وہ متکلم (جسکی کلام میں اجتہاد کرنا چاہتا ہو) کے حال وچال سے یہ بات جانتا ہو کہ وہ خالی از قرینہ[†] کلام کہنے کے وقت اسکے ظاہری معنی

† قرینہ وہ علامت لفظی یا حالی ہے کہ لفظ کو ظاہری معنی سے پھیر دے اور یہ بتاوے کہ اس لفظ سے ظاہری معنی کا خلاف مراد ہے جیسے کسی کا یہ کہنا ایک شیر تیر چلاتا تھا۔ یہ تیر چلانے کا لفظ قرینہ ہے جو بتا رہا ہے کہ اس لفظ شیر سے مراد وہ حیوان نہیں جو آدمیوں کو پھاڑ کھاتا ہے بلکہ ایک بہادر

غیر ظاهرة مع انه لم يبينه - وثانيها
ان يعرف تجرد اللفظ ان كان مجردًا
وقرينته ان كانت معه قرينة لانا
لو لم نعرف ذلك لجوزنا في المجرد
ان تكون معه قرينة تخصص عن
ظاهره --

ثم القرينة قد تكون عقلية
وقد تكون سمعية - اما القرينة
العقلية فانها تبين ما يجوز ان
يراد باللفظ مما لا يجوز - واما
السمعية فهي الادلة تقتضي
تخصيص العموم في الاعيان وهو
المسمى بالتخصيص وبالازمان
وهو النسخ او التي تقتضي تعميم
الخاص وهو القياس ويجب
ان يكون عارفا بشرائط القياس
ليميز ما يجوز عما لا يجوز -
ثم ان هذه الادلة السمعية
غائبة عنا فلا بد من نقلها -
والنقل اما متواترا واحاد فلا بد

مراد رکھتا ہے اور جب اسکی کلام مین
کوئی ظاہری معنی کے برخلاف قرینہ
لگا ہو تو اس سے خلاف ظاہر معنی مراد
لیتا ہے اس بات کا علم نہو تو اُسکو اسکی
کلام پر بھروسہ نہین ہو سکتا شاید اُسنے
اپنی کلام سے معنی خلاف ظاہر مراد
رکھے ہون جنکو بیان نہین کیا **تیسرا**
یہ کہ وہ لفظ کا قرینہ سے خالی ہونا اور
با قرینہ ہونا پہچانتا ہو ایسا نہ ہوگا
تو لفظ خالی از قرینہ کو ظاہری معنی سے
پھیر دینا جایز سمجھا جائیگا - پھر یہ قرینہ
کبھی عقلی ہوتا ہے کبھی سماعی **عقلی**
تو وہ ہے جو بتا وے کہ اِس لفظ سے
یہ مراد لینا جایز ہے یا نا جائز **سماعی**
وہ (دلایل سمعی) ہین جو عام حکم کو بعض
اشخاص سے مخصوص کرتے ہین جسکو
تخصیص کہتے ہین یا کسی زمانہ سے
خاص کرتے ہین جسکو **نسخ** کہتے ہین
یا خاص حکم کو عام بتا دین جو **قیاس**
کہلاتا ہے - اِسوقت مجتہد کو یہ بھی ضرور ہوا
کہ قیاس کی شرطین پہچانے تاکہ وہ اِن احکام مین جنکا عام کرنا جایز ہو اور اُن احکام

* قیاس کی شرط اجتہاد ہونے مین ہم بحث کرینگے انشاءاللہ تعالی - اڈیٹر

وانیکون عارفا بشرائط کل واحد منهما ثم عند الاحاطة بانواع الادلة لابد وانیکون عارفا بالجهات المعتبرة فی التراجیح۔ فان قال قائل فصلوا العلوم التی یحتاج المجتهد الیها قلنا قال الغزالی رح مدارك الاحکام اربعة الکتاب والسنة والاجماع والعقل فلابد من العلم بهذه الاربعة ولابد معها من اربعة اخری اثنان مقدمان واثنان موخران فهذه ثمانیة لابد من شرحها۔

اما کتاب الله فلابد من معرفته وفیه تحقیقان احدهما انه لایشترط معرفته جمیعه بل ما یتعلق منه بالاحکام وهو خمس مائة ایة وثانیهما انه لایشترط حفظها بل ان یکون عالما بمواقعها حتی یطلب منها الایة

مین جنکا عام کرنا ناجایز ہے تمیز کرے پہر جبکہ دلائل سمعی ہمارے خیال سے غائب (جدا) ہوتے ہیں تو ضرور ہوگا کہ وہ ہمکو دوسرونکی نقل وروایت سے پہنچین اور نقل کئی طرح ہوتی ہے **متواتر** جو بہت سے بیشمار اشخاص کے ذریعہ سے پہنچے **آحاد** جو اکے دکے راویون سے پہنچین اسلیئے ضرور ہوا کہ مجتہد متواتر وآحاد کی شرطون کو بھی پہچانے۔ ان سب دلایل کو جان لیگا تو پہر یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ ان وجوہات کو جانے جنکا بعض معانی واحکام ودلایل) کی ترجیح مین لحاظ ہوتا ہے۔ اگر ان علوم کی تفصیل چاہو تو مین کہتا ہون کہ امام غزالی نے فرمایا ہے کہ احکام معلوم ہونیکے چار محل ہین کتاب الله وسنت واجماع وعقل پہر چارون کے لئے چار علوم اور بکار ہین جو دو ان سے مقدم ہین اور دو موخر بس یہ آٹھ علوم ہوئے جنکی تشریح ضروری ہے۔

کتاب الله کی معرفت تو ضروری چاہئے اسمین دو تحقیقی باتین ہین ایک یہ کہ سبھی فرمانا

المحتاج اليها عند الحاجة

واما السنة فلا بد من معرفة الاحاديث التي تتعلق بالاحكام وهي مع كثرتها مضبوطة في الكتب وفيه التحقيقان المذكوران الاول انه لا يلزمه معرفة جميع ما يتعلق من الاخبار بالمواعظ واحكام الآخرة — والثاني انه لا يلزمه حفظها بل يكون اصل صحيح مشتمل على الاحاديث المتعلقة بالاحكام

واما الاجماع فينبغي ان يكون عالما بمواقع الاجماع حتى لا يفتي بخلاف الاجماع وطريق ذلك ان لا يفتي الا بشيء يوافق قول واحد من العلماء المتقدمين او يغلب على ظنه انه واقعة متولدة في هذا العصر ولم يكن لاهل الاجماع فيها خوض

واما العقل فيعرف البراءة الاصلية ويعرف انا مكلفون بالتمسك بها الا اذا ورد ما يصرفنا عنها وهو نص او اجماع او قياس على شرائط

جاننا شرط نہین بلکہ ان آیات کا جو احکام کے متعلق ہین جو صرف پانچسو آیہ ہے دوسری یہ کہ ان آیات متعلقہ احکام کا حفظ کرکے کہنا شرط نہین بلکہ اس کے محل و موقع کو جاننا اور بوقت حاجت نکال سکنا

سُنّت (حدیث) سے بھی انہی احادیث کی معرفت ضروری ہے جو احکام کے متعلق ہین وہ احادیث باوجودیکہ نہایت کثرت سے ہین پھر بھی کتب حدیث مین جمع ہوچکی ہین - اسمین بھی وہی دو تحقیقین ملحوظ ہین اول یہ کہ سبھی احادیث متعلق وعظ و احکام اخروی وغیرہ مراد نہین دوسری یہ کہ انکا ازبر کرکے کہنا شرط نہین بلکہ نسخہ صحیحہ کا جو احادیث متعلق احکام پر مشتمل ہو مجتہد کے پاس ہونا کافی ہے -

اجماع کے محلون کا جاننا چاہیے کہ کس کس مسئلہ پر ہوا تاکہ اسکے مخالف فتوی نہ دے اسکا طریق یہ ہے کہ ایسی بات سے فتوی نہ دے

اب رہی **عقل** اس سے یہ جانے کہ اصل چیز مین آزادی و معافی ہے اور ہم اس آزادی و معافی سے تمسک کرنیکی ماموہین بجز اس محل کے جہان نص (آیہ یا حدیث)

الصحة فهذه هي العلوم الاربعة۔
واما العلمان المتقدمان فاحدهما
علم شرائط الحد والبرهان على
الاطلاق وثانيهما معرفة النحو
واللغة والصرف لان شرعنا عربي
فلا يمكن التوسل اليه الا بفهم كلام
العرب وما لا يتم الواجب به فهو
واجب ولا بد في هذه العلوم من القدر
الذي يتمكن به المجتهد من معرفة
الكتاب والسنة۔
واما العلمان المؤخران فاحدهما يتعلق
بالكتاب وهو الناسخ والمنسوخ
والآخر بالسنة وهو علم الجرح والتعديل
ومعرفة احوال الرجال۔
واعلم ان البحث عن احوال الرجال في
زماننا هذا مع طول المدة وكثرة
الوسائط امر كالمتعذر فالاولى
الاكتفاء بتعديل الائمة الذين
اتفق الخلق على عدالتهم كالبخاري

اس آزادی و معافی سے مانع ہو یا اجماع
یا قیاس بشرائط صحیحہ اس سے پہیر دیکر
یہہ وہ چار علوم ٹہوے۔
اب وہ دو علم بیان ہوتے ہین جوان
چارون سے مقدم ہین ایک علم تعریفات
اور دلایل اشیا ہے (جسکو منطق کہتے ہین)
دوسرا علم نحو و لغت و صرف - یہ اسلئے
ضروری ہے کہ ہماری شرع عربی زبان
مین ہے اسکو سمجھنا بجز عربی کلام سمجھنے کے
ممکن نہین اور اسکا سمجھنا ان علوم کے
سوا متصور نہین ہے اور جس چیز کے
سوا ایک امر واجب کا پورا ہونا ناممکن
ہو وہ واجب ہوا کرتی ہے ان علوم سے
بہی اسیقدر جاننا ضروری ہے جس سے
کتاب و سنت کی معرفت ہوسکے۔
اب رہے وہ دو علم جو ان سے موخر ہین انمین سے
ایک تو علم ناسخ و منسوخ ہے جو کتاب اللہ
کے متعلق ہے دوسرا علم جرح و تعدیل
وغیرہ احوال راویونکا جو حدیث کے متعلق ہے

یہہ جان کہہ کہ ہماری زمانہ مین طول مدت اور کثرت راویوں کے سبب راویوں کے حالات
سے بحث کرنا مشکل امر ہے لہذا اس زمانہ مین یہی بہتر ہے کہ ان آئمہ کی جرح و تعدیل پر

ومسلم وامثالهما۔
وقد ظهر مما ذكرنا ان اهم العلوم للمجتهد علم اصول الفقه واما سائر العلوم فغير مهمة في ذلك۔
واما الكلام فغير معتبرة لانا لو فرضنا انسانا جازما بالاسلام تقليدا امكنه الاستدلال بالدلائل الشرعية على الاحكام۔ واما تفاريع الفقه فلا حاجة اليها لان هذه التفاريع ولدها المجتهدون بعد ان فازوا بمنصب الاجتهاد فكيف يكون شرطا۔
واعلم ان الانسان كلما كان اكمل في هذه العلوم التي لا بد منها في الاجتهاد كان منصبه في الاجتهاد اعلى واتم۔ وضبط القدر الذي لابد منه على اليقين كالامر المتعذر

اکتفا کیا جاوے جنکی عدالت پر تمام لوگون کا اتفاق ہے جیسے امام بخاری یا مسلم یا اُن کے امثال و اقران۔
ہمارے اِس بیان سے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ سب علوم سے بڑھکر مجتہد کے لیے علم اصول فقہ بکار ہے۔ ان علوم ہشتگانہ کے سوا اَور علوم مجتہد کے لئے ضروری نہین ہین۔ علم کلام کا تو اجتہاد مین کچھہ بھی اعتبار نہین فرض کرو ایک شخص اسلام کا تقلیدًا یقین رکھتا ہے یعنی دلائل علم کا کلام وہ نہیں جانتا اگر وہ دلائل شرعیہ سے استدلال کرنا چاہے تو اسکو کون مانع ہے۔ اب رہی جزئیات ومسائل فقیہہ اِن کے جاننے کی بھی مجتہد ہونیکے لئے کچھہ ضرورت نہین کیونکہ اِن جزئیات کو تو مجتہدون نے مجتہد ہونیکے بعد پیدا کیا ہے پھر وہ اجتہاد کے لئے کیونکر شرط ہوسکتی ہے۔ یہ بھی جان لے کہ جہانتک انسان اِن علوم مین زیادہ کامل ہوگا اُسی حدتک اُسکا رتبہ اجتہاد بلند وکامل ہوگا اور یقینًا یہ حد مقرر کرنا کہ اجتہاد کے لئے کس قدر علوم کا حاصل ہونا ضرور ہے ایک مشکل سا امر ہے +

(حاشیہ)
ایسا ہی مغتنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین شروط اجتہاد کا بیان ہے کسی کتاب اصول

مین ان شروط سے بڑھکر اور سخت تر کوئی شرط اجتہاد ند کور نہین ہے۔
عبارت محصول امام رازی مین جو آیات متعلق احکام کی تعداد پانچسو آیت تک بتائی ہے یہہ بات اکثر لوگون کی زبان پر اور کئی کتابون میں پائی جاتی ہے مگر اسمین بعض محققین کو کلام ہے جو مدلل و لائق توجہ ناظرین ہے ان کے نزدیک ان آیات متعلقہ احکام کی تعداد جنکو لوگ† آیات احکام سمجھتے ہین اور وہ ظاہر المعنی ہیں دو سو سے زیادہ نہین ہے۔ اور جو اسمیں اور عبارت تلویح مین احادیث متعلقہ احکام کا کتب حدیث مین مجتمع و منضبط ہوجانا اور ان کتب اور ان کے مصنفین ائمہ کا اس باب مین مدار اعتماد ہونا اور جنجنا کے لئے منجملہ آیات واحادیث صرف آیات و احادیث متعلقہ احکام کا علم ضروری ہونا (سو بھی نہ اس طور پر کہ وہ آیات واحادیث از برا ور نوک زبان ہون بلکہ صرف اس معنی کر کہ بوقت حاجت کتاب سے نکالی جا سکین) اور ان علوم کے سوا اور علوم (کلام و معانی و بیان و فقہ) کا شرط اجتہاد نہ ہونا بیان ہوا ہے یہی اکثر متقدمین و متاخرین اصولیین و محدثین کا بیان ہے۔ ہمنے اپنے علاتی بھائی مقلدین کی طمانیت خاطر کے لئے نقل اقوال آئمہ مقلدین (صاحب تلویح و امام رازی وغیرہ) کو مقدم کیا۔ اب اسکی تائید مین چند اقوال محدثین بھی پیش کرتے ہین۔
سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی اپنی کتاب قواعد مین فرماتے ہین چنانچہ نواب صاحب بھوپال اپنے رسالہ جنہ مین انسے نقل کرتے ہین) مین تجھے شروط

وانا اسولك الكلام في شرائط الاجتهاد فمنها انهم اشترطوا	اجتہاد بتاتا ہون از انجملہ بعض لوگون نے علم کلام کو شرط ٹھہرایا ہے

† یہ اسلئے کہا گیا کہ نفس الامر مین ان آیات کی تعداد جنسے دلالۃً والتزاماً احکام نکلتے ہین پانسو سے بھی کہیں حصہ زیادہ ہے۔ (دیکھو حصول المامول صفحہ ۱۰۰)

علم الکلام وصحح المحققون انه غیر
شرط فی الاجتهاد وانما هو عند
اهل هذه المقالة شرط فی صحة
العقیدة - والحق انه لامعنی لهذا
فقد اجتهد الصدر الاول الذین علیهم
المعول قبل التصنیف فیه والتدریس
بل قبل التسمیة له والتاسیس *

* * * * * * الشرط الثانی

معرفة الآیات القرآنیة الشرعیة
وقد قیل انها خمسمائة آیة وصح ذلك
وانما هی مائتا آیة او قریب من ذلك
علی عدد ای القرآن المعروف وان
عدلنا عنه وجعلنا الآیة کل جملة
مفیدة یصح ان یسمی کلاما عند النحاة
کان اکثر من خمسمائة آیة وهذا
القرآن من شك فیه فلیعد - ولا
اعلم ان احدا من العلماء اوجب حفظها
غیبا بل شرط ان یعرف مواضعها
حتی یتمکن عند الحاجة من الرجوع
الیها فی نقلها الی کراسة وافردها

مگر محققین نے اس بات کو صحیح کہا ہے
کہ وہ شرط اجتہاد نہیں - ان لوگون
(قائلین شرطیت کلام) نے یہی اسکو
شرط صحت عقیدہ کہا ہے نہ شرط اجتہاد
اور حق یہی ہے کہ اسکی شرط اجتہاد یا شرط
صحت اعتقاد ہونیکی کچھہ معنی نہیں - صدر
اول (صحابہ رض) نے جن پر اعتماد ہے یہی
اجتہاد کیا جبکہ اس علم کا نام ونشان نتھا

* * * * * **دوسری شرط**

آیات قرآنیہ کا (جو احکام شرعیہ کے
متعلق ہین) جاننا - بعض لوگون نے کہا
ہے کہ وہ پانسو آیتین ہیں مگر یہہ بات
صحیح نہین - وہ تو دوہی سو یا اس کے
قریب قریب ہین اگر آیتون کا معمولی عدد
شمار ہو - اور اگر ہم آیتون کا مشہور عدد
چھوڑ کر ہر ایک فقرہ کو جو ایک معنی بتادے
اور وہ نحویوں کی اصطلاح میں کلام کہلائے
آیہ شمار کرین تو پانسو سے بھی زیادہ عدد
بڑھ جاتا ہے جسکو شک ہو وہ (قرآن
موجود ہے) گنکر دیکھہ لے -

پھر ان دوسو آیہ کو نوک زبان یاد رکھنا ہمارے علم مین کسینے ضروری نہین کہا شرط

لکفاۃ ذلک وقد افردتہا بشرح و سمیتہا نیل المرام بتفسیر آیات الاحکام۔

الشرط الثالث معرفۃ جملۃ من الاخبار النبویۃ ویکفی فیہا معرفۃ کتاب جامع مثل الترمذی وسنن ابی داؤد والبخاری ومسلم بل فیہا ما لا یجب معرفتہ علی مجتہد لانہا جامعۃ لاخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسیرتہ ومغازیہ وبعوثہ ولما ورد من تفسیر القرآن الکریم من کلامہ ولذکر الرقاق والجنۃ والنار واحوال القیامۃ والملاحم (وکذا وکذا) ......

والذی یدل علی ان جملۃ الاخبار لا تکفید ولا یجب الاحاطۃ بہا ان الصحابۃ قد صح اجتہادہم واحکامہم لم یحیطوا بہا علما وکذلک التابعون وائمۃ الاسلام لم یعلم احد احاط بہا حتی قال الشافعی علما لا یحیط بہما احد اللغۃ والحدیث وھذا صحیح وھو قول الجماہیر والخلاف

یہی ہے کہ انکا ٹھکانا جانے اور بوقت حاجت انکی طرف رجوع کر سکے پس اگر کوئی انکو چند اوراق مین جمع کر لے تو کافی ہوگا ہمنے (نواب صاحب فرماتے ہین) انکو شرح کے ساتھ ایک رسالہ مین جمع کیا ہے جسکا نام **نیل المرام** ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ کسیقدر احادیث بہی جانتا ہو۔ اسمین کوئی ایک کتاب جامع (جیسے ترمذی و سنن ابی داؤد و بخاری و مسلم) کا جاننا کافی ہے۔ بلکہ ان کتابون مین ایسی حدیثین بہی ہین جنکا جاننا مجتہد کے لئے ضروری نہین ہے کیونکہ انمین آنحضرت و صحابہ کے حالات اور جنگنامے اور آیات قرآن کی تفسیر اور زہد کی باتین اور بہشت و دوزخ و قیامت کی حالات وغیرہ بہی ہین جنکی جاننے مین ضرورت نہین۔ اور اس **بات** پر کہ کسیقدر احادیث مجتہد کے لئے کافی ہین سبہی احادیث پر احاطہ واجب نہین **دلیل** یہ ہے کہ آنحضرت کے اصحاب کا اجتہاد صحیح تہا حالانکہ انکو سبہی احادیث پر احاطہ نہ تہا[†]

† اس باب مین ہماری ضمیمات سنہ ۶ مین ایسی تفصیلی بحث ہے کہ بجز اسمقام کے کہین دیکہی نہین گئی شائقین ان پرچون کو ملاحظہ مین لاوین تو عجب حظ اٹہاوین۔

فتنبہ شاذ والحجۃ علیہ واضحۃ وللہ الحمد۔ والاولیٰ لمن اراد الاجتہاد ان یعرف کتابا من کتب الاحکام التی اقتصر اھلھا علیٰ ذکر احادیث التحلیل والتحریم واجمعوا جمیع ما فی کتب الصحاح من ذلک وبینوا الصحیح من السقیم مثل المنتقیٰ لابن تیمیہ وما احسنہ لو بین الصحیح من الضعیف کل البیان ومثل الاحکام عبد الحق الوسطی والصغری واحکام الضیاء المقدسی والاحکام الکبری لعبد الغنی المقدسی والخلاصۃ للنووی وھو مفید جدا لکنہ لم یکملھا۔ وما ذکرہ الحافظ ابو محمد المنذری فی کتابہ اختصار سنن ابی داود من الاعتراضات والفوائد۔ واحضرھا لکتاب الامام ابن دقیق

ایسی ہی تابعین وغیرہ ائمہ اسلام تھے انمین سے کوئی ایک بھی ایسا معلوم نہین ہوا جو احادیث پر احاطہ رکھتا ہو حتی کہ امام شافعی رحنے یہ کہدیا ہو کہ دو علمون لغت وحدیث پر کسیکو احاطہ نہین ہی بات صحیح ہی جسکی جمہور قایل ہین اسکے مخالف شاذ و نادر لوگ ہین اور اسپر خدا کے فضل سے دلیل واضح ہے جو شخص اجتہاد کا ارادہ کرے اسکے لئے بہتر یہ ہو کہ وہ ان کتابونکو دیکھے جو احکام مین تالیف ہوئی انمین انکے مؤلفون نے ان سب احادیث احکام حلال حرام کو وارد کیا ہو جو کتب صحاح مین پائے جاتی ہین جیسی کتاب منتقی الاخبار ابن تیمیہ[†] یہ کتاب کیا اچھی تھی اگر مؤلف اسمین صحیح وضعیف کا بیان پورا کرتا اور کتاب احکام وسطی وصغری عبد الحق[*] اور احکام ضیاء الدین مقدسی اور احکام کبری عبد الغنی مقدسی اور خلاصہ امام نووی یہ کتاب نہایت ہی مفید ہی مگر اسکو انہون نے پورا نکیا اور وہ کتاب جسے حافظ ابو محمد منذری [حاشیہ: فصل علما مصر و محدثین] [حاشیہ: نے مختصر سنن ابی داود]

† یہ ادسا ابن تیمیہ ابن القیم کا اوستاد ابن تیمیہ نہین بلکہ یہ اسکا دادا ہی اور اسکی کتاب منتقی الاخبار دہلی مین چھپی ہو اور کتاب نیل الاوطار شوکانی جو اسکی شرح ہو مصر مین چھپی ہو یہ شرح ان کتب سے بے نفس فارغ ولاپرواہ کرتی ہے

* یہ عبد الحق ہی اور صاحب ہین اشبیلی محدث نہ شیخ عبد الحق دہلوی۔

کتاب ابوداؤد سے اختصار کر کے بنائی ہے ان سب سے مختصر کتاب الالمام ابن دقیق العید ہے اس سے بھی مختصر کتاب احکام الالمام ان کے بعض شاگرد کی بنائی

واخصر منه احکام الالمام الجامع لاحادیثه لبعض تلامذته وجمعها وانفعها کتاب تلخیص الحبیر للحافظ ابن حجر ولاشك فی کفایته للمجتهد وزیادة الکفایة وهو مجلدان وان اراد الکمال والمعرفة التامة فلیطالع کتاب الاسلام مثل التمهید والنهایة والبدایة وشروح کتب الحدیث ومن احسنها ما شرحه حافظ مصر فتح الدین بن سید الناس من جامع الترمذی ولم یتمه وقد کمله زین الدین حافظ الوقت ابن العراقی وهذا الشرح فی غایة الحسن وذکر العلامة ابن رشد المالکی فی کتابه نهایة المقصد بدایة المجتهد ما لفظه فان هذا الکتاب انما وضعناه لیبلغ المجتهد به فی الصناعة رتبة الاجتهاد واذا حصل ما یجب قبله من القدر

ان سب کتابون سے بڑھکر جامع اور زیادہ نفع رسان کتاب تلخیص† ابن حجر عسقلانی ہے اسمین شک نہین کہ یہ کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے بلکہ کافی ہونے سے بھی بڑھکر ہے اور وہ دو جلدون مین ہے اور جو اور بھی کمال معرفت چاہے وہ اور کتب اسلام (جیسے تمہید - نہایہ - بدایہ وشروح کتب احادیث) کا مطالعہ کرے ان شرحوں میں سے عمدہ وہ شرح ہے جو حافظ ابن سید الناس نے ترمذی پر لکھی ہے مگر اسکو پورا نہ کیا - حافظ زین الدین عراقی نے اسکو پورا کر دیا یہ شرح نہایت خوب ہے -

علامہ ابن رشد نے اپنی کتاب نہایۃ المقصد وبدایۃ المجتہد مین کہا ہے کہ مین نے یہ کتاب اسلئے بنائی ہے کہ اجتہاد کرنیوالیکو اس سے رتبہ اجتہاد حاصل ہو جبکہ وہ ان علوم کو جو اس سے پہلے بکار مین

† یہ کتاب بحمد اللہ ہمارے پاس موجود ہے - اڈیٹر

من النحو واللغة وصناعة اصول الفقه
وهو كلام جيد من علامة الكبير مسلم له
وانما ذكرت هذه الكتب على جهة
الارشاد والمعاونة لا على جهة الايجاب
الشرط الرابع معرفة العربية ويكفي منها
قراءة كتاب مثل مقدمة الشيخ ابن الحاجب
قراءة فهم - وهذا على الاحتياط
لا على الايجاب لان في العربية ما لا
من معرفته وفيها ما لا يحتاج الى
معرفته مثال ما لا يحتاج اليه
كلامهم في العامل في المستثنى ما هو
ولم ارتفع الفاعل وانتصب المفعول
ونحو ذلك مما لم تعرفه العرب وقد
ذكر الفقيه العلامة علي بن عبد الله
عن ابي الحسين البصري انه قال ليس في
الاجتهاد شرط بعد معرفة الكتاب
والسنة الا اصول الفقه وقد نقلوا
من العربية والمعاني والبيان ما يحتاج
اليه المجتهد قلت فمن اراد الاجتهاد
التام في العلم كله فعليه بعلم العربية

(جیسے نحو لغت اصول فقہ) حاصل کر چکا ہو
یہ کلام علامہ عمدہ اور مسلّم ہے۔
مین نے رسید وزیر یمانی فرماتے ہین ان
کتابون کیطرف مجتہد کو مراجعت کرنیکا
ذکر بطور مصلحت کیا ہی بطور وجوب نہین
کیا۔ یعنی اس سے یہ مطلب نہین کہ جبتک
یہ سب کتابین نہ دیکھی مجتہد نہ ہوگا۔
چوتھی شرط عربیت سے واقف ہونا اسکے
لئے ایک کتاب کافیہ ابن حاجب کا سمجھکر اور
اچھی طرح سے پڑھنا کافی ہی یہ بھی ہمنے بطور
احتیاط و مصلحت کہا ہی نہ بطور واجب
کرنیکے یہ اسلئے کہ کتب عربیت مین ایسے
مسایل بھی ہوتے ہین جنکی جاننے کی مجتہد کو
حاجت نہین جیسے یہ مسئلہ کہ مستثنیٰ مین
عمل نصب کون کرتا ہی اور فاعل مرفوع
اور مفعول منصوب کیون ہوتا ہے جنکو
خود عربی لوگ بھی نہ جانتے تھے **فقیہ**
ابو الحسین بصری نے کہا ہی کہ
اجتہاد مین بعد معرفت کتاب اللہ وحدیث
کے بجز اصول فقہ جاننے کے اور کوئی شرط
نہین کیونکہ عربیت و معانی و بیان کے مسائل بقدر حاجت اہل اصول خود نقل کر چکے ہین

فلا اعلم على وجه الارض اكثر معونة
على المجتهد على الفهم الصحيح منه
ومن اصول الفقه ومن اراد الاجتهاد
في مسئلة من العلم فلا يجب عليه قراءة
العربية بل يجب عليه ان يعرض
ما فهم من تلك المسئلة على علما
العربية ويتعلم منهم ما يتعلق بها ـ
الشرط الخامس اصول الفقه هو
عمودها وراسها بل صلبها واساسها
حتى ان ابا الحسين البصري ذكر انه
لا يشترط في الاجتهاد سواه كما تقدم
لان اهله قد نقلوا ما يحتاج المجتهد
او اكثر ما يحتاجه من الفنون الى فهم
هذا حتى قال بعض علما المعاني
الاصوليين سرقوا علينا فننا ـ وكذلك
ذكروا اكثر ما يحتاج اليه من المسائل
العربية ـ
الشرط السادس علم المعاني والبيان وقد اختلفوا
فيه هل هو شرط ام لا ـ والحق ان فيه
ما هو شرط في بعض المسائل كالعربية

میں (سید یمانی فرماتے ہیں) کہتا ہوں
جو عام اجتہاد سبھی علم (کتاب و سنت)
میں چاہے اسکو تو علم عربیت کی ضرورت ہے
کیونکہ روئے زمین پر اس علم اور علم اصول
سے بڑھکر صحیح معنی سمجھنے میں مجتہد کا کوئی
علم مددگار نہیں ـ
اور جو کسی خاص مسئلہ (کتاب و سنت)
میں اجتہاد کرنا چاہے اسکو علم عربیت پڑھنا
ضروری نہیں بلکہ جو کچھ وہ کسی آیت
یا حدیث کا مطلب سمجھتا ہے اسکو علمائے
عربیت کے سامنے پیش کرنا اور اس مسئلہ
کے متعلق اس سے کچھ سیکھہ لینا کافی ہے
پانچویں شرط علم اصول فقہ ہے وہ اجتہاد
کا ستون اور سر بلکہ بنیاد اور جڑ ہے حتی کہ
ابو الحسین بصری نے یہ کہدیا ہے کہ اس علم
کے سوا اور کوئی علم شرط اجتہاد نہیں ہے
کیونکہ اس علم والوں نے اور علم کی ضروری
باتوں کو اسمیں نقل کر دیا ہے چنانچہ بعض
علمائے بیان نے کہا ہے کہ اصولیوں نے ہمارا
فن ہمسے چرا لیا ہے ایسا ہی انہوں نے اکثر ضروری مسائل
عربیت کو بھی نقل کر دیا ہے ـ

چھٹی شرط علم معانی وبیان سے اسکے شرط ہونے مین اختلاف ہی حق یہ ہی کہ اس علم مین بعض مسائل ایسے ہین کہ وہ عربیت کی طرح بعض مسائل مین اجتہاد کرنیکے لئے شرط ہین اور بعض ایسے مسایل ہین کہ وہ شرط نہیں ہین مگر اہل اصول نے اکثر ان مسائل کو جو شرط اجتہاد ہین اپنی کتابون مین نقل کردیا ہی اگرچہ انکی بعض عبارات بعض مواقع پر مختلف ہین مگر معنی متفق - یعنی کتاب تلخیص کو پڑھا تو اس سے بعض مسایل کو جو کلام کے معنی سے متعلق تھے نقل کیا - یہ امر قریب ہی مگر محنت ومشقت واجتہاد بکار ہی - یعنی اسکو قریب العمل لوگون کے مشکل وخوفناک کہنے اور اسکو واجب وفرض سمجھنے کے مقابلہ مین کہا ہے

وفیہ ما لیس بشرط التبتة وقد نقل اہل الاصول اکثر ما یحتاج الیہ وقد تختلف عباراتہم والمعنی واحد ومعرفة ما ہو شرط منہ شئی یسیر فقد کنت قرأت التلخیص ونقلت ما یتعلق بمعنی الکلام منہ فلفت الوصل والفصل والامر قریب ولکن لا بد من عنایة وتعب واجتہاد - وانما قلت انہ قریب بالنظر الی تہویل الاصحاب بشانہ وبالنظر الی انہ واجب وفرض - وقد نص سبحانہ وتعالی علی انہ ما جعل علینا فی الدین من حرج - ھذا اخر کلامہ -

خدا تعالی نے تو صاف فرمادیا ہی کہ اس نے ہمپر تنگی اور مشقت نہین ڈالی - پھر یہ لوگ کیون تنگی کرتے ہین - یہ آخر کلام سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی ہے -

علامہ محمد معین حنفی محدث نے **دراسات اللبیب** مین پہلے کتاب مغنی سے شروط اجتہاد کو نقل کیا ہی پھر فرمایا ہے اگر کوئی کہے کہ یہ سب شروط تو کسی مین جمع نہین ہوتین تو ہم کہین گے کہ ان علوم کی شرط ہونیکی یہ معنی نہین کہ ان سبھی علوم پر

ولقد اوجز واحسن فی بیان شرائط الاجتہاد صاحب کتاب المغنی من اطلع علیہ لم یعظم علیہ امر اصل الاجتہاد فنوردہ من لفظ الکتاب .....

ثم ننبہ علی ما یستفاد منہ ما یزول
بہ عسر الحکم بتحققہ فی زماننا قال
رحمہ اللہ الاجتہاد معرفتہ ستة
اشیاء الکتاب والسنة والاجماع
والاختلاف والقیاس ولسان العرب.....
الی ان فصلہا ثم قال فان قیل ہذہ
شروط لا تجمع فی احد فکیف یجوز اشتراطہا
قلنا لیس من شرطہا انیکون محیطا
بہذہ العلوم احاطة تجمع اقصاہا
وانما یحتاج ان یعرف من ذلک ما یتعلق
بالاحکام من الکتاب والسنة ولسان
العرب ولا ان یحیط بجمیع الاخبار
الواردة فیہ - فقد کان ابوبکر الصدیق
وعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما خلیفتا
رسول اللہ ووزیراہ وخیر الناس بعدہ
فی حال امامتہما یسئلان عن الحکم
فلا یعرفان ما فیہ من السنة حتی
یسئلان الناس فیخبر افسئل ابوبکر رض
عن میراث الجدة فقال مالک فی کتاب اللہ
تعالی شیٔ ولا اعلم لک فی سنة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مجتہد کو پرلے درجہ کا احاطہ ہو بلکہ مجتہد
ان علوم کے قرآن وحدیث اور عرب
کی زبان سے اسیقدر کا جاننا ضروری
ہے جو احکام کے متعلق ہو - پھر اس قسم
کے بھی سبھی احادیث کا جاننا شرط اجتہاد
نہیں ہے -
یہ دیکھو ابوبکر صدیق وعمر فاروق
آنحضرت کے خلیفہ اور وزیر تھے وہ خلافت
کی حالت مین (جب کوئی ان سے
سوال کرتا اور انکو حدیث سی اسکا جواب
وحکم معلوم نہ ہوتا) اور لوگون سے
پوچھتے - ابوبکر صدیق سے (کسیکی)
دادی نے اپنی میراث کی بابت سوال
کیا آپ نے سایلہ سے کہا کہ ہم تیرے
لئے کتاب اللہ میں کوئی حکم نہین پاتے
اور نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین کچھ تیرا حصّہ پاتے ہین ولیکن لوگون
سے پوچھتے ہین پھر آپ نے کھڑے ہوکر
فرمایا مین خدا کی قسم دیتا (یا خدا کے
نام سے سوال کرتا) ہون جسکو آنحضرت
کا فیصلہ دادی کے حقمین معلوم ہو

في الجدة فقام المغيرة فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاها السدس وسأل عمر رض من املاص المرأة فاخبر المغيرة بن شعبة ان النبي صلى الله عليه وسلم قضى فيه بغرة عبد او امة ولا يشترط معرفة المسايل التي فرعها المجتهدون في كتبهم فان هذه فروع فرعها الفقهاء بعد حيازة منصب الاجتهاد فلا يكون شرطا وهو سابق عليها - وليس من شرط الاجتهاد في مسئلة ان يكون مجتهدا في كل المسايل بل من عرف ادلة مسئلة وما يتعلق بها فهو مجتهد فيها وان جهل غيرها كمن يعرف الفرائض واصولها اليس من شرط اجتهاده فيها معرفته بالبيع ولذلك ما من امام الا وقد توقف في مسائل - وقيل من يجيب في كل مسئلة فهو مجنون واذا ترك العالم لا ادري اصيبت مقاتله - حكي ان مالكا سئل عن اربعين مسئلة فقال في ستة وثلثين منها لا ادري

وہ بیان کرے پس مغیرہ کھڑے ہوئے اور کہا آنحضرت نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا ہے - حضرت عمر رض نے لوگوں سے اس عورت کا حکم پوچھا جسکا حمل کسی نے گرادیا ہو حضرت مغیرہ رض نے فرمایا کہ اسقاط حمل کے بدلے آنحضرت نے غلام یا لونڈی دلوائی ہے -

اجتہاد کے لئے ان جزئیات فقہیہ کا جاننا **شرط** نہین جو مجتہدون نے نکالی ہین کیونکہ یہہ تو منصب اجتہاد حاصل کرنیکے بعد انہون نے نکالی ہین پھر وہ اجتہاد کے لئے (جوان سے پہلے ہوا ہے) شرط کیونکر ہوسکتی ہین اور مجتہد کے لئے یہ بھی **شرط** نہین کہ ایک مسئلہ مین مجتہد ہو تو سبھی مسایل مین اجتہاد کرسکے بلکہ جو شخص ایک مسئلہ کے دلایل و متعلقات جانے وہ اسمین مجتہد ہے گو وہ اور مسایل سے وہ جاہل ہو جیسے ایک شخص فرائض جانتا ہے اسکو اجتہاد کے لئے یہ شرط نہین کہ وہ بیع کی مسایل بھی جانتا ہو - **یہی وجہ** ہے کہ ایسا

کوئی امام نہیں ہوا جسکو بعض مسایل مین توقف نہ ہوا ہوا اور یہ بھی علمانے کہا ہے
کہ جو شخص ہر مسئلہ میں جواب دیکہیں لاعلمی کا اظہار نہ کرے وہ مجنون ہے
اور کہا ہے کہ جب عالم **لا ادری** (یعنی مین نہین جانتا) کہنا چھوڑ دیتا ہے
تو اسکی بات بے اعتبار ہو جاتی ہے۔ **روایت** ہے کہ امام مالک رح سے کسی نے

ولم یخرجہ ذلک عن کونہ مجتہدًا
وانما المعتبر اصول ھذہ الامور
وھو مجموع مدون فی فروع الفقہ
واصولہ فمن عرف ذلک ورزق
فہمہ کان مجتہدًا لہ الانقیاد لاٰیۃ
الحکم اذا ولیہ واللّٰہ اعلم۔
وخرج من ھذا ان المسئلۃ لو احدۃ
من باب واحد من ابواب الفقہ
اذا حصلھا احد من دلیلھا عنا
ماعلم مایحتاج الیہ فی الاستدلال
فھو مجتہد فیھا وان لم یرجع الی
ماقال السابق من المجتہدین فی
تلک المسئلۃ فان غایۃ ذلک ان
یخالف قولھم بدلیل ظھر لہ والمجتہد
علیہ ما ظھر واحتمال انہ لو رای
اقوال الغیر فیھا بالدلیل المعارض

چالیس مسئلے پوچھے آپنے چھتیس مین
لا ادری کہا پھر اس امر نے انکو مجتہد
ہونیسے نہین نکالا۔ مجتہد ہونیکے لئے یہی
امر **معتبر** ہے کہ ان باتون کی جو کتابو
مین مجموع و مؤلف ہو چکی ہین اصول
جانتا ہو۔ ایسا شخص بشرطیکہ فہم اور سمجھ
بھی رکھتا ہو مجتہد ہے اور وہ حق اور
لیاقت حکومت رکھتا ہے جب وہ حاکم ہو
اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کوئی
ایک مسئلہ بھی مسائل اجتہادی سے
دلیل سے حاصل کریگا تو وہ مجتہد ہوگا۔
جبکہ وہ اسکی ضروریات سے واقف
ہو گو وہ اس مسئلہ مین کسی پہلے مجتہد
کی بات کو نہ دیکھے اس سے نہایت یہی
بات پیدا ہوگی کہ اسکی بات جو اسکو بدلیل
معلوم ہوئی پہلے مجتہدون کی بات کے مخالف
نکلے مگر اسپر وہ دلیل حجت ولازم ہے نہ کسی مجتہد کی بات۔ اسمین یہ احتمال کہ وہ

لرجع عما قال لانه يوجب عليه الرجوع فان
مثل هذه الاحتمالات لا اثر لها في
الايجاب بعد نهوض الدليل عنده -
وخرج منه ايضا ان جميع ما ذكر فيه
من شروط الاجتهاد لا يلزم ان يكون المجتهد
حافظا له ومستحضرا لما يوجب مراعاته
فيها من حيث مباحث العموم والخصوص والتقييد
والاطلاق وغير ذلك - بل يكفي فيه
ان يراجع الكتب المدونة فيها بعد ما فهمها
على وجهها فاذا راجعها واقتدر بمعونتها
واعمال ما فيها على حكم في مسئلة لا ينقص
ذلك من رتبة اجتهاده في ذلك الحكم
كيف وتدوين كتب الاصول وتبيين قواعدها
المتعلقة بالحجج الاربعة ليس تذكارا لاجتهاد
مما كان من صنيع الاوائل وحجر عنه
الاواخر فتكون اساطير الاولين اكتتبوها
كما ظن فيها وفي كتب متون الحديث
لا سيما السنن الموضوعة في الاحكام

اوروں کے اقوال اور اُن کے دلایل
دیکھتا ہو تو شاید اپنی بات سے پھر جاتا
اسکو اس بات سی پھر جانا لازم نہیں کرتا
اسلیے کہ احتمالوں کا دلایل قایم ہونیکے بعد کچھہ
اعتبار نہیں —

اِس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جو
کچھہ شروط اجتہاد مذکور ہوئی ہیں مجتہد
کو انکا زبان پر رکھنا اور جن باتوں کی
رعایت کرنی اجتہاد میں اسپر واجب ہے
(جیسے نص کے عام وخاص ومطلق ومقید
وغیرہ ہونیکی بحثیں) انکا یاد رکھنا لازم
نہیں بلکہ اسکو بوقت ضرورت ان
کتابوں کیطرف جنمیں یہ مباحث لکھے
ہوئے ہیں رجوع کرنا کافی ہے اگر وہ
اُنکو ٹھیک ٹھیک سمجھہ سکتا ہی جب وہ
اُن کتابوں کیطرف رجوع کر چکا اور انکی
مدد سے اور اُن کے مسایل مندرجہ
کام میں لانے سے کسی مسئلہ میں
اجتہاد پر قادر ہو گا تو یہ امر اسکے رتبہ اجتہاد میں نقصان پیدا نکریگا کیونکہ ان کتابوں کی
تصنیف اور جو انمیں قواعد متعلق ادلہ اربعہ بیان ہوئے محض پہلے مجتہدوں کی ساختہ
پرداختہ کی یادداشت نہیں ہے کہ پچھلے اسکے عمل سے مہجور و محروم رہیں اور وہ صرف پہلوں کی

ولكتب فنون شتى تتعلق بعلم الحديث
بل انما اسست قواعد اصول الفقه
ليعمل بها من يحاول الاستنباط و
اخراج الفروع من الاصول ومن تقيد
بتلك القواعد الماخوذة منها
على ذلك ولو في فرع واحد فهو
المجتهد في ذلك الفرع —
وكذلك ما تحمل ما تحمل من مشاق
الرحلة في جمع الاحاديث ثم في
تهذيبها وتجريدها صحاحا نقية
لا باس عليها الا للعمل لمن يتاخر
زمانهم عن طبقة المصنفين وما
افردت الكتب في فنون هذا العلم
الشريف على ما تعجب الناظر فيها الا
لمسيس حاجة العامل بالحديث اليها
في الزمان المتاخر لا للاخبار عما كان
يحتاج اليها السابقون - ثم ذكر ما تكفل
لبيانه المحدثون في مؤلفاتهم
من علوم الحديث فقال يكفي في
ذلك الاطلاع من الكتب المدونة
المروية من الحفاظ والمحدثين وكتب الاصول

کہانیاں ہوں جنکو جیسا سمجھا لکھہ لیا خصوصا
کتب حدیث سے سنن اربعہ جو احکام کے
لئے بنائی گئے ہیں اور حدیث کی متعلق
اور مختلف فنون کی کتابیں بلکہ ان قواعد
اصول فقہ کی بنیاد تو اسی غرض سے قایم
ہوئی ہے کہ جو چاہے ان پر عمل کرے
اور اصول سے فروعات کو نکالے اور
جو ان قواعد کی مدد سے اجتہاد (ایک
ہی مسئلہ مین کیون نہ ہو) پر قادر ہو گا
وہ اس مسئلہ میں مجتہد کہلائیگا -
ایسا ہی احادیث کی جمع کرنے مین بہ
ان کے چھانٹنے اور کھری کھری صحیح
حدیثوں کے جو بے عیب ہوں جدا کرنے
مین جو تکلیفیں اٹھائی گئی ہیں وہ صرف
اسی لئے اٹھائی گئی ہیں کہ جو شخص ان
مصنفوں کے زمانہ سے پیچھے آوے وہ انپر
عمل کرے -
اس شریف علم کے فنون مین جدا جدا تصانیف
جنسے دیکھنے والیکو تعجب ہوتا ہے صرف
پچھلے زمانوں کی حدیث پر عمل کرنیوالوں
کی ضرورت و حاجت کی لئے ہوئی ہیں

علی تفنن علوم الحدیث بحیث لم یبق لمن جاهد حق الجهاد فی مطالعتها خافیة فی ادنی ما تمس الحاجة الیه العامل بالحدیث من تصحیح متونها وتحسینها وتمیزها وعارها عنها وکونها من ای قسم من اقسام الحدیث ومعرفة احوال الرواة من الجرح والتعدیل ومعرفة اسمائهم وکناهم واسماء آبائهم وکناهم و مکاسبهم بحیث کانك عاشرتهم بجوار الدار ومعرفة الاحکام الکلیة من الحفاظ کقولهم لیس فی الباب حدیث ولیس فی الباب اصح منه وکل حدیث فی الباب ضعیف وهذا الحدیث رواه هذا العدد من الصحابة وهذا له هذا المقدار من الطرق وهذا کل رواته اهل الحجاز وهذا کل رواته اهل العراق وهذا رواه فی بلد فلان بلفظ

نہ یہ بات سنانیکو کہ پہلی مجتہد اِن باتونکی محتاج تہی- پہر علامہ نے اِن باتون کو بیان کیا جنکا محدثین نے اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہے پس کہا کہ علوم اجتہاد کے جاننے کے لئی ان کتابون کو جو تالیف ہوئین اور حفاظ حدیث سے منقول ہوئین دیکہنا کافی ہے- جو انکو دیکہنے مین جیسا کہ حق ہی مشقت اُٹہا دی اسپر کوئی ضروری بات مخفی نہین رہتی حدیثو کی تصحیح یا تحسین اور غیر صحیح وغیر حسن سے انکی تمیز اور یہ کہ وہ حدیث کس قسم کی ہے اور راویون کی جرح و تعدیل کے حالات اور اُن کے نامون اور کنیتون اور اُن کے باپون کے نامون اور اُن کے مکانون اور پیشون کی شناخت ایسے طور پر کہ گویا تو دیوار بدیوار انکا ہمسایہ رہا ہے اور حفاظ حدیث کے اِس قسم کے عام حکمون کی پہچان کہ اِس باب مین کوئی حدیث نہین اور اِس باب مین جو حدیث ہی وہ ضعیف ہی اور اِس حدیث کو اتنے صحابہ نے روایت کیا ہی اور اِس حدیث کی اتنی سندین و طریق ہین اور اِس حدیث کے سب راوی حجازی ہین اور اِس حدیث کے سب راوی

عراقی ہین اور اِس حدیث کو فلان شہر مین راوی نے اِس طور سے بیان کیا

وهذا فيه هذا اللفظ بعد روايته
بلا زيادة وذلك في زمان كذا
وهذا في زمان كذا وهذه الرواية
لهذا الحديث حرف بعد التحديث
وهذا انقلب وهذا يرسل وهذا
يدلس — وكل رواية فلان عن
فلان لا يعتمد عليه وهذا الحديث
لا معارض له في الاحاديث
وهذا له هذا العدد من الاحاديث
المتعارضة —

واكثر دأبهم انهم يوردون
في كتب السنن متون الاحاديث
المتعارضة في بابين متصلين
وافردوا التصنيف في ما لا معارض
له من الاحاديث وما له معارض
وافردوا الكتب في الناسخ والمنسوخ
من الاحاديث وهو علم شريف من
علوم الاحاديث مهتم واهل تصنيف
هذا الفن مع قضاء وطرهم عن
حفوفه لم يقتصروا عليه بل ادرجوا

ہے اور اسمین یہ لفظ بڑہا دیا ہے بعد
اِس کے کہ بدون اِس لفظ کے روایت کیا
کیا تہا اور وہ فلان زمانہ مین تہا اور یہہ
فلان زمانہ مین تہا اور اِس حدیث کو
روایت کرنیسے پیچہے بدل دیا ہے اور اسکو
روایت کرنیسے پہلے بدل دیا ہے اور یہ
راوی مرسل حدیث لایا کرتا ہے اور وہ
مدلس ہے (یعنی بے سُنی روایتین ایسے
طور پر بیان کرتا ہے کہ سُنی ہوئی معلوم
ہون) اور فلان راوی کی حدیث فلان
شخص سے لایق اعتماد نہین ہی اور اِسحدیث
کا کوئی معارض نہین اور اِسحدیث کی
اتنی حدیثین معارض ہین —

اُنکی یہ اکثر عادت ہی کہ متعارض حدیثونکو
کُتب حدیث مین متصل دو بابون مین
وارد کیا کرتے ہین انہون ایسی مستقل کتابین
بہی تصنیف کی ہین جنمین صرف وہ حدیثین
وارد ہین جنکی معارض اور حدیثین نہین یا
وہ حدیثین جنکی معارض حدیثین موجود ہین
اور انہون نے ناسخ ومنسوخ علوم حدیث سے شریف علم ہے

فیہ بابا عظیما واسعا من العلم فی کتبھم وضمنوہ بیانھم ذلك ایراد المتعارضین من الاحادیث و التکلم فی ترجیح احدھما علی الاخر مع الاشارۃ الی من تمسك بھا من الائمۃ بحیث افاضوا وافادوا عن کیفیۃ التعارض والجمع والترجیح وعددوجوہ بل حصروھا فی مائۃ وعدۃ وجہ علی ما احطنا بھا۔
(دراسات)

اِس فن کے لوگون نے اِسکا حق پورا کرکے اِسی پر نہین رہی بلکہ اِس کے ضمن مین ایک اَور بڑا اور وسیع علم کو بھی بیان کر دیا ہے وہ یہ کہ دو باہم مختلف ومتعارض حدیثونکو وارد کیا ہے اور اِنمین سے ایک کو دوسرے پر ترجیح وغلبہ دینے مین ایسی گفتگو کی ہے کہ لوگون کو فیض پہنچایا اور کیفیت تعارض وتطبیق وترجیح کو بیان کردیا اور ترجیح کی وجوہات اور صورتین (ہماری علم مین) ایک سو کئی وجہ مین بیان کین۔

ناقل ومترجم کہتا ہے اِن وجوہات ترجیح کی تفصیل مع التمثیل **محصول** امام رازی رحمۃ اللہ اور **ارشاد الفحول** قاضی محمّد بن علی شوکانی رح یمانی وغیرہ کتب اصول متقدمین ومتاخرین مین موجود ہے مگر اِنمین اِن وجوہات کا بیان بہت بسط وتطویل سے ہوا ہے **ارشاد الفحول** کا خلاصہ مطلب نوآب صاحب بھوپال نے اپنی کتاب **حصول المامول** مین وارد کیا ہے ہم اِس مقام مین اِس کتاب کا مختصر بیان نقل کرنا موجب طمانیت وزیادت بصیرت ناظرین خیال کرتے ہین۔ ہر چند اِسمین بھی فی الجملہ طول کا خوف ہی مگر چونکہ ہمکو ادق علوم واخص مسایل کا اِس رسالہ کے ذریعہ سے عام مین پھیلانا مدّنظر ہے اِسلئے ہم اِس فی الجملہ طول کا لحاظ نہین کرتے۔ ناظرین سے امید ہی کہ اِس نشر واشاعت علوم ومسایل کا قدر کرین گے اور اِس تطویل پر آشفتہ خاطر نہ ہون گے۔

نوآب صاحب ممدوح حصول المامول صفحہ ۲۱۱ مین امام شوکانی کی کتاب کا خلاصہ

یون بیان فرماتے ہین - تو جان لے کہ دو معارض دلیلون مین ترجیح کبھی اسناد

اعلم ان الترجیح قد یکون باعتبار
الاسناد وقد یکون باعتبار المتن
وقد یکون باعتبار المدلول وقد
یکون باعتبار امر خارج فهذه اربعة
انواع والنوع الخامس الترجیح بین
الاقیسة والنوع السادس الترجیح
بین الحدود السمعیة — النوع
الاول الترجیح باعتبار الاسناد وله صور
الاول الترجیح بکثرة الرواة فیرجح
علی ما رواته اقل لقوة الظن به
والیه ذهب الجمهور وقال الکرخی
انهما سواء - قال ابن دقیق العید
هذا المرجح من اقوی المرجحات
واما لو تعارضت الکثرة وترجیح
العدالة من جانب اخر ففیه قولان
ترجیح الکثرة وترجیح العدالة فانه
رب عدل یعدل الف رجل فی التثقیة
کما قیل ان شعبة بن الحجاج کان یعدل

حدیث کی نظر سے ہوتی ہے کبھی الفاظ
حدیث کی نظر سے کبھی اُس کے معانی
کی نظر سے کبھی امور خارجی کی نظر سے
یہ چار اقسام ترجیح ہوئے اور جو اکثر متعارض
حدیثون مین پائے جاتے ہین (قسم پنجم
باہم قیاسون مین ترجیح - قسم ششم اشیا
کی سماعی تعریفات مین ترجیح - ترجیح بنظر

اسناد کے کئی صورتین ہین

(۱) ترجیح کثرت راویون سے یعنی جس حدیث
کے راوی بہت ہون گے اُسکو حدیث
پر ترجیح ہوگی جس کے راوی کم ہون کیونکہ
ظن صحت وصداقت جو خبر واحد مین ہوتا
ہے کثرت راویون سے قوی ہوتا ہی - جمہور
کا یہی مذہب ہی - اور کرخی نے (حنفیہ مین
سے) کہا ہی کہ وہ دونو برابر ہین - ابن
دقیق العید نے کہا ہی یہ وجہ ترجیح تمام وجوہات
سے قوی تر ہی اور اگر ایک جانب مین کثرت
رواۃ ہو اور دوسری جانب مین عدالت
راوی ہو تو اسمین دو قول ہین بعض کثرت کو ترجیح دیتے ہین اور بعض عدالت کو
اِس دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہی کہ بسا اوقات ایک عادل ثقہ ہونے مین ہزار آدمی کے برابر ہوتا ہے

مائتین وقد كان الصحابة رض يقدمون روایة الصدیق رض علی روایة غیره۔

الثاني انه یرجح ما کانت الوسائط فیه قلیلة وذلك بان یکون اسناده عالیا۔

الثالث ان ترجیح روایة الکبیر علی روایة الصغیر لانه اقرب الی الضبط۔

الرابع انها ترجیح روایة من کان فقیها علی من لم یکن کذلك لانه اعرف بمدلولات الالفاظ۔

الخامس انها ترجیح روایة من کان عالما باللغة العربیة لانه اعرف بالمعنی ممن لم یکن کذلك۔

السادس ان یکون احدهما اوثق من الآخر۔

چنانچہ کہا گیا ہی کہ شعبہ بن حجاج دوسو ومی کے برابر تہا اور آنحضرت صلعم کی اصحاب صدیق اکبر کی روایت کو اور ونسے مقدم کرتے ہین۔

(۲) ترجیح بہ قلت وسایط اسناد) یعنی جس حدیث کے راوی اور آنحضرت مین وسیلہ (ناقل) کم ہو یعنی اسکی سند عالی ہو جیسے امام بخاری کی تین واسطہ سی آنحضرت سی حدیث یا امام مالک رح کی دو واسطہ سی آنحضرت سی روایت اسکو اس حدیث پر ترجیح ہوگی جسکی راوی اور آنحضرت مین بہت سی واسطے ہون۔

(۳) ترجیح بہ کبر سنی یعنی بڑی عمر والیکی روایت کم عمر والیکی روایت سی مرجح ہوگی کیونکہ وہ سمجہنے اور یاد رکہنے کیطرف قریب ہوتا ہے **مترجم** کہتا ہی یہ وجہ تفصیل طلب ہے یہ اُسی کلان سال کے حق مین لائق اعتبار ہی جو کم عمر سے زیادہ ضابط ہو اور اگر کم عمر زیادہ ضابط سمجہہ والا ہوشیار ہو تو اسکی حدیث کو بڑی کم سمجہہ سی ترجیح ہوگی۔ بزرگی بعقل است نہ بسال

(۴) ترجیح بفقہ راوی یعنی جو راوی فقیہہ ہو اسکی حدیث روایت غیر فقیہہ پر مرجح ہوگی کیونکہ وہ الفاظ کے معانی کو خوب جانتا ہی **مترجم** کہتا ہی یہ وجہ بہی تفصیل طلب ہی یہ اسی حدیث مین لائق اعتبار ہی جو بالمعنی روایت ہوئی ہو۔ یا اسکی الفاظ یا محل یا قرائن سے راوی نے کچہہ چہوڑ دیا ہو اور جن احادیث کو راویون نے بلفظہا بلا کم و کاست معہ متعلقات

نقل کیا ہو اسمین راوی فقیہہ وغیرہ فقیہہ مساوی ہین امام رازی نے محصول مین کہا ہے قال قوم ہذا الترجیح انما یعتبر فی خبرین مرویین بالمعنی اما المروی باللفظ فلا یعنے یہ ترجیح ان احادیث مین معتبر ہے جنکی روایت بالمعنی ہو لفظی روایت والے حدیثون مین اسکا اعتبار نہین اور جو اسکے جواب مین کہا ہے وہ ہماری دلیل و تقریر کو اُٹھا نہین سکتا دیکھہ لے جس کا جی چاہے -

(۵) ترجیح بعلم عربیت یعنی جو شخص عربی زبان جانتا ہو اُسکی حدیث عربی نہ جاننے والے پر ترجیح رکھیگی **مستمر** کہتا ہے اسمین بھی وُہی بحث ہے جو وجہ چہارم مین ہے - امام فخر الدین رازی نے محصول مین اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ عربی دان اپنی سمجھہ کے بھروسہ پر اِس کے الفاظ یاد رکھنے مین اتنی کوشش نہ کریگا جتنے وہ جاہل عربی زبان سے اِسکے الفاظ یاد رکھنے مین مبالغہ کریگا لہذا چاہئیے کہ جاہل کی روایت کو ترجیح ہو -

(۶) ایک دو راویون سے زیادہ ایک ثقہ ہو -

السابع ان یکون احدھما احفظ من الآخر -

(۷) ایک ان مین سے زیادہ یادداشت رکھتا ہو -

الثامن ان یکون احدھما من الخلفاء الاربعة دون الآخر -

(۸) ایک انمین سے خلفاے راشدین مین سے ہو -

التاسع ان یکون احدھما متبعا والآخر مبتدعا -

(۹) ایک انمین سے اہلسنت ہو دوسرا بدعتی -

العاشر ان یکون احدھما صاحب الواقعة لانہ اعرف بالقصة -

(۱۰) ایک انمین سے اس واقعہ کا اہل تعلق ہو جسکو روایت کرتا ہے کیونکہ وہ قصہ کو خوب پہچانتا ہے

الحادی عشر ان یکون احدھما مباشرا

(۱۱) ایک راوی خود اس کام کا کرنیوالا ہو

لما رواہ دون الآخر۔	جسکو روایت کرتا ہی۔
(۱۲) الثانی عشر انیکون احدھما کثیر المخالطة للنبی صلعم دون الآخر لانہا تقتضی زیادة	(۱۲) ایک نمین سی آنحضرت سی بہت میل جول رکہتا ہو کیونکہ میل جول سی زیادہ اطلاع متصور ہی
(۱۳) الثالث عشر انیکون احدھما اکثر ملازمة للمحدثین من الآخر	(۱۳) ایک راوی محدثین سی زیادہ صحبت رکہتا ہو۔
(۱۴) الرابع عشر انیکون احدھما قد طالت صحبتہ للنبی صلعم دون الآخر۔	(۱۴) ایک راوی آنحضرت کا زیادہ صحبتی ہو
(۱۵) الخامس عشر انیکون احدھما قد تثبت عدالتہ بالتزکیة والآخر بمجرد الظاہر۔	(۱۵) ایک راوی کی عدالت کسی کے عادل کہنے سے ثابت ہو دوسری کی صرف ظاہر حال دیکہنے سے۔
(۱۶) السادس عشر انیکون احدھما قد تثبت عدالتہ بالممارسة والاختبار والآخر بمجرد التزکیة فانہ لیس الخبر کالمعائنة۔	(۱۶) ایک کی عدالت تجربہ وامتحان سے ثابت ہو دوسرے کی صرف کسی کے عادل کہنے سے
(۱۷) السابع عشر انیکون احدھما قد وقع الحکم بعدالتہ دون الآخر۔	(۱۷) ایک کی عدالت پر قاضی کا حکم جاری ہو چکا ہو۔
(۱۸) الثامن عشر انیکون احدھما قد عدل مع ذکر اسباب التعدیل والآخر عدل بدون ذکرھا۔	(۱۸) ایک راوی کی عدالت با وجہ ودلیل بیان ہوئی ہو دوسرے کی بلا وجہ۔
(۱۹) التاسع عشر انیکون المزکون لاحدھما اکثر من	(۱۹) ایک راوی کو عادل کہنے والے بہت ہوں دوسری کے کم۔
(۲۰) العشرون انیکون المزکون لاحدھما اکثر بحثا عن احوال الناس من المزکین للآخر	(۲۰) ایک کو عادل کہنے والے لوگوں کے حالات سے زیادہ بحث وکرید کرنے والے ہوں۔

الآخر

الحادی والعشرون انیکون المزکون لاحدهما اعلم من المزکین للاخر —

الثانی والعشرون انیکون احدهما قد حفظ اللفظ فهو ارجح ممن اداه بالمعنی او اعتمد علی الکتابة —

الثالث والعشرون انیکون احدهما اسرع حفظا من الاخر وابطاء نسیانا منه فانه ارجح اما لو کان احدهما اسرع حفظا واسرع نسیانا و الاخر ابطاء حفظا وابطأ نسیانا فالظاهر ان الاخر ارجح من الاولی —

الرابع والعشرون انها ترجح روایة من یوافق الحفاظ علی روایة من ینفرد عنهم فی کثیر من الروایات —

الخامس والعشرون انها ترجح روایة من دام حفظه وعقله ولم یختلط علی من اختلط فی آخر عمره —

السادس والعشرون انها تقدم روایة من کان اشهر بالعدالة والثقة من الاخر لان ذلک یمنع من الکذب

السابع والعشرون انها ترجح روایة من کان

(۲۱) ایک راوی کے عادل کہنے والے زیادہ عالم ہوں

(۲۲) ایک راوی نے الفاظ حدیث یاد کیئے ہوں دوسرے نے معنی یا لکھنے مین بہروسا کیا ہو

(۲۳) ایک راوی یاد کرنے مین جلد باز ہو اور بہولنے مین ڈہیلا ہو تو اسکی روایت مرجح ہوگی اور اگر ایک یاد کرنے مین بہی جلد باز بہولنے مین بہی اور دوسرا یاد کرنے مین بہی دیر کرنیوالا ہو اور بہولنے مین بہی ویسا ہی ہو تو اس صورت مین دوسرے کو ترجیح ہوگی

(۲۴) جسکی روایت حفاظ حدیث سے اکثر موافق ہو وہ اسکی روایت سے مرجح ہوگی جو اکثر روایت مین حفاظ سے مخالف منفرد ہو

(۲۵) جو یادداشت وعقل مین ثابت رہا ہو اسکی روایت اس شخص سے مقدم ہوگی جسکی عقل یا حافظہ اخیر عمر مین بگڑ گیا ہو —

(۲۶) جو شخص عدل اور ثقہ ہونے مین زیادہ مشہور ہو اسکی روایت اوروں سے مقدم ہوگی کیونکہ اسکی شہرت اسکو کذب سے مانع ہے

(۲۷) جسکی نسب مشہور ہوگی کہ یہ فلانے کا

مشهور النسب على من لم يكن مشهورا۔

۲۸ الثامن والعشرون ان يكون احدهما معروف الاسم ولم يلتبس اسمه باسم ضعيف۔

۲۹ التاسع والعشرون انها تقدم رواية من تاخر اسلامه على من تقدم قال ابو اسحق الشيرازي وابن برهان والبيضاوي وقال الآمدي بعكس ذلك۔

۳۰ الثلثون انها تقدم رواية الذكر على الانثى لان الذكر اقوى فهما واثبت حفظا وقيل لا تقدم۔

۳۱ الحادي والثلثون انها تقدم رواية الحر على العبد لان تحرزه عن الكذب اكثر وقيل لا يقدم۔

۳۲ الثاني والثلثون انها تقدم رواية من ذكر الحديث على من لم يذكر سببه۔

۳۳ الثالث والثلثون انها تقدم رواية من لم يختلف الرواة عليه ممن اختلفوا عليه۔

بیٹا یا فلان قوم سے ہی اسکی روایت غیر مشہور سے مقدم ہوگی

(۲۸) جسکا نام کسی ضعیف راوی کے نام سے ملتا نہو اسکی حدیث اس راوی سے مقدم ہوگی جسکا نام ضعیف راوی سے ملتا ہو۔

(۲۹) جسکا اسلام پیچھے کو ہو اسکی حدیث اُس شخص سے مقدم ہوگی جو اس سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔ یہ ابو اسحق شیرازی وغیرہ کا قول ہے اور آمدی اس کے عکس کا قایل ہے۔

(۳۰) مرد کی روایت عورت کی روایت سے مقدم ہوگی کیونکہ مرد سمجھ مین زیادہ قوی اور یادداشت مین زیادہ مضبوط ہوتے ہین۔ بعض کا قول ہے کہ مقدم نہ ہوگی۔

(۳۱) اصیل کی روایت غلام سے مقدم ہوگی کیونکہ وہ جھوٹ سے زیادہ بچتا ہے اسمین ایک قول یہ ہے کہ مقدم نہوگی۔

(۳۲) جسکی حدیث مین اسکے سبب کا ذکر ہو اسکی حدیث اس سے مقدم ہوگی جسنے سبب کا ذکر نہین کیا۔

(۳۳) جسکے راویون نے باہم اختلاف کیا ہو اسکی حدیث اس سے مقدم ہوگی جسکے راویون نے اختلاف کیا ہو۔

الرابع والثلثون[۳۴] انیکون احدهما احسن استیفاء للحدیث من الاخر فانها ترجح روایته۔	(۳۴) جس نے حدیث کو پورا بیان کیا ہو اُسکی حدیث اوہورے بیان والے سے مُقدّم ہوگی۔
الخامس والثلثون[۳۵] انها تقدم روایۃ من سمع شفاھاً علی من سمع من وراء الحجاب۔	(۳۵) جس نے حدیث بالمشافہ سنی ہوگی اُسکی حدیث آڑ کے پیچھے سُننے والے سے مقدم ہوگی۔
السادس والثلثون[۳۶] ان یکون احد الخبرین بلفظ حدثنا او اخبرنا فانہ راجح من لفظ انباءنا ونحوہ۔	(۳۶) لفظ حدثنا واخبرنا والی حدیث لفظ انباءنا اور اسکی مثل لفظ والے حدیث سے مقدم ہوگی بعض نے یہ بھی کہا کہ حدثنا والی اخبرنا والی سے مقدم ہوگی۔
السابع والثلثون[۳۷] انها تقدم روایۃ من سمع من لفظ الشیخ علی روایۃ من سمع بالقراءۃ علیہ۔	(۳۷) جس نے خود شیخ سے حدیث سنی ہو اُسکی حدیث ایسی شخص سے مقدم ہوگی جسنے کسی اور کو شیخ کے سامنے پڑھتے سنا ہو
الثامن والثلثون[۳۸] انها تقدم روایۃ من سمع بالسماع علی روایۃ من روی بالاجازۃ۔	(۳۸) جس نے حدیث استاد سے سنی ہو اُسکی حدیث ایسے شخص سے مقدم ہوگی جس نے صرف اُس سے اجازت لی ہو
التاسع والثلثون[۳۹] انها تقدم روایۃ من روی المسند علی روایۃ من روی المرسل۔	(۳۹) جس نے مسند[ع] حدیث روایت کی ہو اُسکی حدیث مرسل روایت کرنیوالے سے مقدم ہوگی
الاربعون[۴۰] انها تقدم الاحادیث التی فی الصحیحین علی الاحادیث الخارجۃ عنھما۔	(۴۰) صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیثیں اُن احادیث سے مقدم ہونگی جو انمیں نہوں۔

[ع] مسند وہ حدیث جو بسند متصل آنحضرت سے پہنچے۔ مرسل وہ جسکو تابعی صحابی (جسنے آنحضرت سے وہ حدیث سُنی ہو) کا نام چھوڑ کر قال رسول اللہ کہے۔ اڈیٹر۔

الحادی والاربعون انها یقدم روایة من
لم ینکر علیه علی روایة من انکر علیه
وبالجملة فوجوه الترجیح کثیرة وحاصلها
ان ما کان اکثر افادة للظن فهو الراجح
فان وقع التعارض فی بعض هذه
المرجحات فعلی المجتهد ان یرجح بین
ما یتعارض منها۔
واما المرجحات باعتبار المتن فهی
انواع۔
الاول ان یقدم الخاص علی العام
کذا قیل۔ ولا یخفاک ان هذا لیس
من باب الترجیح بل من باب
الجمع وهو مقدم علی الترجیح
الثانی ان یقدم الافصح علی
الفصیح لان الظن انه لفظ النبی صلعم
اقوی۔ وقیل لا ترجیح لان البلیغ
یتکلم بالافصح والفصیح۔
الثالث انه یقدم العام الذی لم
یخصص علی الذی خص نقله الجوینی
عن المحققین وجزم به سلیم الرازی۔

(۴۱) جسکی روایت پر کسی محدث نے اعتراض کیا ہو
اسکی حدیث اس روایت سے مقدم ہوگی جسپر
اعتراض ہوا ہو۔ **بالجملہ** وجوہات ترجیح کثیر
سے ہین ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جس حدیث
سے زیادہ ظن صدق حاصل ہو وہ ترجیح
رکھتی ہے خواہ کسی صورت سے ہو پھر اگر
ان وجوہات مین باہم معارضہ ہو یعنی ایک
دوسرے کے مقابلہ مین پائی جائے تو مجتہد ان مین سے
خود ترجیح دے جسکو مرجح پاوے۔

الفاظ حدیث کے لحاظ سے جو وجوہ
ترجیح ہین وہ بھی کئی قسم کی ہین۔

(۱) وہ حدیث جسکے الفاظ خاص ہون عام
الفاظ والے سے مقدم ہوگی مگر یہ سمجھی معلوم
ہوگا کہ اس صورت مین ترجیح نہین پائی جاتی
بلکہ عام وخاص مین تطبیق و موافقت کیجاتی
ہے جو ترجیح پر مقدم ہے۔

(۲) بہت خوش تقریر کی حدیث اس سے
کم خوش تقریر کی حدیث پر مقدم ہوگی کیونکہ
بہت فصیح کلام کا کلام نبوی ہونیکا ظن غالب ہے
بعض کا قول ہے کہ یہ وجہ ترجیح نہین ہوسکتی کیونکہ

(۳) جس عام مین تخصیص نہوئی ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگی جسمین تخصیص ہوچکی ہو چنانچہ امام جوینی نے

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۷ لغایت ۱۰ — جلد ۳

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنہ

بابت ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب		تفصیل خریداران لشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		روپیہ	آنہ
۱	اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب و رئیس	ے/	۰
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران و عام اغنیاء و لابریری و سوسائٹیاں	ے	۰
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عم	۸/
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور سالانہ پیشگی دین	۰	۱۲/
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نرکھین بلکہ علمیت رکھین اور عسرت استاکرین	دعا	خیر

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چارچند ہے۔

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا۔ رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہئے ارسالہ زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی ہو اور کسی صورت سے نہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہوگا۔

ابوسعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ بٹالہ ضلع گورداسپور

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

التماس

جن صاحبون کی خدمت مین مطالبہ قیمت اشاعة السنة بین ہم مکرر خطوط
پیڈ اور رجسٹری شدہ بہیج چکے ہین وہ خدا کو۔ رسول کو۔ سنت کو۔
قیامت کو۔ حق دوستی کو۔ آشنائی کو۔ صاحب سلامت کو۔ ملاقات کو۔
اپنی ذاتی خوبی معاملہ کو۔ مروت کو (کسیکو) تو پیش چشم رکہین۔ اور قیمت
پرچہ نہ سہی جواب خطوط تو دین۔ اس ول جیسے التماس سے بہی انکا دل
نہ پکڑا تو ناچار بیرنگ خطوط کا سلسلہ جاری کیا جاویگا پہر شکایت نہو۔

اطلاع

مقدمہ ضمیمہ اشاعة السنہ ۱۳۰۱ھ سے شروع ہے مگر قلت حجم و مقدار (چار ورق)
کے سبب وہ ختم ہونے نہین پاتا لہذا اب مصلحت یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکو اس سال
۱۳۰۳ھ مین ختم کیا جاوے ۱۳۰۴ھ سے بعونہ تعالےٰ مقاصد ضمیمہ (مسائل فرعیہ مذہب
محدثین) شروع ہون۔ لہذا مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر زاید حجم و مقدار ضمیمہ نمبر ۱ و ۲ مین
بکار ہو وہ حجم رسالہ سے لیا جاویگا اور رسالہ اسیقدر کم کیا جاوے جن کو اس رائے سے
مخالفت ہو وہ اپنی رائے سے ہمکو مطلع کرین مگر اسکے ساتھ ایسی تدبیر بتاوین جس سے
حجم رسالہ کم نہو اور ضمیمہ کا حجم بڑہ جاوے۔

تسکین

اس نمبر مین جو اصطلاحات اصول فقہ مذکور ہین ہمنے جزو سوم مقدمہ
مین وہ بخوبی حل کردی ہین ناظرین ان مشکل الفاظ کو دیکہکر نہ گہبراوین۔

الرابع انه يقدم العام الذي لم يرد على سبب على العام الوارد على سبب قاله الجويني والكيا وابو اسحاق الشيرازي وسليم الرازي

الخامس انها تقدم الحقيقة على المجاز اذا لم يغلب المجاز۔

السادس انه يقدم المجاز الذي هو اشبه بالحقيقة من المجاز الذي لم يكن كذلك۔

السابع انه يقدم ما كان حقيقة شرعية او عرفية على ما كان حقيقة لغوية۔

الثامن انه يقدم ما كان مستغنيا عن الاضمار في ما هو مفتقر اليه

التاسع انه يقدم الدال على المراد من وجهين على ما كان دالا عليه من وجه واحد۔

(۴) جو عام کسی سبب خاص سے وارد نہوا ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگا جو کسی خاص سبب سے وارد ہوا ہو۔ یہ بھی جوینی وغیرہ نے کہا ہے۔

(۵) حقیقت (لفظ کا اصلی معنی مین استعمال) مجاز (لفظ کے غیر اصلی معنی مین استعمال) سے مقدم ہوگی بشرطیکہ وہ معنی مجازی کا استعمال غالب نہو گیا ہو۔

(۶) جو مجازی معنے حقیقی معنی کے قریب ہو وہ معنے مجازی بعید سے مقدم ہوگا۔

(۷) جو معنی لفظ کے شرع مین یا عرف مین حقیقی ہون وہ اس معنی سے مقدم ہونگے جو لغت مین اسکے حقیقی معنی+ ہون۔

(۸) جس کلام مین ضمیر پیدا کرنیکی حاجت نہو وہ اس کلام سے مقدم ہے جو ضمیر کے محتاج ہو۔

(۹) جس کلام کے معنی و مراد دو وجہ سے ثابت ہون وہ اس سے مقدم ہے جسکے معنی ایک وجہ سے ثابت ہون

+۔ جیسے "من ادرک رکعۃ من الصلوۃ فقد ادرک الصلوۃ" مین لفظ رکعت ہے جسکے شریعت مین حقیقی معنے پوری رکعت کے ہین جسمین رکوع سجود قیام سب داخل ہین اور لغت مین حقیقی معنی رکوع کے ہین جو شرعاً مجازی معنے ہین لہذا اس حدیث مین حکم اسوجہ ترجیح کے معنی پوری رکعت کو ترجیح ہے۔ جو لوگ ان باتونکو نہین سمجھتے یا اسکیطرف توجہ نہین کرتے وہ اسحدیث مین لفظ رکعت سے رکوع مراد لیتے ہین اور کہتے ہین کہ جسنے امام کو رکوع مین پایا اسنے رکعت کو پالیا۔ اسمین انہون نے ایک تو یہی حقیقت شرعیہ کو چھوڑا اور معنی مجازی کو لیا لفظ صلوۃ سے رکعت مراد لئے۔ ان باتونکو ہمارے آجکل کے اہلحدیث بہائے جو بن سمجھے اجتہاد کرتے ہین بالکل نہین سمجھتے اور اپنے اجتہاد مین ایسی غلطیان کہاتے ہین ۱۲

العاشر انه یقدم ما دل علی المراد
بغیر واسطة علی ما دل علیه
بواسطة -

الحادی عشر ان یقدم ما فیه الایماء
الی علة الحکم علی ما لم یکن کذلک
لان دلالة المعلل اوضح من دلالة
غیر المعلل -

الثانی عشر ان یقدم ما ذکرت فیه
العلة مقدمة علی ما ذکرت فیه
متاخرة وقیل بالعکس -

الثالث عشر انه یقدم ما ذکر
فیه معارضه علی ما لم یذکر فیه
کقوله کنت نهیتکم عن زیارة
القبور فزوروها علی الدال
علی تحریم الزیارة مطلقا -

الرابع عشر انه یقدم المقرون
بالتهدید علی ما لم یقترن به -

الخامس عشر انه یقدم المقرون
بالتاکید علی لم یقترن -

السادس عشر انه یقدم ما کان
مقصودا به البیان علی ما لم یقصد به

(۱۰) جو کلام اپنی مراد خود بخود بتا دے وہ
اس سے مقدم ہے جسکی مراد کسی ذریعے سے
معلوم ہوئے

(۱۱) جس کلام مین حکم کی علت و سبب
کیطرف ایما ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ
ایما نہو کیونکہ مدلل بات غیر مدلل بات سے مطلب
بتانیمیں زیادہ واضح ہوتی ہے -

(۱۲) جس مین علت و سبب حکم کا ذکر پہلے
ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین اسکا ذکر پیچھے ہو
اور بعض اسکے عکس کے قائل ہین -

(۱۳) جسمین حکم کے ساتھ اسکے مقابل کا
بھی ذکر ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ ذکر نہو
جیسے آنحضرت کا یہ قول "مین تمکو زیارت
قبور سے منع کیا کرتا تھا اب زیارت کرو" اس سے
مقدم ہے جسمین صرف ایک ہی حکم ممانعت
زیارت ہے -

(۱۴) جسمین حکم کے ساتھ اسکی ممانعت
پر ڈر سنا دیا ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین
یہ ڈر سنایا نہو -

(۱۵) جسمین حکم کے ساتھ تاکید بھی لگا دی
گئی ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین تاکید نہو -

السابع عشر انه یقدم مفهوم الموافقة علی مفهوم المخالفة۔

(۱۶) جس حکم کے بیان کی غرض سے کلام فرمایا گیا ہو وہ اس سے مقدم ہے جو ضمناً یا اشارةً اس کلام سے مفہوم ہو۔

الثامن عشر انه یقدم النهی علی الامر۔

(۱۷) جو بات کلام سے اسکے مضمون کے موافق سمجھی جاوے وہ اس سے مقدم ہے جو اسکے مخالف سمجھی جاوے بعض عکس کے قائل ہیں۔

التاسع عشر انه یقدم النهی علی الاباحة۔

(۱۸) نہی امر سے مقدم ہے۔

العشرون انه یقدم الامر علی الاباحة۔

(۱۹) نہی حکم اباحت سے مقدم ہے۔

الحادی والعشرون انه یقدم الاقل احتمالا علی الاکثر احتمالا۔

(۲۰) امر حکم اباحت سے مقدم ہے۔

الثانی والعشرون انه یقدم المجاز علی المشترک۔

(۲۱) جسکے معنے میں احتمال کم ہوں وہ اس سے مقدم ہے جسکے معنی کثیر الاحتمال ہوں۔

الثالث والعشرون انه یقدم الاشهر فی الشرع او اللغة والعرف علی غیر الاشهر فیها۔

(۲۲) مجاز مشترک سے مقدم ہے۔

(۲۳) جو لغت یا شرع میں زیادہ مشہور ہو وہ غیر مشہور سے مقدم ہے۔

الرابع والعشرون انه یقدم ما کان بالاقتضاء علی ما یدل بالاشارة وعلی ما یدل بالایماء وبالمفهوم موافقة او مخالفة۔

(۲۴) جو معنی مقتضائے لفظ سے ثابت ہوں وہ اس معنی سے مقدم ہیں جو اسکے اشارہ یا ایما یا مفہوم موافق یا مخالف سے معلوم ہوں

+ مفہوم موافق کی مثال یہ ہے زید کو غلام کیخاطر کرو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکے باپ یا بھائی کی عزت کرو اور یہ بات مضمون کلام کے موافق ہے مفہوم مخالف کی مثال یہ ہے زید کے دشمن کو مارو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکے دوست کو نہ مارو یہ بات اسکے مضمون کے حکم مخالف ہے اسمیں زید کا حکم تھا اسمیں نہ مارنے کا حکم ہے۔

الخامس العشرون انه يقدم ما يتضمن تخصيص العام على ما يتضمن تاويل الخاص لانه اكثر

(۲۵) جب حکم میں کسی عام کی تخصیص پائی جاوے وہ اس سے مقدم ہے جسمیں کسی خاص کی تاویل ہو کیونکہ وہ پیر بہی وسیع ہے۔

السادس والعشرون انه يقدم المقيد على المطلق۔

(۲۶) جسمیں کوئی قید ہو وہ بے قید سے مقدم ہے۔

السابع والعشرون انه يقدم ما كان صيغة عمومه بالشرط الصريح على ما كان صيغة عمومه بكونه نكرة في سياق النفي وجمعا معرفا او مضافا ونحوهما

(۲۷) جب عام کا عموم اسکے صریح لفظ سے ہو وہ اس سے مقدم ہے جسکا عموم نکرہ تحت نفی ہونے یا جمع معرف (بلام) وغیرہ ہونے سے ہو۔

الثامن والعشرون انه يقدم الجمع المحلى والاسم الموصول على اسم الجنس المعرف باللام لكثرة استعماله في المعهود فيضعف دلالته اضعف على خلاف معروف في هذا وفي الذي قبله۔

(۲۸) جمع معرف بلام اور اسم موصول اس اسم جنس سے مقدم ہیں جو لام کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو کیونکہ اس کا استعمال مخصوص معنی میں زیادہ ہے۔

ترجیح بلحاظ معانی بہی کئی قسم ہے

واما المرجحات باعتبار المدلول فهي انواع

الاول انه يقدم ما كان مقرر الحكم الاصل والبراءة على ما كان ناقلا وقيل بالعكس واليه ذهب الجمهور واختار الاول الفخر الرازي والبيضاوي والحق ما ذهب اليه الجمهور۔

(۱) جو حکم براءت و اباحت اصلیہ کا مؤید ہے وہ اس سے مقدم ہے جو اس کا مخالف ہوگا بعض عکس کے قائل ہیں اور یہی مذہب جمہور علماء کا امام رازی و بیضاوی نے پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے اور حق مذہب جمہور ہے۔

الثاني ان يكون احدهما اقرب الى

(۲) جسمیں احتیاط ہے وہ غیر احتیاطی سے

الاحتياط فانه ارجح -

الثالث انه يقدم المثبت على المنفي
نقله الجويني عن جمهور الفقهاء لان
مع المثبت زيادة علم وقيل بالعكس
وقيل هما سواء

الرابع انه يقدم ما يفيد سقوط
الحد على ما يفيد لزومه -

الخامس انه يقدم ما كان حكمه
اخف على ما كان حكمه اغلظ
وقيل بالعكس -

السادس انه يقدم ما لا تعم
به البلوى على ما تعم به -

السابع ان يكون احدهما موجبا
لحكمين والآخر موجبا لحكم
واحد لاشتماله على زيادة -

الثامن انه يقدم الحكم الوضعي
على الحكم التكليفي وقيل بالعكس

التاسع انه يقدم ما فيه تاسيس
على ما فيه تاكيد -

مقدم ہے -

(۳) مثبت منفی سے مقدم ہے چنانچہ امام
جوینی نے جمہور فقہا سے نقل کیا ہے کیونکہ مثبت
مین ایک امر زاید کا علم ہے جو منفی مین نہین ہے -
بعض عکس کے قایل ہین - بعض دونو کو برابر
کہتے ہین -

(۴) جس نص سے کسی حد شرعی کا ساقط
ہو جانا مفہوم ہو وہ اس سے مقدم جس سے
حد شرعی ثابت ہو -

(۵) جس کا حکم خفیف ہو وہ اس سے
مقدم ہے جو سخت ہو -

(۶) جس حکم سے بہت لوگونکو کام نہ پڑا ہو
وہ اس سے مقدم ہے جس سے بہت لوگونکو
کام پڑا ہو -

(۷) جو نص دو حکم کی مثبت ہو وہ اس سے
مقدم ہے جو ایک حکم کی مثبت ہو -

(۸) حکم وضعی (جو صرف یہ بتاوے کہ فلان
امر فلان حکم کے لئے شرط یا سبب ہے جیسے
نماز کے لئے وضو یا وقت) حکم تکلیفی اصل
مقصود احکام نماز - روزہ وغیرہ) سے مقدم
ہے بعض عکس کے قایل ہین -

والمرجح في مثل هذه الترجيحات
هو نظر المجتهد المطلق فيقدم
ما كان عنده ارجح على غيره
اذا تعارضت -

واما المرجحات بحسب الامور
الخارجية فهي انواع

الاول انه يقدم ما عضده دليل
اخر على ما لم يعضده دليل اخر

الثاني ان يكون احدهما قولا والاخر
فعلا فيقدم القول لان للقول صيغة والفعل
لا صيغة له -

الثالث انه يقدم ما كان فيه
التصريح بالحكم على ما لم يكن كذلك
كضرب الامثال ونحوها فانها ترجح
العبارة على الاشارة -

والرابع انه يقدم ما عمل عليه اكثر
السلف على ما ليس كذلك لان الاكثر
اولى باصابة الحق وفيه نظر لان الحجة
في قول الاكثر ولا في عملهم فقد يكون

ابتنى ... البس على الامر الاول والنفل ولهذا الامام احمد رحمه الله التفت في غالب مواضع من كتابه

(۹) جسمین نئی بات پائی جاوے وہ تاکید
حکم سابق سے مقدم ہے -

ان ترجیحات کا مدار وہ مجتہد کی نظر ہے
وہ جسوجہ کو لائق ترجیح پاویگا بوقت تعارض
اسکو ترجیح دیگا -

مرجحات بنظر امور خارجی بہی کئی قسم ہین

(۱) جسکی دوسری دلیل تائید کرے وہ
اس سے مقدم ہوگی جسکا کوئی مؤید نہو -

(۲) حدیث قولی فعلی سے مقدم ہوگی -

(۳) جس مین حکم واضح طور پر بیان کیا
گیا ہو وہ اسپر مقدم ہے جو ایسی نہو کیونکہ
عبارت کو اشارت پر ترجیح ہے -

(۴) جسپر اکثر سلف کا عمل ہو وہ اس سے مقدم
ہے جو ایسی نہو کیونکہ اکثر لوگونکو حق پہنچنے کا
زیادہ حق ہے مگر اسمین شبہ ہے کیونکہ اکثر لوگونکی
قول و عمل کی کچہ سند نہین کبہی حق اون
لوگونکے ساتہ ہوتا ہے جو اکثر نہون یہی وجہ ہے
کہ خدا تعالی نے قرآن شریف مین بہت
جگہہ کم لوگون کی تعریف کی ہے -

* چنانچہ فرمایا ہے وقلیل من عبادی الشکور - اور وقلیل ما ہم - اور اکثر لوگون کی مذمت مین فرمایا ہے
وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین - ۱۲ -

الخامس ان یکون احدهما موافقا لعمل الخلفاء الاربعة دون الاخر فانه یقدم الموافق وفیه نظر
السادس ان یکون احدهما یتوارثه اهل الحرمین دون الاخر وفیه نظر
السابع ان یکون احدهما موافق لعمل اهل المدینة وفیه ایضا نظر
الثامن ان یکون احدهما موافقا للقیاس دون الاخر فانه یقدم الموافق
التاسع ان یکون احدهما اشبه بظاهر القران دون الاخر فانه یقدم
العاشر انه یقدم ما فسر الراوی له بقوله او فعله علی من لم یکن کذلك
وقد ذکر بعض اهل الاصول مرجحات فی هذا التقسیم زائدة علی ما ذکرنا ههنا اور وقد ذکرناها فی الانواع المتقدمة لانها ...
ومن اعظم ما یحتاج الی المرجحات الخارجة اذا تعارض عمومات بینهما عموم وخصوص من وجه کقوله تعالے

(۵) ایک حدیث عمل خلفائے اربعہ کے موافق ہو۔ اس مین بھی شبہ ہے۔
(۶) ایک حدیث توارث وعمل اہل حرمین کے موافق ہو۔ اسمین بھی شبہ ہے۔
(۷) ایک حدیث عمل اہل مدینہ کے موافق ہو۔ یہ بھی محل* اعتراض ہے۔
(۸) ایک حدیث موافق قیاس ہے نہ دوسری۔
(۹) ایک ظاہر قرآن کی مشابہ ہو نہ دوسری۔
(۱۰) جسکو راوی اپنے قول یا فعل سے تفسیر کردے وہ اسپر مقدم ہوگی جو راوی کے قول و فعل سے مفسر نہو۔
اہل اصول نے اس قسم کے مرجحات اور بہی ذکر کئے ہین ہمنے اونکو پہلے قسمونمین داخل کردیا ہے کیونکہ وہ انسے زیادہ چسپان تھے۔
ان مرجحات خارجیہ کیطرف سب سے زیادہ حاجت اسصورت مین ہوتی ہے جبکہ ایسے عام نصوص مین تعارض ہو جو ایک وجہ سے عام ہین اور ایک وجہ سے خاص جیسے خدا تعالے کا

* ان سب اعتراضوں کی وجہ یہہ ہے کہ عمل خلفا و توارث حرمین وعمل اہل مدینہ حجت نہین دیکھو چھوٹی بڑی کتب اصول۔ ۱۲۔

وان تجمعوا بين الاختين مع قوله او
ما ملكت ايمانكم فان الاولى خاصة
فى الاختين عامة فى الجمع بين الاختين
فى الملك وبعقد النكاح والثانية
عامة فى الاختين وغيرهما خاصة
فى ملك اليمين وكقوله عليه السلام
من نام عن صلوة او نسيها فليصليها
اذا ذكرها مع نهيه عن الصلوة
فى الاوقات المكروهة فان
الاول عام فى الاوقات خاص
فى الصلوة المقضية والثاني
عام فى الصلوة خاص فى الاوقات
فان علم المتقدم من العمومين و
المتاخر منهما كان المتاخر ناسخا
عند من يقول ان العام المتاخر ينسخ
الخاص المتقدم واما من لا يقول
به فيعمل بالترجيح بينهما وان لم يعلم
المتقدم منهما من المتاخر وجب الرجوع
الى الترجيح على القولين جميعا بالمرجحات
المتقدمة واذا استويا اسنادا
ومتنا ودلالة رجع الى المرجحات

یہ قول کہ تمپر دو ہمشیرہ کو جمع کرنا حرام ہی مع اس
قول خداوندی کے کہ لونڈیان (یعنے اور
جسقدر ہون) تمپر حلال ہین۔ پہلی آیہ
دو ہمشیرہ کی ذکر مین خاص ہی اور کیفیت
جمع مین عام کہ خواہ جمع کرنا نکاح سی ہو خواہ
ملک سی۔ دوسری آیہ دو ہمشیرہ وغیرہ مین عام ہی
اور یہ باقی ہی کہ لونڈیان خواہ دو ہمشیرہ ہون
خواہ اجنبی تمپر حلال ہین اور حکم ملک کے بیان
مین خاص ہی۔ ایسا ہی آنحضرت کا یہ قول کہ
جو نماز سے سو جاوی یا اسی بھول جاوی وہ جب
یاد آوی نماز پڑھی مع اس قول نبوی کے جسمین اوقات
مکروہہ (زوال۔ طلوع۔ غروب) مین نماز کی ممانعت
آچکی ہی۔ پہلا قول بیان اوقات مین عام ہی
اور قضائی نماز مین خاص یعنے یہ بتاتا ہی کہ خواہ
کوئی وقت ہو نماز چھوٹی ہوئی یا سوتے مین گزری ہوئے
پڑھ لو۔ دوسرا نمازون مین عام ہی اور بیان
اوقات مین خاص یعنے یہ بتاتا ہی کہ ان وقتون مین
کوئی نماز دہلے ہوئی کیون نہو مت پڑھو۔
ایسی صورتون مین اگر دونو نصوص سے ایک کا مقدم
دوسرے کا موخر ہونا معلوم ہو تو جو شخص عام
متاخر سی خاص متقدم کو منسوخ سمجھتا ہی وہ اعلام

الخارجية وان لم يوجد مرجح
خارجي وتعارضا من كل وجه
فعلى الخلاف المتقدم هل يخير
المجتهد في العمل باحدهما او
يطرحهما ويرجع الى دليل
آخر ان وجد او الى البراءة
الاصلية -

ونقل سليم الرازي عن ابي حنيفة
انه يقدم الخبر الذي فيه
ذكر الوقت ولا وجه لذلك
قال ابن دقيق العيد هذه
المسئلة من مشكلات الاصول
والمختار عند المتاخرين
الوقف الا بترجيح يقوم على
احد اللفظين بالنسبة الى الآخر
وكان مرادهم ترجيح العام الذي لم
يخص مدلول العموم كالترجيح بكثرة الرواة
وسائر الامور الخارجة عن
مدلول العموم ثم حكى
عن الفاضل ابي سعيد
محمد بن يحيى

متاخر کو ناسخ کہتا ہے اور جو اسکا قایل نہین وہ
یہان ترجیح سے کام لیتا ہے - اور اگر دونون سے
متقدم و متاخر کوئی معلوم نہو تو ان دونون مذہبون
پران مرجحات کیطرف (جنکا پہلے ذکر ہوا) رجوع
واجب ہے - اور اگر دونو اسنادو متن و معنی مین
مساوی ہون تو ان مرجحات خارجیہ کیطرف
رجوع ہوگا - اور اگر کوئی خارجی مرجح ہی معدوم
ہنو تو اس مین وہی سابق اختلاف ہے کہ مجتہد
انمین سے ایک پر عمل کا اختیار رکہتا ہے - یا دونو
کے چھوڑ دینے اور دوسری دلیل یا براءۃ اصلیہ
کیطرف رجوع کریگا - سلیم رازی نے امام ابو حنیفہ
سے یہ نقل کیا ہے کہ انمین سے جس حدیث مین وقت
کا ذکر ہو وہ مقدم ہے مگر اسکی کوئی وجہ نہیں ہے
ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ اصول کے مشکل
مسائل سے ہے متاخرین کے نزدیک اسمین توقف
پسندیدہ ہے بجز اس صورت کے کہ ان دونو سے ایک
حدیث مین ایسی وجہ ترجیح پائی جاوے جو اسکے
الفاظ سے قایم ہو - اس سے انکی مراد شاید وہ ترجیح
عام ہے جو عام کے معنے مین خصوصیت پیدا کرے جیسے ترجیح
بکثرت رواۃ اور ترجیح بامور خارجہ از معنی عام
فاضل ابو سعید محمد بن یحیے نے روایت کی ہے کہ ان

انہ ینظر فیہما فان دخل احدھما
تخصیص مجمع علیہ فھو اولی بالتخصیص
وکذالک اذا کان احدھما مقصودا
بالعموم رجح علی ما کان عمومہ
اتفاقیا - قال الزرکشی وھذا ھو
اللائق بتصرف الشافعی فی احادیث
النھی عن الصلوۃ فی الاوقات المکروھۃ
الی ان ذکر من انواع المرجحات +
بین الاقیسۃ سبعۃ انواع ومن المرجحات
بین الحدود السمعیۃ خمسۃ عشر نوعا
ثم قال وفی غالب ھذہ المرجحات
خلاف یستفاد من مباحث المتقدمۃ
ویعرف بہ ما ھو الراجح فی جمیع ذلک
وطریق الترجیح کثیرۃ جدا وقد تقدم
ان مدار الترجیح علی ما یزید الناظر قوۃ
فی النظر علی وجہ صحیح مطابق للمسالک الشرعیۃ

دونوں کو دیکھا جاوے اگر انمین سے ایک مین ایسی
تخصیص ہو چکی ہے جو متفق علیہ ہو تو وہ لائق
تخصیص ہے - ایسا ہی اگر انمین سے ایک کا عموم قصدی
و ارادی ہو وہ اس سے مقدم ہوگا جسکا عموم
اتفاقی ہو - زرکشی نے کہا ہے کہ امام شافعی نے
جو حدیث ممانعت نماز باوقات مکروہہ مین تصرف
کیا ہے وہ اسی اصل کے موافق ہے -
پھر اس کتاب مین مرجحات قیاسیہ کے سات اقسام کو بیان
کیا ہے - اور مرجحات حدود سمعیہ کے پندرہ اقسام کو -
پھر کہا ہے کہ ان مرجحات حدود سمعیہ مین سے اکثر محل
خلاف ہین جو پچھلے مباحث سے معلوم ہو سکتا ہے اور
یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ انمین سے ترجیح کسکو ہے -
اور ترجیح کی صورتین نہایت کثرت سے ہین اور
یہ بیان ہو چکا ہے کہ ان سب کا مدار اسپر ہے کہ جو مجتہد
کی نظر مین صحیح طور پر طرق شرعیہ کے موافق
قوت پیدا کرے وہ وجہ ترجیح معتبر ہے -

[illegible] (حصول المامول)

+ ان مرجحات کے ذکر سے ہمنے اس لئے تعرض نہین کیا کہ وہ عوام کی سمجھ سے بہت ہی دور ہین
خواہ ہم کتنا ہی ہندی کی چندی بناکر ترجمہ کرین ہان خواص انکو سمجھ سکتے ہین لہذا انکی خاطر انکو بعینہٖ
حاشیہ پر اصل زبان مین نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین -
واما المرجحات بین الاقیسۃ فلا خلاف انہ لا یکون بین ما ھو معلوم منھا - واما ما کان مظنونا ان
فذھب الجمھور الی انہ یثبت الترجیح بینھا وھی انواع الاول بحسب العلۃ - الثانی بحسب الدلیل الدال
علی وجود العلۃ - الثالث بحسب الدلیل الدال علی علیۃ الوصف للحکم الرابع بحسب دلیل الحکم -

اس **تفصیل** کو ناظرین خصوصاً ہمارے علاتی بہائی مقلدین (جو اس زمانہ میں دعوی اجتہاد کو مثل دعوت نبوت کفر سمجھتے ہیں یا اسکو بمنزلہ دشنام وتوہین ائمہ مجتہدین خیال کرتے ہین) غور و انصاف سے پڑہین اور ایمان کو سوت کو قیامت کو پیش چشم رکھکر کہین کہ کیا جو لوگ ان ہی (لوازم و اسباب اجتہاد) کو اس تفصیل کے ساتھہ نہ صرف کتابوں مین بیان کرتے ہین بلکہ آیات احادیث جولانگاہ اجتہاد مین انکو جاری بہی کرد کہاتے ہین وہ مجتہد کہلانے کے (بعض مسایل ہین کیون نہو اور منتسب غیر مستقل ہی کیون نہ سہی) مستحق نہین؟ اور کیا اس زمانہ مین اجتہاد (غیر مستقل اور بعض مسایل مین ہی سہی) زمانہ سابق کی نسبت وسیع اور آسان نہین ہی اور اسکے اسباب و آلات پہلے زمانہ سے زیادہ میسر و مہیا نہین ہین؟ ہم امید کرتے ہین کہ اگر وہ تعصب و بغض و عناد کو تہوڑی دیر کے لئے علیحدہ کرینگے تو مجبوراً ان باتونکو تسلیم کرنیکی جرات کرینگے۔

الخامس بحسب کیفیۃ الحکم۔ السادس بحسب الامور الخارجۃ السابع بحسب الفرع ولکل من ہذہ الانواع اقسام فصلہا فی الارشاد۔ **واما المرجحات** بین الحدود السمعیۃ فہو علے اقسام الاول انہ یرجح الحد المشتمل علے الالفاظ الصریحۃ الدالۃ علے المطلوب علے الالفاظ المجازیۃ او المشترکۃ او الغریبۃ او المضطربۃ الثانی انیکون احدہما اعرف من الاخر فیقدم علے الاخفی لانہ ادل علی المطلوب من الاخفی۔ الثالث انہ یقدم الحد المشتمل علے الذاتیات علی المشتمل علی العرضیات۔ الرابع انہ یقدم ما کان مدلولہ اعم من مدلول الاخر۔ الخامس انہ یقدم ما کان موافقاً لنقل الشرع واللغۃ علے مالم یکن کذالک۔ السادس انہ یقدم ما کان اقرب الی المعنے المنقول عنہ شرعا ولغۃ۔ السابع انہ یقدم ما کان طریق اکتسابہ ارجح من طریق اکتساب الاخر۔ الثامن انہ یقدم ما کان موافقاً لعمل اہل الحرمین ثم ما کان لاحدہما التاسع انہ یقدم ما کان موافقاً لعمل الخلفاء الاربعۃ۔ العاشر انہ یقدم ما کان موافقاً للاجماع۔ الحادی عشر انہ یقدم ما کان موافقاً لعمل اہل العلم۔ الثانی عشر انہ یقدم ما کان مقرر الحکم الحظر علے ما کان مقرر الحکم الاباحۃ۔ الثالث عشر انہ یقدم ما کان مقرر الحکم النفی علے ما کان مقرر الحکم الاثبات الرابع عشر انہ یرجح ما کان لاسقاط الحد وعلے ما کان موجباً۔ الخامس عشر انہ یقدم ما کان مقرراً لایجاب العتق علی مالم یکن کذالک (حصول المامول ملخص ارشاد الفحول) ۱۲۔

اسی نظر سے سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی نے کتاب ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد
مین علوم و اسباب و آلات اجتہاد کا پچھلے زمانون مین پہلے زمانونکی نسبت زیادہ تر وسعت
اور آسانی کے ساتھہ پایا جانا بہت بسط و تفصیل کے ساتھہ بیان کر کے فرمایا ہی (چنانچہ منجملہ

وبعد هذا فالحق الذي ليس عليه غبار
الحكم بسهولة الاجتهاد في هذه الاعصار
وانه اسهل منه في الاعصار الخالية
لمن له في الدين همة عالية ورزقه الله تعالى
فهما صافيا وفكرا صحيحا ونباهة في
علمي الكتاب والسنة فانها كانت
الاحاديث في الاعصار الخالية متفرقة
في صدور الرجال وعلوم اللغة
في افواه سكان البوادي ورؤس الجبال
حتى جمعت متفرقاتها ولفقت ممزقاتها
حتى لا يحتاج طالب العلم في هذه الاعصار
الى الخروج من الوطن والى شد الرحل
والظعن فيا عجبا حين تفضل الله بجمعها
من الاغوار والانجاد وسهل سياقها
للعباد حتى اينعت رياضها واترعت حياضها
واجريت عيونها وتهدلت
بثمارها غصونها وافاض في ساحل
خففها معينها واستند عضدها

مین انکی کتاب سے منقول ہی کہ اس بیان و تفصیل
علوم و اسباب اجتہاد کے بعد تو حق (جسپر کوئی
غبار نہین) یہی معلوم ہوتا ہی کہ ان زمانون مین
اجتہاد پہلے زمانون کی نسبت زیادہ آسان ہے
اس شخص کو لئے جسکو علم کتاب و سنت مین شرف
حاصل ہوا اور خدا نے اوسکو فہم صاف عطا کیا
ہو کیونکہ گذشتہ زمانون مین تو حدیثین
لوگون کے سینون مین متفرق تہین اور علوم
لغت جنگلون اور پہاڑون کر رہنے والونکے
سونہون مین تہے یہانتک کہ ان علوم کی متفرق
باتین جمع ہو گئین اور پراگندہ مسائل اکٹھے
ہو گئے اب اس زمانہ مین طالب علم کو وطن سے
نکلنے اور پالان کس کر سفر کرنیکی حاجت نرہی
تعجب ہے کہ جب خدا تعالٰے نے ان علوم کو نیچے
اونچے ملکون سے جمع کر دیا اور لوگون کے لئے انکا
رستہ آسان نکالدیا انکے باغونکی بیل پہیلا اور حوض
لبریز ہو گئے اور انکے چشمے بہہ نکلے اور انکے
پہلون کے ساتھہ انکی شاخین جہک پڑین

وحل ساعدها وكثر معينها تقول تعذر
الاجتهاد ما هذا والله تعالى الا كفران
النعمة وجحودها والاخلاد الى
ضعف الهمة وركودها - الا انه
لا بد مع ذلك او لا من غسل
فكرته عن ادران العصبية وقطع
مادة الوساوس المذهبية و
سوال للفتح عن الفتاح العليم و
تعرض بفضل الله فان الفضل
بيد الله يؤتيه من يشاء والله
ذو الفضل العظيم - فالعجب
كل العجب ممن يقول بتعذر
الاجتهاد في هذه الاعصار وانه
محال ما هذا الا منع ما بسط الله
من فضله الفحول الرجال واستبعاد
المأخذ من يديه واستصعاب ما لم
يكن لديه وكم للائمة المتاخرين من
استنباطات انقى واستدلالات صافية
ما حام حولها الاولون ولا عرفها
منهم الناظرون ولا دارت في بصائر
المستبصرين ولا لمعت في افكار المتفكرين

اور انکا پانی انکی تحقیق کی کناروں تک بہ چلا اور
انکا بازو قوی ہوا اور کلائی کہل گئی اور بہت سے
مددگار ہو گئے تو تو کہتا ہے کہ اب اجتہاد مشکل و محال
ہے یہ تو بجز کفران اور انکار نعمت ہے - اور ہمت
کی پستی اور ٹہر جانے کی طرف جہک پڑنا - ہاں
اسباب و سامان اجتہاد کے میسر آنے کے ساتھ
اجتہاد کے لئے پہلے فکر کو تعصب سے پاک کرنا اور
مذہبی وسوسوں کو (یعنے جو در اصل مذہب میں داخل
نہیں) دور کرنا اور خدا تعالے سے علوم کہولنے کا
سایل ہونا اور اسکے فضل کا منتظر رہنا بہی ضرور ہے
کیونکہ فضل اوسی کے ہاتہ میں ہے - پس اس شخص سے
بڑا تعجب ہے جو کہتا ہے کہ اس زمانہ میں اجتہاد مشکل
اور محال ہے یہ تو خدا کے فضل کو جو اس نے جوان
مردوں پر کیا ہے بند کرنا ہے اور جو چیز اپنے ہاتہ سے
نکل جاوے اوسکو دور سمجہنا اور جو اپنے پاس نہو
اوسکو مشکل جاننا - بہتیرے متاخرین اماموں کے
ایسے صاف استنباط و استدلال ہیں کہ متقدمین
امام انکے گرد نہیں پہرے اور نہ انمیں سے اہل نظر نے
انکو پہچانا اور نہ وہ اہل بصیرت کی نگاہ سے
گزرے اور نہ اہل فکر کی فکر وہاں دوڑی -
یہ تونے جان لیا تو یہ بہی جان لے کہ اس زمانہ میں

سهل الاجتهاد والان منه الصعب
الشداد وهو ما قد منالك من سعي
ائمتنا الذين في جمع علوم الاولين
وجمعها بعد الشتات في نفائس
المصنفات فلنكثر لهم الدعاء ويحسن
عليهم الثناء ولا نكن من كفار النعم
واشباه النعم فانما يعرف الفضل لاولي
الفضل من هو منهم واليه اشار من قال

"اذا افادك انسان بفائدة
من العلوم فاكثر شكره ابدا
وقل فلان جزاه الله صالحة
افادنيها والق اللوم والحسدا"

وهذا يبطل تشنيع الجهال بان من خالف
الاوائل في بعض المسائل قد ادعى
الترفع عليهم وقال انه اعلم منهم وهذا
خيال باطل وسوء ظن عاطل والا لزم
ان التابعين قد ادعوا الفضل على
المتقدمين وهيهات ما زال الفضل
للمتقدم معروفا وبرح السابق
بالتفضيل موصوفا –

اجتہاد کو آسان اور اسکے سخت اسباب
وعلوم کو نرم جسنے کیا ہی وہ وہی امر ہی جو
ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ ائمہ دین نے متقدمین
ائمہ کی علوم کو نفیس مصنفات مین جمع کردیا
لہذا ان ائمہ متقدمین کے لئے کثرت سے
دعا اور عمدگی سے انکی تعریف کرنی چاہئے اور
کفران نعمت ائمہ متقدمین نکرنا اور جانورون
کیطرح نہونا چاہئے اہل فضل کی بزرگی کو وہی
جانتے ہین جو خود بھی بزرگی رکھتے ہون –
اسی کی طرف اشارہ کیا ہی جسنے کہا ہی کہ جب
تجھے کوئی انسان فایدہ پہنچاوے تو تو اوس کا
بہت شکر کر اور کہہ کہ خدا اوسکو نیک بدلا دے
مجھے اوسنے فایدہ پہنچایا ہے اور حسد ملامت کو
چھوڑ دے – اس بیان فضیلت وحق شکر متقدمین سے
جاہلونکا طعن وتشنیع بھی باطل ہوئی جو کہتے ہین کہ جسنے
متقدمین کا بعض مسایل مین خلاف کیا اسنے انسے اپنے
بزرگ ہونے کا دعوے کیا اور یہ سمجھ لیا کہ مین انسے زیادہ عالم
ہون یہ انکا خیال باطل ہی اور سوء ظنی بیکار ہے ورنہ یہ ہو
تو چاہئے کہ تابعین نے جنھون نے صحابہ کا بعض مسائل مین
خلاف کیا ہی صحابہ سے برتر ہونے کا دعوی کیا ہو اور پہلے
اماموں نے پہلوں سے – یہ بات بعید ہے ہمیشہ پہلے ہی کی بزرگی مشہور ہے اور ہمیشہ پہلا ہی بزرگی سے موصوف چلا آیا ہی

ایسا ہی علامہ سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی نے کتاب القواعد مین اپنی اس کلام سے پہلے جو سابقاً انسے منقول ہوا آفریا یا ہے اور اس کا اختتام ان اشعار سے کیا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ اگر مین سعدی کے عشق مین عاشق کبوتر سے پہلے روتا تو ملامت سے پہلے نفس کو تسلی دیدیتا و لاکن وہ مجھسے پہلے رویا تو اوس کے رونے نے میرے رونے کو بلایا۔ پس مجھے یہ کہنا پڑا کہ بزرگی اوسیکو ہے جسنے پہلے کام کیا۔

"فلو قبل مبکاها بکیت صبابة
لسعدی شفیت النفس قبل التندم
ولاکن بکت قبلی فهیج لی البکا
بکاها فقلت الفضل للمتقدم"

اب ہم اس بحث علوم و آلات اجتہاد کو ختم کرتے ہین اور اپنے ناظرین با انصاف سے امید کرتے ہین کہ ان عبارات و بیانات کو پڑھکر وہ یقین کرینگے کہ اس زمانہ مین زمانہ سابقہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے اسباب و آلات آسانی سے مل سکتے ہین اور کثرت سے موجود ہین ومن اللہ التوفیق۔

ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۱ صفحہ ۸۰ سے اسمقام تک ایک اعتراض کا جو عمل بالحدیث مین لوگ وارد کرتے ہین جواب ادا ہوا۔ حاصل اعتراض یہ کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے جو مجتہدون کا کام ہے اسوقت کے لوگون کے لئے جو مجتہد نہین یہ امر جایز نہین۔ حاصل جواب یہ ہے کہ اولاً عمل بالحدیث اجتہاد نہین اور اگر بالفرض اجتہاد ہے تو یہ پہلے مجتہدون سے مخصوص نہین اب بھی ایسے لوگ ہین جو اجتہاد کرسکتے ہین۔

دوسرا اعتراض عمل بالحدیث مشکل ہے (۱) حدیث مین جس سے کوئی تمسک کرانا چاہے احتمال ہے کہ وہ منسوخ ہو (۲) احتمال ہے کہ اسکے مقابلہ و معاوضہ مین کوئی دوسری حدیث جو اس سے بڑھکر یا اوسکے مساوی ہو موجود ہو۔ (۳) احتمال ہے کہ وہ حدیث آنحضرتؐ سے یا جسکے حقمین وارد ہے اس سے مخصوص ہو (۴) اگر وہ عام ہے تو اسمین یہ احتمال ہے کہ مخصوص ہو (۵) اگر وہ ظاہر المعنی ہو تو اسمین احتمال ہے کہ وہ اس ظاہری معنی سے مؤول ہو اور کسی

حدیث مین ان احتمالات کا فیصلہ نہین ہوا اور ہر ایک حدیث سے ان احتمالات کو اٹھایا نہین گیا۔ پھر کسی حدیث پر کیا عمل (مجتہد ہی کیون نہو) کیونکہ جائز ہے اور بدون تقلید فقہا و مراجعت کتب فقہ کیونکر کام چل سکتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب ہم بسط و تفصیل سے باستشہاد و استمداد اقوال اکابر علمائے حنفیہ **وغیرہم** فقہا و اصولیین و محدثین متقدمین و متاخرین **اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ و ۷ جلد ا** مین صفحہ ۷ سے صفحہ ۱۳۰ تک چون سو صفحہ پر ادا کر چکے ہین جسکا اعادہ ہم پسند نہین کرتے اور نہ ابتدا سے آجتک اشاعۃ السنہ مین کسی مضمون یا کسی بحث یا اوسکے دلایل کا اعادہ پایا گیا ہے۔ **اس کا** ماحصل یہ ہے کہ اولاً مجرد احتمال بدون شہادات کسی دلیل کے لایق اعتماد نہین اور نہ کسی حدیث کے عمل و استدلال سے مانع نہین ہو سکتا۔ ثانیاً یہ احتمالات اقوال فقہا اور کتب فقہ مین حدیث کی نسبت بدرجہا بڑھکر پائی جاتی ہین پس اگر یہ لایق اعتبار و مانع عمل ہین تو چاہیے کہ معترضین کتب فقہ پر بھی عمل و استدلال چھوڑ دین۔ ثالثاً ان احتمالات کا تصفیہ کتب حدیث مین ایسا ہو چکا ہے کہ کتب فقہ مین اسکا فیصلہ اس سے بڑھکر نہین ہوا۔ پس اگر کوئی بے کھٹکے شریعت پر چلنا اور احکام دین پر عمل کرنا چاہے تو اسکے لئے یہی کتب حدیث طمانیت بخش ذریعہ و وسیلہ ہین **ناظرین** ان تینون دعاوی کا ثبوت چاہین تو اشاعۃ السنہ کے صفحات مذکورہ کیطرف مراجعت کرین اور دیکھین کس زور و شور کے ساتھ اصول و فروع کی شہادت سے ان دعاوی کو مدلل کیا ہے۔

تیسرا اعتراض حدیث پر عمل کرنے سے قدیمی مذہب حنفی شافعی چھوٹ جاتا ہے اور کبھی چارون مذہب سے خارج ہونا پڑتا ہے اور ترک و انتقال مذہب پر کتب فقہ مین صاف تعزیر کا حکم آچکا ہے اور چارون مذہب کی مخالف بات کو فقہا نے باطل کہا ہے۔

اس کا جواب ہم اسی ضمیمہ اشاعۃ السنہ **جلد ۲** کے صفحہ **۸۵** و **جلد ۳** کے صفحہ **۵** وغیرہ مین باستشہاد محققین حنفیہ ادا کر چکے ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنیسے کوئی

مذہب نہیں چھوٹتا کیونکہ صحیح حدیث کو چاروں اماموں نے اپنا مذہب قرار دیا ہے لہذا جسنے اپنے امام کا قول چھوڑ کر کسی حدیث پر عمل کیا اسنے عین قول امام کا اتباع کیا - چاروں اماموں نے خود کہہ کہا ہے کہ جب ہمارے اقوال حدیث کے مخالف ہوں تو انکو چھوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو - ہمارا مذہب وہی حدیث ہے - اس مقام میں ہم ایک معتبر و مشہور کتب فقہ کی شہادتیں جو پہلے منقول نہیں ہوئیں پیش کرتے ہیں - کتاب رد المحتار حاشیہ در المختار

نقل العلامة بيري في اول شرحه على الاشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة اذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عنه انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي وقد حكى ابن عبد البر عن ابي حنيفة وغيره من الائمة ونقله ايضا الشعراني عن الائمة الاربعة ولا يخفى ان ذلك لمن كان اهلا للنظر في النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها فاذا نظر اهل المذهب في الدليل وعملوا به صح نسبته الى المذهب لكونه صادرا باذن صاحب المذهب اذ لا شك انه لو علم ضعف دليله رجع عنه واتبع الدليل القوي - (رد المحتار ص ۴۶)

میں جو فقہائے ہندوستان و عرب میں متداول و مقبول ہے کہا ہے کہ علامہ بیری نے اپنی شرح اشباہ کے شروع میں شرح ہدایہ تالیف ابن الشحنہ سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو اور وہ مذہب کے مخالف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاوے گا اور اس امر کے سبب حنفی مقلد حنفی ہونے سے خارج نہ ہو گا کیونکہ امام سے ثابت ہو چکا ہے کہ اونہوں نے فرمایا ہے جب حدیث صحیح ہو تو میرا وہی مذہب ہے امام ابن عبد البر نے یہ بات ابو حنیفہ اور دوسرے اماموں سے نقل کی ہے اور امام شعرانی نے بھی چاروں اماموں سے یہ بات نقل کی ہے یہ بات اس شخص کے حق میں ہے جو آیات و حدیث میں نظر کرنا اور غیر منسوخ کو منسوخ سے پہچاننے کی لیاقت رکھتا ہو پس جب کوئی اہل مذہب کسی دلیل (حدیث) کو دیکھے اور اوس پر عمل کرے تو اسکو مذہب کی طرف منسوب کرنا صحیح ہو گا کیونکہ اس کا یہ امر اجازت امام مذہب سے صادر ہوا ہے - بیشک جب وہ اپنے مذہب کا ضعف جان لے تو اس سے رجوع کرے اور دلیل قوی کا تابع ہو -

اور **کتاب روضۃ العلما** مین امام زیدوسی نے صاحب ہدایہ سے نقل کیا ہی کہ

ان اباحنیفۃ سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالف قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول یخالف قال اترکوا قولی بخبر الرسول الخ

امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ ایک بات کہین اور قرآن اسکے مخالف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے کہا کتاب اللہ کے مقابلہ مین میرا قول چھوڑ دو۔ پھر اوسنے کہا اگر حدیث اسکے مخالف ہو تو آپ نے فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ مین بھی میرا قول چھوڑ دو تا آخرہ۔

یہی بات چارون امامون نے اپنے اقوال مخالفہ حدیث نبوی کے اخذ کرنیکے باب مین فرمائی ہین اور چارون امامون کے تبعین نے یہہ بات چارون سے نقل کی ہی۔ چنانچہ **فتوحات مکیہ** وغیرہ مین ان اقوال کی تفصیل ہی۔ مگر ہم اس بحث کو اس مقام مین طول دینا نہین چاہتے۔

یہ جواب کہ حدیث پر عمل کرنے سے کسی مذہب سے خارج نہین ہوجاتا اس اعتراض کی اس جز کو کہ مذہب کے ترک و انتقال پر تعزیر وارد ہی اور مذاہب ائمہ اربعہ کا مخالف مذہب باطل ہی بجنسہٖ تسلیم کر دیا ہی۔ اور اگر ان باتون کو ہم تسلیم نہ کرین اور صاف یہ کہین کہ مذہب چھوٹ گیا تو کیا ہوا اور خلاف مذاہب ائمہ اربعہ عمل مین آیا تو کیا گناہ ہو گیا تو بھی گنجایش ہی کیونکہ یہ باتین عوام یا علمائی کالعوام مین (جو نہ اصول سے واقف ہین نہ فروع سے خبر رکھتے ہین) زبان زد ہو رہی ہین ان باتوں کا نہ کتاب و سنت مین کہین اثر و نشان ہی نہ اون ائمہ مجتہدین کی کلام مین (جنکی اتباع و تقلید کا یہ لوگ دعوی کرتے ہین) کہین ذکر و بیان ہی۔ ترک و انتقال مذہب کے جواز مین تو اسی ضمیمہ کی جلد اول مین صفحہ ۱۷ سے تا ۶۸ اثبات اقوال ائمہ فقہا و اصولیین بیان ہو چکے ہین اور مذاہب اربعہ کی مخالف مذہب پر عمل کرنے کا جواز معیار الحق مین بصفحہ ۳۵ و ۳۶ وغیرہ مدلل ہو چکا ہے۔ ناظرین ان مواضع کیطرف رجوع فرماوین ہم ان مباحث کا بھی اس مقام مین اعادہ کرنا نہین پسند کرتے۔

اسی قسم کے اور اعتراض مانعین عمل بالحدیث پر کرتے ہین مگر ناظرین بالانصاف اون اعتراضات کا اندازہ اِن ہی تین اعتراضون سے کر سکتے ہین لہذا ہم اس مقام مین اِنْ ہی اعتراضات ثلثہ کے جوابات پر اکتفا کرتے ہین - یہ **جزو دوم** مقدمہ کا اختتام ہے اب **جزو سوم** کا بیان ہوتا ہے اسکے بعد عنقریب مقاصد کا آغاز ہوگا جس مین اصل مسایل مذہب محدثین کو بیان کیا جاوے گا و باﷲ التوفیق ناظرین چندے اور اصطبار کو کام مین لاوین اور ہمارے مباحث مقدمہ کی طوالت سے نگھبراوین -

جزسوم مقدمہ
ان اصطلاحات وصول کے بیانمین جن سے مقاصد مین کام لیا جاوے گا

واضح ہو کہ اصطلاحات واصول جنپر ہمارے مقاصد کی بنا ہے بہت ہین مگر ہم اسمقام مین ان چند اصطلاحات واصول کو بیان کرنا چاہتے ہین جنکو ہمارے مقاصد و استدلالات سے زیادہ تعلق ہے - اور جنکا تعلق کم ہے انکا ذکر و بیان اوس استدلال کے موقع پر جس سے اوس کو تعلق ہو بیان کیا جاویگا - وہ **اصطلاحات** و اصول جنکو ہم اسمقام مین بیان کرنا چاہتے ہین **دو قسم** ہین - اول وہ جنکو کتاب و سنت دونو سے تعلق ہے - دوم وہ جنکو صرف حدیث سے تعلق ہے - ان دونو قسمونکو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے -

اصطلاحات قسم اول
ظاہر و نص (یا مفسر) و مؤول -

اگر کسی لفظ کے دو معنے ہو سکین جنمین ایک **معمولی** ہون جو اکثر اس لفظ کر بولنے سے سمجھے جاوین دوسرے غیر معمولی جو کبھی کسی خاص وجہ سے مراد لئے جاوین تو پہلے معنے کو ظاہری معنے اور اس لفظ کو اس معنی کی نسبت **ظاہر** کہتے ہین اور دوسرے معنے کو تاویلی معنی اور اس لفظ کو اس معنے کے لحاظ سے **مؤول** کہتے ہین -

اسکی مثال پانی کا لفظ ہے اکثر اوس سے وہی پانی مراد لیا جاتا ہے جو کنوئین یا دریا یا بارش کا

پانی کہلاتا ہی کبھی اس سے سونف یا گلاب کا پانی یعنے عرق ہی مراد لیتے ہین۔ پہلے معنے مین وہ ظاہر ہی دوسرے مین مؤول۔ بعض ظاہر الفاظ ایسے واضح المعنی ہوتے ہین کہ ان مین تاویلی معنے کی گنجایش نہین ہوتی۔ اسکو نص[۱] کہتے ہین اور بعض اسکو مفسّر کہتے ہین۔ اس کی مثال بہی پانی کا لفظ ہی اگر اسکے ساتھہ ایسے الفاظ بھی بڑہا ئے جاوین "وہ پانی جو کنوئین کا ہی" یا "وہ پانی جو فلان برتن مین ہمارے سامنے رکھا ہی"۔

حقیقۃ ومجاز

جو معنے لفظ کے اصلی ہون جو لفظ بنانے کے وقت اسکے لئے مقرر کئے گئے ہون وہ اسکے حقیقی معنے ہین اور اس معنے مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو حقیقت کہتے ہین۔ اور جو اصلی معنے نہون بلکہ غیر اصلی ہونے پر اصلی معنے سے کچھہ علاقہ ومناسبت رکھتے ہون وہ اسکے مجازی معنے کہلاتے ہین اور اس معنے مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو مجاز کہتے ہین۔ اس کی مثال لفظ شیر ہی جو درندۂ مشہور کے لئے بنایا گیا ہی اور کبھی اوسکو بہادر آدمی کے معنے مین بہی استعمال کرتے ہین۔ پہلے معنے مین مستعمل ہونے کے وقت وہ حقیقت ہی اور اور دوسرے مین مجاز۔ یہ لغوی (یعنے اصلی لغت اور عام بولی کی نظر سے) حقیقت ومجاز کہلاتا ہی۔ اور کبھی شرع لفظ کو اصلی معنے مین (جسکے لئے وہ بنایا گیا تہا) استعمال نہین کرتی بلکہ اسکے اصلی معنے اپنی طرف سے اور قرار دیتی ہی جو اصلی معنے سے کسی قسم کا علاقہ ومناسبت رکہتے ہون جیسے لفظ "صلٰوۃ" کہ لغت مین اسکے اصلی معنے دعا یا تحریک الصلوین (سرین ہلانا) ہی شرع نے اسکے اصلی معنے ارکان مخصوصہ (قیام ورکوع وسجود وغیرہ) مقرر کئے ہین جنمین دعا وتحریک الصلوین پائی جاتے ہین) لہذا جب یہہ لفظ محاورہ شرع مین بمعنے ارکان مخصوصہ استعمال کیا جاویگا حقیقت کہلائیگا (گو لغت کی نظر سے اس معنے مین اسکا استعمال مجازی ہی) اور جب بمعنے دعا وغیرہ مستعمل ہوگا مجاز کہلائیگا (گو لغت مین اس معنے مین وہ حقیقت ہی)۔

۱۔ چنانچہ توضیح مین ہی۔ بعض اسکو نص کہتے ہین جیسے کہ ارشاد الفحول مین ہی۔

مشترک و عام و خاص و تخصیص و مخصص

لفظ کے حقیقی معنی اگر متعدد (یعنے کئی) ہون پر وہ محدود ہون بیشمار نہون اور وہ لفظ ہر ایک معنی کی لئی علیحدہ علیحدہ مستقل طور پر بنایا گیا ہو تو وہ **مشترک** کہلاتا ہی جیسے عربی مین لفظ "عین" ہی جو پانی کی چشمی کو بہی کہتے اور آنکہہ کو بہی اور ان معنی کے لئے اسکو علیحدہ مستقل طور پر مقرر کیا گیا ہی۔ اور اگر وہ معنی ایسے متعدد ہون جو کوئی حد و شمار معین نہ رکھتی ہون اور نہ لفظ اون معانی کے لئے علیحدہ علیحدہ بنایا ہو بلکہ جب اسکو ایک دفعہ بنایا تو اسی دفعہ کے بنانے مین ان سب کو وہ شامل ہو گیا تو وہ **عام** کہلاتا ہی بشرطیکہ جب وہ بولا جائی تو ان سبکو جنکے لئے مقرر کیا گیا ہی گہیرلے۔ اسکی مثال عربی مین "لفظ الرجال" ہے (جسکے ہندی معنی سب آدمی ہین) یہ لفظ جب بنایا گیا سب آدمیون کی لئی بنایا گیا اور جب بولا جاتا ہے سبکو شامل ہوتا ہے۔

اور اگر وہ معنی متعدد نہون ایک معین ہو یا متعدد ہون تو بہی دو چار دس بیس وغیرہ مین محدود ہون اور وہ لفظ اس واحد یا متعدد کے لئے ایک ہی دفعہ مقرر کیا گیا ہو تو یہہ **خاص** کہلاتا ہی۔ جیسے لفظ "زید" جو ایک دفعہ ایک آدمی کا نام رکہا جاتا ہے یا "دو" یا "تین" کا لفظ جو دو یا تین آدمی یا چیزون کے لئے بنایا گیا ہی۔

اگر کسی لفظ عام کی نسبت یہ بیان کرین کہ جن سب اشخاص یا چیزون کی لئے یہ لفظ مقرر ہی اور بولے جانے کے وقت ان سب کو شامل ہوا کرتا ہی فلان موضع و محل مین اس سے وہ سبہی اشخاص یا چیزین مراد نہین یا بعض اشخاص یا چیزین اس سے خارج یا مستثنیٰ ہین تو اوسکو **تخصیص** کہتی ہین۔ اور جس لفظ یا دلیل یا علامت سے اس امر کا اظہار و بیان ہو اوسکو **مخصص** کہتی ہین۔ جیسے کوئی کسیکو کہی کہ فلان قوم کی عزت کر پہر اسکے ساتہہ ہی یا کچہہ دیر ٹہر کر (قبل اسکے کہ اسکی بات مخاطب عمل کری) یہ بہی کہدی کہ ان مین سے فلان شخص (مثلاً زید) کی عزت نکر۔ تو اس کا یہہ کہنا تخصیص ہے

اور وہ کلام یا لفظ جس سے اسنے زید کو اس حکم (عزت کرنی) سے مستثنی و خارج کیا مخصص کہلاتا ہے

مُطلق و مقید[۱۴]

یہ دونو عام و خاص سے ملتے جُلتے ہین مطلق عام کی طرح ہے مقید مثل خاص **مُطلق** اپنے معنے کا غیر مقرر حصہ ہے نہ اوس مین یہ حکم ہوتا ہے کہ اس سے وہ سبھی حصے جنپر وہ لفظ بولا جاتا ہے مراد ہین نہ یہ حکم ہوتا ہے کہ ان مین سے کوئی ایک یا دو حصہ مراد ہین۔ اور **مقید** وہ ہے جس مین یہ حکم ہو کہ اس سے ایک یا دو یا فلان حصہ مراد ہے۔ انکی مثال "پانی" کا لفظ ہے اگر یہہ بے قید بولا جاوے تو "مُطلق" کہلاتا ہے جو تہوڑی بہت کو ایک کوزہ دو کوزہ پانی دریا کے یا پانی نہر کے یا کنوئین کے پانی سب پر بلا خصوصیت صادق آسکتا ہے۔ اور اگر اس مین یہ قید لگا دیجاوے کہ دریا کا پانی یا نہر کا پانی یا ایک کوزہ یا فلان جگہ کا تو یہ مقید کہلاتا ہے۔

مجمل و بیان و مبیّن[۱۵]

مجمل وہ قول یا فعل ہے جو اپنی مراد یا کیفیت خود نہ بتاوے۔ **بیان** وہ قول یا فعل* ہے جو مجمل کی مراد بتاوے۔ **مبین** اس بیان کو کہتے ہین اگر "ے" کی کسر (زیر) سے پڑہین اور اگر یے کی فتح (زبر) سے پڑہین تو کبھی یہ لفظ اس مجمل پر بولا جاتا ہے جسکا بیان آچکا ہو کبھی اس مستقل واضح کلام کو کہتے ہین جو محتاج بیان نہو۔ مجمل کی **مثال** کسی کا یہ کہنا ہے "فلان شخص کو چند روپے دیدو"۔ بیان کی مثال اسکا اس کلام کے بعد یہ کہنا "دس یا پانچ روپے دیدو"۔ یہی مبیّن بالکسر کی مثال ہے۔ اور مبیّن بالفتح بمعنے اول کی مثال وہی اول کلام ہے جب اوسکے بعد دس یا پانچ روپے کا ذکر ہو اور مبیّن بالفتح بمعنے ثانی کی مثال وہ کلام ہے جس مین پہلے ہی سے صاف بیان ہو کہ فلان شخص کو پانچ روپے فلان سکہ کے اسوقت دیدو۔

---

* قول فعل مجمل کا بیان ہوسکتا ہے۔ اور فعل قول مجمل کا جیسا کہ اسکا بیان قول ہوسکتا ہے۔ ۱۲

منطوق و مفہوم اور منطوق کے اقسام صریح (یا عبارہ) و اشارہ و اقتضا و ایما اور مفہوم کے اقسام موافقت و مخالفت اور موافق کے اقسام فحوی الخطاب (جسکو دلالۃ النص بھی کہتے ہین) و لحن الخطاب

جس محل مین کوئی لفظ بولا جاوی جو اس محل کا حکم وحال اس لفظ سے سمجھ مین آوے اوسکو اس لفظ کا **منطوق** کہتے ہین اور جو اس محل کے سوا کسی اور محل کا (جو اس محل کے مقصود کے موافق یا مخالف ہو) حکم سمجھا جاوی اسکو مفہوم کہتے ہین - پھر اگر وہ محل موافق کا حکم ہے تو وہ مفہوم موافقت ہی اور اگر محل مخالف کا حکم ہی تو مفہوم مخالفت

مثلاً کوئی شخص اپنے دوست کی نسبت اپنے نوکر کو کہتا ہی کہ "انکو کہانا کہلاؤ" کہانا کہلانے حکم اس کلام کا منطوق ہی اور کہانا کہلانے کے ساتہ اسکو پانی پلانا اور اسکی عزت کرنا اس کا مفہوم موافقت ہی - کیونکہ یہ بات اس نے نہین کہی اور اس کا کلام اس سے ناطق نہین پر یہ اسکی منطوق کلام سے مناسبت و موافقت رکہتی ہی اور اسکو ہجو کا اور بے عزت کرکے نکال دینا اس کلام کا مفہوم مخالفت ہی - کیونکہ یہ بہی اس کلام کا منطوق نہین پر اس کلام سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اس حکم کا خلاف کرنا ناجایز ہی اور ہجو کا اور بے عزت کرکے نکال دینا اس حکم کا صریح مخالف ہی -

پھر **مفہوم موافقت** اگر ایسا حکم ہی کہ حکم منطوق سے بڑہکر ہی (جیسی اس شخص کی عزت کرنا جسکو کہانا کہلانے کا حکم دیا جاوی) تو اُسکو **فحوی الخطاب** کہتے ہین اور بعض اسیکو **دلالۃ النص** کہتے ہین - اور اگر وہ حکم منطوق کے برابر ہی (جیسا کہ کہانے کے ساتہ پانی پلا دینا) تو اوس کو **لحن الخطاب**+ کہتے ہین - اور حکم منطوق دو قسم ہی - اول وہ جس مین تاویل کی گنجایش نہو اسکو نص کہتے ہین دوسری وہ

+ جس کا بیان صفحہ ۷۰ مین ہو چکا ہی -

جسمین گنجایش تاویل ہو جسکو ظاہر کہتے ہین (ان دونون کی شرح و مثال گزر چکی ہے)

پہر **نص** دو **قسم** ہے۔ **پہلا قسم صریح** (جسکو **عبارۃ النص** بہی کہتے ہین)

یہہ ہی جو لفظ کے پورے معنے یا اسکی جز ہو جیسے کوئی کہے ہمارے سبہی دوستون کو جو

آج ہمارے پاس آوین عزت سے بٹہاؤ اور کسیطرح سے انکی بے توقیری نکرو۔ اسمین سبہی

دوستون کی عزت کرنا اسکے پورے معنی ہین ان مین سے ایک یا دو کی عزت کرنا اسکا جز ہے

یہ دونو معنی اس کلام کا صریح منطوق ہے۔

دوسرا قسم **غیر صریح** جو لفظ کے اصلی معنی کل یا جز نہون بلکہ اس معنے کی لوازم سے ہون

یہ پہر **تین قسم** ہے۔ **اول اشارہ** وہ ایسے لازم معنی ہین کہ اس کلام کرنے سے

اس معنے کا بتانا یا سمجہانا کلام کرنے والے کا مقصود نہو۔ پر وہ اصلی معنی سے ملازمت کے

سبب سے مخاطب کے ذہن مین خود بخود آجاوین۔ جیسے کسی کا یہ کہنا کہ فلان شخص کی عورت

مطلقہ ہے۔ اس کا صریح منطوق تو یہ ہے کہ اب وہ اسکے نکاح مین نہین رہی اور اس کا

اشارہ اس بات کیطرف ہے کہ اس کے خاوند کو اسکا مہر ادا کرنا اور اس عورت کا عدت بیٹہنا ضروری ہے

دوم اقتضا وہ ایسا لازم معنی ہے کہ اسکی مراد ٹہرانے کے سوا اس کلام کی صحت و

صداقت ہی ناممکن ہو۔ جیسے کسی کا اپنے نوکر کو یہ کہنا کہ فلان شخص کو ایک گہوڑا

(جو اس کی ملک مین نہ تہا) بخش دے۔ تب صحیح و صادق ہو سکتا ہے جبکہ اس کلام مین

یہ بہی حکم ٹہرایا جاوے کہ پہلے گہوڑیکو خرید لے اس لئے کہ جبتک اسکو

اس گہوڑے کے خریدنے کا مجاز و مختار نہ ٹہیرایا جاوے اور اس ذریعہ سے وہ گہوڑا اسکے

ملک مین آنے کی لائق نہو اسکی بخشش کیونکر متصور ہے۔ **سوم ایما** وہ ایسا لازم

معنی ہے جسکا حکم منطوق کے لئے سبب + و موجب ہونا اس کلام کی بعض الفاظ سے (جو صریح بعلت نہون)

+ سبب کے معنے عنقریب بیان ہونگے۔ بعلت یہ قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ جو لفظ صریح طور پر علت و سبب ہونے پر دال ہین جیسے ہندی مین لفظ "اسلئے" یا "اس سبب سے" اور اس معنے کے عربی الفاظ عربی مین جیسے لفظ لعلت "لسبب" موجب۔ اجل۔ لام۔ ان۔ با وہ بطریق ایما اصل نہین ۱۲

سمجھا جاتا ہے۔ اسکے نو قسم ہین از انجملہ ایک یہ کہ حکم ایسے حرف کے ساتھہ بیان ہوتا ہے جو سببیت و علیت کی طرف مشعر ہو۔ ایسا حرف ہندی مین "تو" ہے اور عربی مین "ف" اسکی مثال عربی اور ہندی مین یہ ہے "سرق زید فقطع یدہ" یعنے زید نے چوری کی تو اس کا ہاتھہ کاٹا گیا بقیہ اقسام کی تفصیل ہم اصول کے ضمن مین کرینگے۔ انشاء اللہ تعالے و تقدس۔

تعارض و جمع (یا تطبیق) ترجیح و نسخ و ناسخ و منسوخ

دو دلیلون (یا کلامون) کا باہم ایسا مقابلہ کرنا کہ ایک دوسرے کی مخالفت و مزاحمت کرے **تعارض** کہلاتا ہے۔ ان دونو کو آپسمین جوڑنا اور دونو کے ایسے معنے کرنا کہ انمین مخالفت نرہے **جمع یا تطبیق یا توفیق** کہلاتا ہے۔ ان دونو مین سے ایک کو کسی وصف کی لحاظ سے (جو اسکے ذاتی صفت ہو۔ عارضی و تبعی ہو) غلبہ و قوت دینا اور دوسری دلیل کو اسکے مقابلہ مین اس وصف کی نہونے سے متروک العمل سمجھنا **ترجیح** کہلاتا ہے۔ اور جب ایک کو بلا لحاظ وصف ترجیح دوسرے کے متروک العمل ہونے پر دلیل ٹھیرایا جاوے اسطور پر کہ ایک کو پہلا حکم قرار دین دوسرے کو پہلا اور پچھلے کو پہلے کی مدت تعمیل پوری ہونے کا بیان قرار دین تو اوسکو **النسخ** کہتے ہین اور دلیل متروک العمل کو **منسوخ** اور جسنے اس کو چھوڑایا اسکو **ناسخ** کہتے ہین ان سب کی **مثالین** یہ ہین کسی حکیم نے ایک شخص کو کہا کہ "دودہ مت پی" اور یہ بھی کہا کہ "دودہ پیا کر" ان دونو کے مضمون مین جو بظاہر مخالفت ہے یہ **تعارض** کی مثال ہے۔ اور ان مین یون جوڑ ملانا کہ دودہ پینے کی ممانعت اس حالت مین ہے کہ مچھلی کھائی ہو یا کوئی اور مانع ہو۔ اور اجازت بحالت عدم موانع ہے "جمع یا تطبیق یا توفیق مثال ہے۔ اور ان مین یہ تجویز کرنا کہ جو شخص قول ممانعت کا ناقل ہے وہ معتبر نہین۔ ناقل اجازت سچا آدمی ہے" **ترجیح** کی مثال ہے۔ اور ان مین یہ تجویز کرنا کہ حکیم صاحب نے حکم ممانعت پہلے دن دیا تھا

+ ذاتی وصف سے جو غلبہ حاصل ہو (جیسے کتاب اللہ کا بمقابلہ قیاس غالب ہونا) اسکو مجاز نہین کیا جاتا اور بنا بر علیہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ کتاب اللہ کو قیاس پر ترجیح ہے ۱۲

++ عارضی صفت جیسے کسی حدیث کے راوی کا معتبر ہونا ۱۲

جبکہ وہ شخص بیمار تھا۔ پیچھے کو جب وہ اچھا ہوگیا حکم اجازت دیا۔ یہ **نسخ** کی مثال ہے۔ اس تجویز
میں پہلا حکم ممانعت **منسوخ** کی مثال ہے دوسرا حکم اجازت **ناسخ** کی مثال۔

امر و نہی

امر کسی سے کوئی فعل چاہنا۔ مثلاً زید کا اپنے غلام کو کہنا کہ پانی لا۔ **نہی** کسیکو کسی فعل سے روکنا۔ مثلاً زید کا
اپنے غلام کو کہنا فلان کام مت کر۔ بعض امر نہی میں اپنی بڑائی کا ہونا بھی شرط سمجھتے ہیں۔

(**حکم** اور اسکے اقسام خمسہ تکلیفی **ایجاب** و **تحریم** و **اباحت** و **کراہیت**
و **ندب** اور اقسام ثلثہ وضعی **سبب** و **شرط** و **مانع**۔)

ان اصطلاحات کا بیان چند الفاظ کی شرح پر موقوف ہے (۱) **خطاب** وہ کلام ہے
جس سے کوئی دوسرے کو مخاطب کرے (۲) **تکلیف** کسی سے کوئی کام کرانا۔ (۳)
وضع ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے مقرر کرنا اور اس کا اس سے تعلق جتانا
(۴) **اقتضا** ایک چیز کی نسبت یہ چاہنا کہ ضرور اسکو کرو یا ہرگز مت کرو (۵)
تخییر اسکے کرنے نکرنے کا اختیار دینا۔ وہ شرح ہو چکی۔ اب ان اصطلاحات کا بیان سننا چاہیے
حکم اس خطاب شارع کا نام ہے جو لایق تکلیف بندون کے افعال کے متعلق ہو اور اس میں
کسی امر کے کرنے یا نکرنے کا اقتضا ہو یا اسکے کرنے یا نہ کرنے کی نسبت تخییر پائی جاوے یا اس میں
کسی چیز کے کسی حکم کے لئے وضع تبلائی گئی ہو۔ پس جس میں اقتضا یا تخییر پائی گئی ہو
اسکو حکم **تکلیفی** کہتے ہیں۔ اور جس میں وضع بتائی گئی ہو اسکو **وضعی**۔ پھر حکم
تکلیفی اگر بجہت اور تاکید ہی طور پہ ہو تو اگر اس میں کسی فعل کے کرنے کا اقتضا ہو تو اس کو
ایجاب کہتے ہیں اور اگر کسی فعل کے نکرنے کا اقتضا ہو تو اسکو **تحریم** کہتے ہیں اور اگر بجہت
اور تاکید ہی طور پر ہو تو اگر اس میں کسی فعل کرنے یا نکرنے کی تخییر ہو اسکو **اباحت**
کہتے ہیں۔ اور اگر اسکی جانب کا فعل اقتضا ہو تو اسکو **ندب** کہتے ہیں اور اگر اسکی ترک کا
ہو تو **کراہیت** نام رکھتے ہیں۔ **اور کبھی** ان پانچون اقسام احکام تکلیفی کو بطور مجاز

وجوب وحرمت وغیرہ سے جو ایجاب وتحریم وغیرہ سے ثابت اور اسکا نتیجہ ہین تعبیر کرتی ہین ۔ اور فعل کو جبکہ وہ ان احکام سے موصوف اور انکا مورد ومحل ہو۔ **واجب ۔ حرام ۔ مباح ۔ مکروہ ۔ مندوب** کہتی ہین **اور کبھی** یہ الفاظ ان چیزون پر بھی بول لیتی ہین جنسے فعل مکلف کا تعلق ہوتا ہی اور انکی کام مین لانیسے وہ ان افعال کا مرتکب کہلاتا ہی **ان سب کی مثالین** ظاہر و مشہور ہین ہم ایک آدہ مثال کی تشریح کرتی ہین ۔ خدا تعالی کا یہ ارشاد اقیموا الصلوۃ یعنی نماز پڑہو ایجاب نماز ہی اور جو اس سے نماز کا واجب ہونا ثابت ہوا یہ وجوب صلوۃ کہلاتا ہی اور بندونکے فعل نماز پڑہنی کو واجب کہا جاتا ہی اور یہی لفظ واجب نماز پر بھی بولا جاتا ہی ۔ وعلی ہذا القیاس **پہر منجملہ** ان اقسام خمسہ تکلیفیہ حکم اباحت یا مباح کو تکلیفی کہنا مجازاً بطور تغلیب ہے ورنہ درحقیقت اس مین تکلیف نہین ہی ۔ بلکہ بقول علما ندب وکراہت مین بھی تکلیف نہین پائی جاتی ہی ۔ **اور منجملہ** متعلقات ان احکام کی واجب فرض بھی کہلاتا ہی اور ایک لفظ دوسری کی جگہہ بولا جاتا ہی چنانچہ کہا جاتا ہی زکوۃ واجب ہی اور زکوۃ الفطر فرض ہی اور یہی اہلحدیث وشافعیہ کا قول ہی ۔ حنفیہ جو انمین فرق کرتے ہین یہ انکا لفظی اختلاف ہی ۔ چنانچہ بضمن اصول اسکی تشریح عنقریب آتی ہی ۔ **وازانجملہ ندب ومندوب** کو سنت ومستحب وتطوع ونفل بھی کہا جاتا ہی ۔ انمین جو باہم فرق ہی وہ بضمن اصول بیان ہوگا ۔ **وازانجملہ مکروہ کا** اطلاق تین چیزون پر ہوتا ہی (۱) حرام پر جیسی محدثین ہین ریشم پہننی کو مکروہ کہا جاتا ہی (۲) مکروہ تنزیہی پر جسمین یہ جتایا گیا ہو کہ اسکا نکرنا بہتر ہی (۳) ترک اولے پر جیسی کہتی ہین کہ نماز چاشت نہ پڑہنا مکروہ ہی ۔ یہ حکم تکلیفی کی تقسیم وتفصیل ہی ۔ اب حکم وضعی کی تقسیم کیجاتی ہی ۔

حکم وضعی مین اگر یہ بیان ہو کہ فلان چیز کا وجود فلان حکم کی وجود کا خواہان ہی تو اسکو **سبب** کہتی ہین ۔ جیسی حد کی لئی زنا یا چوری کا وجود شارع نی بتا دیا ہی کہ جب زنا یا چوری کا وجود پایا جاویگا حد کا وجود لازم ہوگا ۔ اور اگر اسکا یہ منشا ہو کہ جبتک فلان چیز کا وجود نہوگا تبتک فلان حکم باوجود موجود ہونی سببکی پایا نہین جائیگا یا اسکا سبب سبب نہوگا تو اسکو **شرط** کہتی ہین جیسی

زنا کی حد رجم کے لئے زانی کا محصن (صاحب زوجہ) ہونیکی شرط ہے شارع نے بتادیا ہے کہ اگر زانی محصن نہوگا تو باوجودیکہ زنا صادر ہوا اُس کو سنگسار نکیا جاویگا اور سزا ہی درہ سے وہ سزا یاب ہوگا۔ اور اگر وہ ایسا ہو کہ اسکا وجود کسی حکم کے وجود یا اوسکے سبب کے سبب ہونیکو روکے تو یہ **مانع** کہلاتا ہے جیسے حد سرقہ کے لئے چور کا باپ ہونا شارع نے بتادیا ہے کہ باپ بیٹے کا مال چرالے گا تو اسکا ہاتھہ کاٹا نہ جاویگا۔

ادا و قضا

واجب اگر اپنے وقت میں ادا کیا جاوے تو اسکو ادا کہا جاتا ہے اور اسوقت گزر جانیکے بعد ادا کیا جاوے تو وہ قضا کہلاتا ہے

عزیمت و رخصت

رخصت اس اباحت کا نام ہے جو کسی عذر و ضرورت کے سبب سے ہو اور اسکے مقابلہ میں دلیل حرمت بھی موجود ہو۔ اور عزیمت وہ ہے جو اس اباحت کے مقابلہ میں ہو۔ رخصت کی مثال مسافر کے لئے بحالت سفر روزہ نرکہنے کی اجازت ہے اور عزیمت حالت سفر میں باوجود اجازت افطار روزہ رکہہ لینا۔

دلیل و استدلال و عدم وجدان دلیل و اباحت یا برائۃ اصلیہ۔ قطعی و ظنی

دلیل وہ ہے جو کسی حکم یا چیز کو ثابت کرے یعنے اسمیں صاف و صحیح طور پر فکر کرنیسے کسی چیز کا وجود یا کوئی حکم ثابت ہوسکے۔ استدلال کسی دلیل سے تمسک کرنا۔ **عدم وجدان دلیل** کسی امر کے وجود یا حکم پر باوجود تفحص و تلاش کسی دلیل کا نہ پایا جانا۔ **اباحت** یا **برائۃ اصلیہ** اصلی معافی و پروانگی کو کہتے ہیں۔ اسکے دو معنی ہیں **ایک** یہ کہ قبل ورود شرع و بعثت محمدیہ تمام چیزوں کو جو دوام نفع رسان ہوں عام معافی تھی جس چیز میں کوئی نفع پاوے اس سے نفع اٹھاوے اور اسپر کوئی مواخذہ نہیں۔ **دوسری** یہ کہ بعد بعثت و نبوت محمدیہ علیہ السلام تمام نافعہ چیزوں میں جنمیں آنحضرت صلعم نے صاف طور پر حلت یا حرمت کا کچھہ حکم نہیں دیا۔ وہی قدیمی و اصلی معافی ہے **قطعی** وہ ہے جسکے خلاف کا احتمال نہو۔ **ظنی** وہ ہے جو محتمل خلاف ہو۔ پھر قطعی دو قسم ہوتا ہے ایک وہ جو کسی قسم کا احتمال خلاف نرکہے جیسے **نص** یا مفسر ہے دوسرا وہ جو ایسا احتمال نرکہے جسپر کوئی دلیل ہو گو مجرد احتمال بلا دلیل رکہتا ہو۔ جیسے ظاہر جسمیں تاویل کا احتمال ہے۔ **یہ آخر** بیان اصطلاحات قسم اول ہے۔

اب اصول قسم اول کو بیان کیا جاتا ہے

اصول قسم اول ظاہر اپنے معنی میں قطعی الدلالۃ (بمعنی ثانی) ہے اور اس سے ظاہری معنی مراد ٹھہرانا واجب ہے اور اسکی تاویل بلا شہادت دلیل حرام ہے۔ اس اصل میں کسی عالم کا علمائے مذاہب مشہورہ سے اختلاف نہیں ہے۔ اسلئے اسکی دلیل بیان کرنا ضروری نہیں ہے

(۲) اگر صحابی کسی حدیث ظاہر المعنی کو روایت کرے اور اسکے ظاہری معنی کے اپنے قول یا فعل سے کوئی تاویل کرنے اور اپنی تاویل کی کوئی سند نہ بتاوے تو ظاہر معنی حدیث واجب العمل ہیں، اور تاویل صحابی کیطرف رجوع جائز نہیں ہے۔ اور یہی امام **شافعی** اور حنفیہ میں سے امام **کرخی** اور جمہور **علما** کا قول ہے **انکی دلیل** یہہ ہے کہ ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے اور صحابی کا فہم و قول اصلا شرعی دلیل نہیں ہے امام **شافعی** نے فرمایا ہے میں ظاہر حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر میں اسکے زمانہ میں ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکہ چھوڑ سکتا ہوں۔ **بعض حنفیہ** وغیرہ یہہ کہتے ہیں کہ تاویل صحابی ظاہر حدیث سے مقدم ہے انکی دلیل یہہ ہے کہ ظاہر حدیث کے ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تھا و مع ذلک اس نے ظاہر کو ترک کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے کوئی دلیل ظاہر حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اسکو ترک کیا۔

اسکا جواب فریق اول یہہ دیتے ہیں کہ جیسا اسکے ظاہر حدیث کو ترک کرنے میں یہ **احتمال** ہے ویسا ہی یہ بھی **احتمال** ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور جو کچھہ اس نے کہا یا کیا ہے (جسکو اس حدیث کی تاویل سمجھا جاتا ہے) اسکی اپنی مستقل رائے ہو۔ اور یہ بھی **احتمال** ہے کہ جس دلیل کو اس نے باعث ترک ظاہر حدیث سمجھا ہے اور اسکے سبب تاویل اختیار کی ہے اسمیں غلطی کی ہو یا اس دلیل کا بجز اسکے کوئی قائل نہو جب اسکی تاویل میں اتنے احتمال ہوئے تو وہ قطعی نرہے اور ظاہر حدیث بلا اختلاف قطعی ہے **پس** اس ظنی و محتمل کے سبب اسکا چھوڑنا کیونکر

جایز ہے۔ اِن مذاہب و دلائل و مباحث کو اصولیین حنفیہ و شافعیہ و اہلحدیث نے اپنی کتابون مین تفصیل سے لکہا ہے اسمقام مین اس تفصیل کا نقل کرنا مناسب ہے ارشاد الفحول و حصول المامول مین ہے کہ حدیث کے حالات سے

السادس ان یکون الخبر ظاہرا فی شی فیحمله الراوی من الصحابة علی غیر ظاہره اما بصرف اللفظ عن حقیقته الی مجازه او بان یصرفه عن الوجوب الی الندب او عن التحریم الی الکراهة او لم یات بما یفید صرفه عن الظاہر فذهب الجمهور من اهل الاصول الی انه یعمل بالظاہر ولا یصار الی خلافه بمجرد قول الصحابی و فعله و هذا هو الحق لانا متعبدون بروایته لا برائه خلافا للحنفیة (حصول المامول)

چہٹا حال یہہ ہے کہ حدیث ایک معنی مین ظاہر الدلالة ہو اور صحابی اسکا راوی اسکو غیر ظاہر معنی پر حمل کرے باین وجہ کہ اسکے حقیقی معنی چہوڑ کر مجازی معنی لے یا اسکو وجوب سے معنے استحباب کیطرف پہیر دے یا حرمت سے کراہتہ کیطرف پہیرے اور اپنے اس تصرف پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو ایسی صورت مین جمہور علما یہی کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل مخالف ظاہر حدیث کیطرف رجوع جایز نہین ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ ہم صحابی کی روایت پر عمل کرنیسے مکلف ہین نہ اسکی رائے و فہم پر عمل کرنیسے اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے۔ تحریر ابن الہمام اور اسکی شرح تحبیر ابن امیر الحاج مین ہے کہ جب صحابی (اپنے قول و فعل سے) اپنی روایت کی معنی ظاہر کے خلاف بیان کرے تو اکثر علما

واذا حمل الصحابی مرویه الظاہر فی حکم علی غیر الظاہر فذهب الاکثر من العلما منهم الشافعی والکرخی ان المعمول به هو الظاہر دون ما حمل علیه الراوی

امام شافعی و امام کرخی وغیرہ) اسمین یہہ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے نہ وہ تاویل جو صحابی کرتا ہے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ من حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکا ہم عصر ہوتا